تاریخِ فرعون

دنیا کی قدیم ترین اور خیرہ کن تہذیب وتمدن کی وارث مصری قوم کا مستند تاریخی و تحقیقی جائزہ

(اہم تصاویر کے ساتھ)

مصنف: خواجہ حسن نظامی

www.KitaboSunnat.com

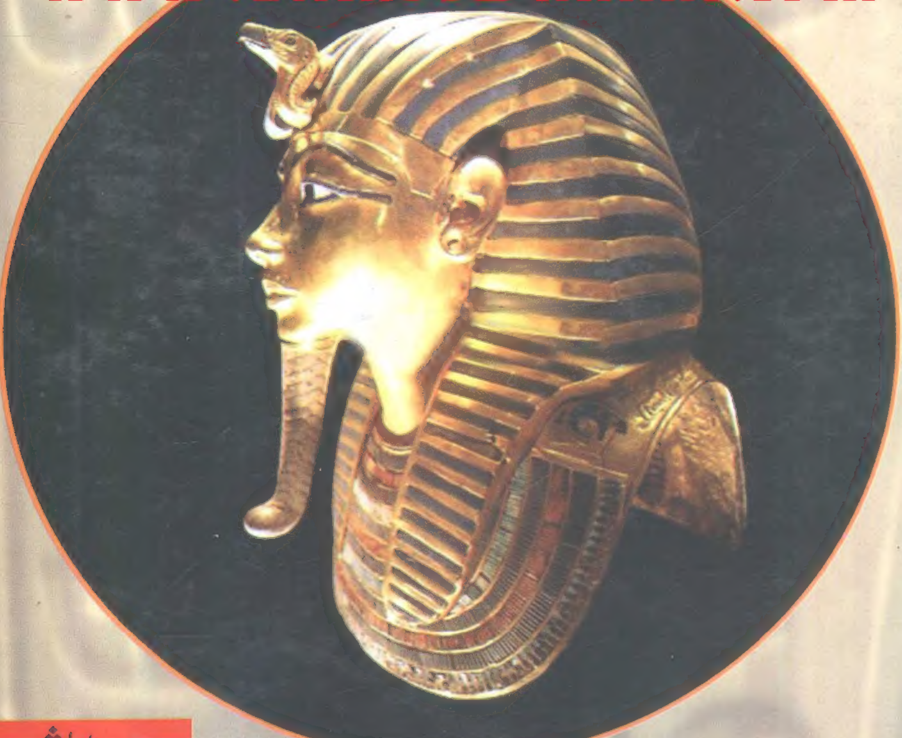

جدید ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تاریخ فرعون

دنیا کی قدیم ترین اور خیرہ کن تہذیب وتمدن کی وارث مصری قوم کا مستند و تاریخی جائزہ

اہم تصاویر کے ساتھ

مصنف

خواجہ حسن نظامیؒ دہلوی

پیش لفظ

محترمہ نجمہ رشید صاحبہ

ایم اے سیاسیات ایڈووکیٹ ھائی کورٹ لاہور

www.KitaboSunnat.com

یو پبلشرز

33- حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

042-37212714, 37241778, 0333-4394686

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	:	تاریخ فرعون
مصنف	:	خواجہ حسن نظامی دہلوی
پیش لفظ	:	محترمہ نجمہ رشید
اشاعت سوم	:	2012ء
اہتمام	:	چوہدری عبید اللہ
مطبع	:	ایوب پرنٹرز لاہور
ناشر	:	یوپبلشرز، لاہور۔
قیمت	:	=/400 روپے

لیگل ایڈوائزر
قیصر زمان، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور۔

واحد تقسیم کار:

طیب پبلشرز

33- حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

042-37241778, 03334394686
E-mail:tayyabpublishers@gmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ از نجمہ رشید ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور	9
2	مقدمہ از مصنف خواجہ حسن نظامی دھلوی	13
3	مصر کی پرانی تاریخ	17
4	پہلا باب	
5	مصر کی بادشاھیان	17
6	مصر کے شاہی خاندان	18
7	مصری سلطنت کا بانی	19
8	ایک انقلاب	21
9	ایک نیا دور	22
10	مصر پر ایک حملہ	23
11	حضرت یوسفؑ اور فرعون	24
12	سامری	27
13	مصر کی سرحدیں فرات تک	27
14	مصر کی زبردست ملکہ	28
15	مصر کا نپولین	29
	دوسرا باب	
16	خونخوار فرعون	32
17	انقلابی فرعون	33
18	ایک اور بڑا فرعون	35
19	فرعون موسیٰ	39
20	فرعون کی تقریر	40
21	فرعون کا ڈوبنا	43
22	فرعون کے خلاف سازش	44
23	مصر پر مہنت کی حکومت	45
24	بے انتظامی	46
25	مہنت ہری ہر	47
26	شیشک کی حکومت	47
27	کشتا کی حکومت	48
28	عراقیوں کی غلامی	48
29	عراقی وائسرائے نیچو	49
30	اماسس کا خروج	50
31	کمبوجیہ کا حملہ	50
32	ریت کا عذاب	51
33	اینارس کی بغاوت	52
34	ہیکسوس اور بنی اسرائیل	52
35	پاؤں دھونے کا پانی	56

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

36 توریت کی عبارت 57
37 حضرت یعقوبؑ کا مصر میں آنا 59
38 بنی اسرائیلؑ کی بپتا 61
39 فرعون موسیٰؑ کون تھا؟ 62
40 منفتاح ہی فرعون موسیٰؑ تھا 63
41 حضرت موسیٰؑ کا قصہ 64
42 آگ لینے گئے پیغمبری مل گئی 67
43 موسیٰؑ اور فرعون کا مباحثہ 68
44 حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے مقابلہ 69
45 مصر پر بلائیں 72
46 یہودیوں پر آفت 73
47 فرعون کی غرقابی 74
48 موسیٰؑ مصری افسانے میں 76
49 منوسرتی یا مینا س سرتی 77

تیسرا باب

50 خنمو 82
51 فتاح 83
52 تمو یا اتمو 83
53 مُوت 83
54 خبیرہ 83
55 بَست 83
56 نت 84
57 را 84
58 ہورس 84
59 اُوزیرِس 84
60 ایزِیس 85
61 نفتیس 85
62 ست 85
63 اَنوبِیں 85
64 سَبو 85
65 ثُوث 85
66 سَبک 86
67 ھاتور 86
68 مارت 86
69 جابِی 86
70 اَپِیں 86
71 آمِن 86
72 مُوت 87
73 خنسو 87
74 منتو 87
75 دیوی سخ مت 89
76 وحدانیت کی طرف کھنچاؤ 91

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

77	مصر میں مذہبی انقلاب	96
78	روح اور آخرت	102
79	دفن	109
80	آخرت میں حساب	115
81	گنڈے تعویذ	117
	چوتھا باب	
82	مصریوں کا تمدن	118
83	مصر کے مزدور اور کسان	121
84	فرعون کی تاج پاشی	126
85	مصریوں کی گھریلو زندگی	133
86	ورزشی کھیل	138
87	زندہ فرعونی عادتیں	139
88	سورج کی تعظیم	140
89	گوبر کے کیڑے سے عقیدت	140
90	درختوں سے عقیدت	140
91	بلی سے عقیدت	141
92	سانپ سے عقیدت	142
93	مگرمچھ سے عقیدت	142
94	ہمزاد	142
95	کم سنی میں شادی	142
96	سرکاری نوکری سے عشق	143
97	وطن نہیں چھوڑتے	143
98	ظاہر پرستی	144
99	کسانوں کی تحقیر	144
100	اندھے اور موسیقی	144
101	کان پر قلم	145
102	خوشی کا اظہار	145
103	جادو	145
104	تعویذ	146
105	نظر لگنے کا ڈر	146
106	مبارک اور منحوس دن	146
107	پیاز سونگھنا	147
108	امن و قانون	147
109	مصر کا قانون	147
	پانچواں باب	
110	مصریوں کی علمی و ادبی زندگی	153
111	مصری علوم	153
112	علم طب	157
113	مصری ادب	158
114	مصری قصوں کے چند نمونے	159
115	مصری شاعری کا نمونہ ”آتن کا جال“	164
116	رات	165

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

117 دن اور انسان 165
118 دن اور حیوان و نباتات 166
119 دن اور پانی 166
120 انسان کی پیدائش 166
121 حیوان کی پیدائش 166
122 دنیا کی پیدائش 166
123 دریائے نیل 167
124 مصری افسانے 167
125 مصری کہاوتیں 180
126 مصریوں کی شاعری 181
127 مصری غزلیں 184
128 مصری کنواریوں کے گیت 186
129 دعوت عیش 189
130 موسیقی 191
131 ناچ 193
132 تھیٹر 193

چھٹا باب

133 مصری آرٹ 195
134 مصری آرٹ کی بنیاد 195
135 اہم اسٹیچو یابت 197
136 ابوالہول 197
137 راھتپ 199
138 خضرع 200
139 منقرع 200
140 منثی 200
141 رانضر 201
142 گاؤں کا مکھیا 201
143 بونا 202
144 نفیر 202
145 کام قد 202
146 یہ کون ہے؟ 203
147 دھات کا اسٹیچو 203
148 ھاتور 203
149 تھوتمس سوم 204
150 اخناتون 204
151 دو اور اسٹیچو 205
152 تصویر 205
153 زراعت 207
154 پھلواریاں 209
155 شکار 211
156 مچھلی کا شکار 211
157 کارٹون 212
158 نقش 213
159 فرعون مینا 213

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

160 مصر کی دستکاری 217
161 مصوری ونقاشی 217
162 بت تراشی 217
163 پتھر کی کٹائی 218
164 پتھر کے برتن 218
165 سوئی وغیرہ میں چھید کرنا 219
166 لاشوں کی ممی 219
167 دھاتوں کی صنعت 219
168 سُناری 220
169 زیور کے نمونے 220
170 جواہرات 220
171 ہاتھی دانت کی صنعت 220
172 کچھوے کی ہڈی 221
173 نجاری 222
174 تابوت 222
175 تخت 223
176 تکیے 224
177 کرسیاں 224
178 پاؤں ٹیک 225
179 میزیں 225
180 صندوق 225
181 تیر کمان 225
182 کمہاری 226
183 اینٹیں بنانا 226
184 رتھ 226
185 دباغت 227
186 جوتے بنانا 227
187 کھانا پکانا 228
188 خوشبودار تیل 228
189 عطر 228
190 کپڑوں کی دھلائی 229
191 رسی بٹنا 229
192 رنگائی 230
193 بُننا 230
194 چٹائیاں 230
195 بیئر کی صنعت 230
196 کشتی بنانا 231
197 چینی مٹی 231

آٹھواں باب

198 مصری فن تعمیر 232
199 مصری شہر 233
200 مصری گھر 234
201 فرعون کا محل 237

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

202 گڑھیاں اور قلعے 239
203 مندر 242
204 مقبرے 244
205 چبوترے 246
206 اہرام 248
207 اہرام کیوں بنائے گئے 249
208 خوفو کا ھرم 252
209 خفرا کا ہرم 256
210 منق را کا ہرم 256
211 ابوصیر کے ہرم 257

نواں باب

212 فرعونوں کی لاشیں 261
213 فرعون کی لعنت 268
214 منحوس ممی 270

دسواں باب

215 مصری عجائب گھر کی سیر 273
216 مصری عجائب گھر پر ایک نظر 273
217 اسٹیچو 273
218 پتھر کی تختیاں 275
219 تصویریں 282
220 تعویذ 283
221 بُردی کاغذ 287
222 شاہی تحریریں 287
223 زیور 288
224 قدیم ترین آثار 291
225 متفرق چیزیں 293
226 مصر کے پرانے فرعون 295
227 پہلا خاندان 296
228 دوسرا خاندان 296
229 تیسرا خاندان 296
230 چوتھا خاندان 296
231 پانچواں خاندان 297
232 چھٹا خاندان 297
233 7واں، 8واں، 9واں اور 10واں خاندان 297
234 گیارہواں خاندان 297
235 بارہواں خاندان 298
236 13واں، 14واں، 15واں اور 16واں خاندان 298
237 سترھواں خاندان 298
238 اٹھارواں خاندان 298
239 انیسواں خاندان 299
240 بیسواں خاندان 299
241 اکیسواں خاندان 299
242 خلاصہ اور قیاسہ 300
243 موجودہ مصر کی کیا حالت ہے؟ 303

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

(از۔ نجمہ رشید ایم اے سیاسیات۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) لاہور

''تاریخِ فرعون'' محض کسی ایک فرعون کی تاریخ نہیں ہے بلکہ فراعنہ مصر کے حالات وواقعات کی ایک انتہائی وقیع سرگزشت ہے۔ اس کتاب میں مصری تہذیب وتمدن کے بھی پہلوؤں کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔ ''فرعون کی تاریخ'' برصغیر پاک وھند کے ایک باکمال اور بے مثال ادیب خواجہ حسن نظامی کے معجز نگار قلم کا شاہکار ہے۔ جن کی شخصیت اور ادبی حیثیت کا مختصر تعارف نیچے کی سطروں میں دیا جاتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی کا نام سید علی حسن عرف حسن نظامی تھا۔ علامہ اقبال نے ان کا نام حسن نظامی لکھنا شروع کیا اور آج اسی نام کو مقبولیت حاصل ہے۔ خواجہ حسن نظامی 2 محرم الحرام 1296ء میں بستی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی میں پیدا ہوئے۔ خواجہ صاحب گیارہ برس کے تھے کہ ماں باپ دونوں کا ایک ہی سال کے اندر انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ان کے بڑے بھائی سید حسن علی نے آپ کی سرپرستی کی۔ ابتدائی تعلیم اپنی ہی بستی میں حضرت مولانا اسماعیل کاندھلوی، مولانا محمد میاں کاندھلوی اور مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ ڈیڑھ سال تک گنگوہ میں مولانا رشید احمد صاحب کے مدرسے میں تعلیم پائی۔ گنگوہ سے واپسی پر اٹھارہ برس کی عمر میں اپنے چچا سید معشوق علی کی صاحبزادی سیدہ حبیب بانو سے شادی ہوئی۔ کچھ عرصے بعد پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ دوسری شادی 1916ء میں سیدہ محمودہ خواجہ بانو سے ہوئی۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلی کے ان بزرگوں میں سے تھے جنہیں زمانہ کبھی فراموش نہ کر سکے گا۔ وہ ایک بہت غریب خانوادے میں پیدا ہوئے۔ غربت کی وجہ سے ان کی تعلیم مکمل نہ ہو پائی۔ مگر انسان کو انسان بنانے میں صرف تعلیم ہی تو کافی نہیں ہوتی بلکہ اصل چیز تربیت ہوتی ہے۔ آپ کے غیور والدین نے اپنے بیٹے کی کچھ اس انداز سے تربیت کی کہ مفلس وقلاش والدین کا بیٹا بعد میں دہلی کے لکھ پتیوں میں شمار ہوا۔ ادب میں اپنے زمانے کا سب سے بڑا ادیب کہلایا۔ دینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم میں ایسی بصیرت حاصل کی کہ فرنگی سرکار نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔ معاملاتِ روحانی میں اس قدر ترقی کی کہ تین لاکھ مریدوں کا مرشدِ کامل بنا۔ مبلغ اسلام بنا تو اچھوتوں سے لے کر راجہ مہاراجاؤں تک کو اسلام کے دامن سے وابستہ کر دیا۔ سیاست میں قدم رکھا تو دیکھتے ہی دیکھتے صف اوّل کے لیڈروں تک جا پہنچے۔ غرض زندگی کے ہر شعبہ میں حیرت ناک ترقی کی۔

خواجہ صاحب کی ذات بے شمار صفات کی حامل تھی۔ وہ بیک وقت عالم، صوفی، معلم، مصلح، ادیب، صحافی، مقرر اور تاجر تھے۔ انہوں نے بے شمار بزرگوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔ ان کے پاس کتابی علم کے ساتھ ساتھ مشاہداتی علم بھی تھا۔ ایک مرتبہ اپنے بڑے بیٹے خواجہ حسین نظامی جو انگریزی زبان و ادب پر عبور رکھتے تھے سے کہا کہ بیٹا تم نے انگریزی پڑھی ہے جبکہ تمہارے باپ نے انگریز کو پڑھا ہے۔

خواجہ صاحب کا مطالعہ اور مشاہدہ انتہائی گہرائی لیے ہوئے تھا۔ وہ اشیاء جو دوسروں کے نزدیک غیر اہم ہوتی تھیں ان کے مطالعے اور مشاہدے کے نتیجے میں نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں، مثلاً گھاس کے تنکے، دیا سلائی، مکھی، مچھر اور اُلو وغیرہ پر مضامین لکھ کر انہوں نے اپنے مشاہدے کی باریک بینی سے دوسروں کو آشنا کیا۔ خواجہ صاحب ایک ہی وقت میں صوفی بھی تھے اور مصور بھی۔ آپ نے خاموش حجرے میں عبادت کرنے کی بجائے زندگی کی تگ و دو میں بھرپور حصہ لیا۔ زندگی کی نعمتوں سے منہ موڑنے کی بجائے اس کی تلخی و شیرینی کو چکھا۔ یوں مشاہدے سے زیادہ تجربے سے گذرے اور تب وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ گلاب کے مقابلے میں کیکر کا پھول زیادہ بہتر ہے جو حوادث کا مقابلہ کر کے اپنے وجود کو قائم رکھتا ہے۔ ایک ایسا گوشہ نشین صوفی جو مریدوں کے نذرانوں پر اپنی زندگی کا انحصار رکھتا ہے اس سے بہتر وہ شخص ہے جو حلال روزی اور زندگی کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ جو محنت کرتا اور محنت کا درس دیتا ہے۔ خواجہ صاحب ایسے مرشد تھے جو مریدوں کی معاشی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے دعا پر ہی تکیہ نہیں کرتے تھے بلکہ مختلف پیشوں سے متعلق ایسا لٹریچر تیار کرا کے شائع کرتے تھے جس پر عمل کر کے لوگ اپنے معاشی مسائل خود حل کر سکتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً ان کی کتابیں "حلوائی کی تعلیم"، "مرغی انڈے کا بیوپار"، "گھریلو دھوبی گھاٹ"، اور "فن انجینئری" وغیرہ اسی جذبے کے تحت لکھی گئیں۔ خواجہ حسن نظامی کی مقبولیت کا بڑا سبب ان کا اسلوب بیان ہے۔ ان کے اسلوب میں سادگی، بے تکلفی اور بے ساختگی ہے۔ ایک ایسا اسلوب بیان جو ہر ذہنی سطح کے آدمی کے لیے دلکشی رکھتا ہے۔ خواجہ صاحب کا اسلوب سر سید احمد خاں اور محمد حسین آزاد کے اسالیب کی درمیانی چیز ہے یعنی سر سید کی سادگی اور سلاست اور محمد حسین آزاد کی شگفتہ بیانی اور سجیلا پن ان کے ہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ رواں، صاف اور سادہ نثر کو ان کی تشبیہات اور استعارات قدرے رنگین بنا دیتے ہیں۔ خصوصاً ان کی مرقع کشی میں جو تشبیہات استعمال ہوتی ہیں وہ اردو کی روایتی تشبیہات نہیں بلکہ خواجہ صاحب کی اپنی زندگی کی حقیقتیں ہوتی ہیں۔

خواجہ صاحب کے مخاطب چونکہ عوام الناس ہیں اس لیے ان کے یہاں فلسفیانہ موشگافیوں کی بجائے دلچسپ انداز اور دل میں اتر جانے والی بات ملتی ہے۔ زبان پر ان کی گرفت مضبوط ہے اور وہ اپنے مخاطب کی نفسیات سے پوری طرح واقفیت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زندگی کے مدرسے میں تعلیم پا کر ذہنی بلوغ کو پہنچے تھے، اس لیے وہ انسانی فطرت کے ایک نہایت نکتہ رس شاہد و ناظر تھے۔ خواجہ صاحب کی تحریروں میں رنگ ظرافت بھی ایک انوکھی اور دلپذیر کیفیت پیدا کرتا ہے۔ وہ الفاظ اور مواقع دونوں سے اپنا مواد حاصل کرتے ہیں اور اس امتزاج سے وہ ایک نکھری ہوئی ظرافت کی دل آویز قسم سے اپنے قاری کو متعارف کرواتے ہیں۔

خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے بیشتر افسانے اور کہانیاں چونکہ 1857ء کے انقلاب کی بپتا کے متعلق ہیں اس لیے ان میں سوز و گداز کی کیفیتیں پیدا ہو گئی ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کا یہ قول خواجہ صاحب کے لیے حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

"ان کا سا البیلا انشاء پرداز اردو میں نہ کوئی ان کے زمانے میں پیدا ہو سکا اور نہ آج تک ہوا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں عوامی انشاء پرداز تھے۔ ساز سے زیادہ سوز کے مالک۔"

خواجہ حسن نظامی کی متنوع موضوعات کی حامل بے شمار کتب میں سے ایک یہ کتاب "فرعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاریخ'' ہے۔اس کتاب میں خواجہ صاحب نے نہایت باریک بینی اور دقت نظر کے ساتھ مصری تہذیب وتمدن کا دل آویز مرقع ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کیا ہے۔فراعنہ مصر کی جلالت شان، ان کے نظم ونسق، ان کے قوانین حکومت، ان کے عدل وانصاف، ان کی لڑائیوں اور فتوحات،ان کی شادی بیاہ کی رسومات اور ان کی توہم پرستیوں کو انتہائی خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔اپنی اس تحقیقی کاوش میں انہوں نے مصری تہذیب کو دنیا کی قدیم ترین تہذیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی یہ کوشش بجا ہے۔اپنی اس نادر تالیف میں انہوں نے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ ارواح سے متعلق، دیوتاؤں کے متعلق، گائے کی پوجا کے ضمن میں ہندوستان کے ہندوؤں نے مصریوں سے تصورات اخذ کیے ہیں۔اس کا ذکر انہوں نے کتاب کے آخر میں اپنے بیان کردہ خلاصے (قیاسے) میں بھی جملاً کیا ہے۔

مصری تہذیب وتمدن کے تمام عناصر انہوں نے بڑی باریک بینی اور گہرے مشاہدے سے قلم بند کیے ہیں۔خواجہ صاحب نے مصری تہذیب وتمدن کے رسم و رواج، تعلیمی صورتحال، زراعت، وہاں کے پیشوں، صنعتوں، زیورات کے استعمال، ممی بنانا، اہرام اور مقبرے بنانے کی غرض وغایت، وہاں کے رقص وسرود، شراب کے استعمال، ناچ گانے، آرٹ، فنونِ لطیفہ، موسیقی اور دیگر اہم ثقافتی مظاہر کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔گویا مصری تہذیب مشخص ہو کر اس کتاب کے صفحات پر جلوہ گر ہوگئی ہے۔اس کتاب کے محترم ناشر جناب محبوب الرحمٰن انور صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تاریخ کی اس اہم ترین دستاویز کو کتابی صورت دی۔اس طرح انہوں نے قارئین کے ہاتھوں میں ایک نادر و نایاب علمی سوغات دیدی ہے۔امید ہے اس کتاب کے مطالعہ سے فراعین مصر کی تاریخ، تہذیب مصر کی قدامت اور مصری تہذیب وتمدن کے دیگر مظاہر اپنی جزئیات کے ساتھ قارئین کی نگاہوں کے سامنے آجائیں گے۔

نجمہ رشید۔ایم اے سیاسیات
ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ۔مزنگ روڈ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از مصنف

بعد حمد و صلات کے حسن نظامی دہلوی عرض کرتا ہے کہ ۱۳۲۰ء مطابق ۱۹۴۱ء میں جبکہ یورپ میں دوسری بڑی لڑائی ہو رہی تھی اور ہندوستان میں اُردو زبان کو مٹانے کی بعض قوتیں کوشش کر رہی تھیں، میں نے اُردو انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کا انتظام کیا اور تجویز کی کہ ایک ہزار جلدیں اس کتاب کی شائع کی جائیں۔ ہر جلد میں چار سو صفحات ہوں اور مضامین منتخب کر کے ہندوستان کے ان اشخاص میں تصنیف و تالیف کے لیے تقسیم کر دیئے جائیں جو اُس فن، علم اور مضمون کی مہارت رکھتے ہوں۔

جس زمانہ میں یہ ارادہ کیا گیا میں آنکھوں سے معذور ہو چکا تھا اور دو سال تک نہ خود پڑھ سکتا تھا نہ لکھ سکتا تھا لیکن بفضل خدا کام اسی طرح جاری تھا جس طرح ہوش سنبھالتے ہی شروع کیا تھا۔ اب میری عمر پینسٹھ برس کی ہے اور اس عرصے میں دو سو کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں میں نے لکھ کر شائع کی ہیں اور بہت سے روزانہ اور دو وقت اور پندرہ روزہ اور ماہوار اخبار اور رسالے بھی جاری کیے تھے لیکن جب آنکھوں میں موتیا کا پانی آ گیا تو زبانی بول کر کتابیں تصنیف کراتا تھا۔ چنانچہ اسی حالت میں قرآن مجید کا ترتیلی ترجمہ بھی کیا اور دوسری کتابیں بھی تصنیف کیں۔ پس جب اُردو انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا تو میں نے اپنی ذات کے لیے اور اپنے بڑے لڑکے حسین نظامی کے لیے فن تاریخ کو نامزد کیا اور اس سلسلے کا کام شروع کر دیا گیا لیکن چونکہ جنگ ہونے کے سبب کاغذ اور چھپائی کا سامان دس گنا مہنگا ہو گیا تھا، اس واسطے جو کتابیں تیار کی تھیں ان کو شائع نہیں کیا۔ صرف دو تین کتابیں شائع کیں، ایک ”اے ڈی سی“ کی ڈائری جس میں ہندوستان کے سیاسی حالات ہیں، دوسری ”آثار اولیاء نظامی“ جس میں میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے حالات ہیں اور تیسری یہ کتاب جس کا نام تاریخ فرعون ہے۔

چونکہ ہندوستان میں دنیا کی سب پرانی قوموں کی نسلیں آباد ہیں۔ خاص کر مصری نسل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابلی نسل اور ایرانی نسل اور ترکی نسل اور افغان نسل اور عرب نسل اور مغل نسل کے لوگ زیادہ ہیں۔ اس واسطے میں نے پہلے مصر کی تاریخ شائع کرنی مناسب جانی کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں جب آریہ داخل ہوئے تو وہ وسط ایشیاء سے آئے تھے۔ اسی زمانے میں مصر کے باشندے بھی یہاں آئے ہوں گے یا ممکن ہے کہ جن کو آریہ کہا جاتا ہے ان کی پہلی قوم برہمن مصر سے آئی ہو۔ کیونکہ اب بھی برہمنوں کو مصرجی کہا جاتا ہے اور اس کا تلفظ۔ میم۔صاد۔رے۔ سے ہی ہوتا ہے اور مذہبی رسموں اور رواجوں سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن جب ہندوستان میں آئے تو انہوں نے مصر کی رسموں کی بنیاد پر ہندوستان میں ہندو مذہب جاری کیا۔ چنانچہ مصریوں میں بھی گائے کی پوجا ہوتی تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اس لیے برہمنوں نے ہندوستانیوں کو بھی گائے کی پوجا سکھائی۔ یا مصری چاند سورج اور ستاروں کو پوجتے تھے تو برہمنوں نے اس کو بھی قائم رکھا۔ یا مصریوں میں ذات پات کی اونچ نیچ تھی تو برہمنوں نے وہ بھی یہاں جاری کی۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ طور پہاڑ پر خدا سے کتاب توریت لینے گئے تو وہاں چالیس دن کا چلّہ کیا تھا۔ اس زمانے میں آپ اپنی قوم بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کے سپرد کر گئے تھے اور اس زمانے میں جبکہ موسیٰؑ کوہ طور پر تھے سامری قوم کے ایک مصری کا ہن برہمن آدمی نے موسیٰؑ کی یہودی قوم بنی اسرائیل کے سامنے سونے کا ایک بچھڑا بنا کر پیش کیا۔ جس کے اندر سے آوازیں آتی تھیں۔ بنی اسرائیل نے یہ عجیب بات دیکھی تو وہ اس بچھڑے کے بت کو پوجنے لگے۔ حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور انہوں نے یہ حال سنا تو اپنے بھائی ہارونؑ کی لمبی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی اور کہا تجھ کو میں نے بنی اسرائیل کی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا، تو نے یہ بت پرستی کیوں ہونے دی؟ ہارونؑ نے جواب دیا یہ کام سامری کا ہے، میں بے خطا ہوں۔

سورۂ طٰہٰ کے پانچویں رکوع پارہ ۱۶ میں ارشاد ہے:۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي. قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسفًا۔

موسٰی نے سامری سے پوچھا (ہارونؑ نے بچھڑا بنوانے کا تجھ پر الزام لگایا ہے) تیرا اس الزام کی نسبت کیا جواب ہے؟ سامری نے جواب دیا میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو تیری قوم بنی اسرئیل نے نہیں دیکھی تھی۔ پس میں نے ایک مٹھی بھر لی رسول کے نشان قدم سے۔ پھر میں نے اس مٹی کو بچھڑے کے بُت میں ڈال دیا (جس کی کرامت سے بچھڑے کا بت بولنے لگا) اور یہ حرکت میں نے اپنے نفس کے اغواء سے کی۔ موسٰی نے سامری کا یہ جواب سُن کی کہا تیرے اس جرم کی سزا یہ ہے کی تو ساری زندگی کہتا رہے گا مجھے نہ چھونا اور یہ تیرے لیے ایک ایسا وعدہ ہے جس کے خلاف نہیں ہوگا۔ اب دیکھ اپنے اُس بچھڑے کے بُت کو جس کو تو نے خدا بنا کر پوجا تھا کہ ہم اُس کو آگ میں جلائیں گے اور اُس کی جلی ہوئی راکھ دریا میں بہائیں گے۔

بہر حال ناظرین جب اس تاریخ کو پڑھیں گے تو ان کو جگہ جگہ ایسے واقعات ملیں گے جن سے ظاہر ہوگا کہ مصری قوم اور ہندو قوم کے رسم ورواج میں بہت زیادہ مشابہت تھی اور چونکہ میں ہندوستان کی تاریخ میں وہ سب کلچر بیان کرنے چاہتا ہوں جن کا تعلق ہندوستانی باشندوں سے ہے، اس واسطے میں نے مصر کی تاریخ کو مقدم رکھا ہے۔

جس وقت میں نے یہ تاریخ لکھوانی شروع کی اس وقت میری آنکھوں کا آپریشن ۱۱ فروری ۱۹۴۱ء کو ہوا تھا اور جب اس میں خرابی رہ گئی تو دوسرا آپریشن ۱۲ مارچ کو ہوا اور جب اس سے بھی خرابی دور نہ ہوئی تو تیسرا آپریشن شملے پہاڑ پر ۱۹ مئی کو ہوا اور میں چھ مہینے لگا تار آنکھوں کی سخت تکلیف میں مبتلا رہا لیکن میرے تحریری کام میں کوئی فرق نہیں پڑا اور یہ تاریخ میں نے اسی زمانے میں لکھوائی۔ اس کام میں جن اصحاب نے امداد دی ہے وہ نہیں چاہتے کہ ان کا نام ظاہر کیا جائے تاہم میں نے ان کا حق محنت ادا کر دیا ہے اور جو واقعات عربی تاریخوں سے ترجمہ کر کے مجھے دیے گئے تھے ان کی ترتیب میں نے اور میرے لڑکے حسین نظامی نے درست کی ہے۔

اس کتاب کا نام "تاریخ مصر" تجویز کیا گیا تھا مگر مجھے اپنے خدا کی پیروی ضروری معلوم ہوتی ہے جس کو فرعون کے نام سے ایسا لگاؤ ہے کہ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس نے فرعون کا ذکر کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔لفظ ''مصر'' کا ذکر قرآن میں بہت کم ہے اور عربی میں ایک کہاوت ہے کہ من احب شیا اکثر ذکرہ جو جس چیز سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر بار بار کرتا ہے اور چونکہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ اور ان کے دشمن فرعون کا ذکر بار بار آیا ہے اس واسطے میں نے سمجھا کہ خدا کو حضرت موسیٰ سے بھی محبت اور فرعون کا بھی بہت خیال تھا لہٰذا اس تاریخ کا نام ''تاریخ فرعون'' ہونا چاہیے اور یہی نام اس کا رکھ دیا۔

اگرچہ اس کتاب میں مصر کے بہت سے بادشاہوں کا ذکر ہے اور مصر کے سب بادشاہوں کو فرعون ہی کہا جاتا تھا اور فرعون کی جمع فراعنہ ہے اور اس کتاب میں ایک فرعون نہیں بہت سے فرعونوں کا ذکر ہے۔ تاہم میں نے بول چال کی آسانی کے لیے کتاب کا نام تاریخ فراعنہ نہیں رکھا بلکہ ''تاریخ فرعون'' رکھا ہے۔

اب فرعون کی تاریخ پڑھیے۔ شروع میں جہاں ق۔م حروف لکھے گئے ہیں ان سے مراد قبل مسیح ہے یعنی وہ مصری بادشاہ حضرت عیسیٰ سے کتنے سال پہلے تھے۔

۲ سال کے بعد اوپر کا دیباچہ ۱۳/شعبان ۱۳۲۰ء مطابق ۱۶/ستمبر ۱۹۴۱ء میں لکھا گیا تھا اور کاپی بھی تیار ہوگئی تھی مگر کاغذ ناپید ہوگیا۔ ہرچند کوشش کی گئی کہیں سے کاغذ دستیاب نہ ہوا اس لیے پوری کتاب کی کاپیاں صندوق میں بند کر کے رکھ دی گئیں۔ اب پورے دو سال کے بعد شوال ۱۳۲۶ء بمطابق اکتوبر ۱۹۴۳ء میں مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر دہلی کی مہربانی سے تھوڑا سا کاغذ میسر آیا تو یہ کتاب چھپوائی گئی۔

اس کتاب کی تصویروں کے بلاک بنوانے میں لڑائی (جنگ) کی گرانی کے سبب بہت زیادہ خرچ برداشت کرنا پڑا ہے اور بعض بلاک اخبار ''منادی'' میں بھی کتاب کے تعارف کے لیے شائع کیے گئے تھے مگر کاغذ نہ کتاب کے لیے ملا نہ تصویروں کے لیے میسر آیا۔ اب دونوں کے لیے کاغذ مل گیا ہے اور یہ کتاب مسٹر لابیلی کے شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔

حسن نظامی

دہلی ۱۴ شوال ۱۳۶۲ھ

اکتوبر ۱۹۴۳ء ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کے مجسمے کا خوبصورت منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون رمسیس کے بیٹوں کی لاشیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریائے نیل اور کشتیوں کا قافلہ

قلعے کا بیرونی منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک فرعون کا خوبصورت پہاڑی مجسمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعونوں کے مزارات سے دریافت ہونے والی ایک ممی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کی لاش جو آج تک محفوظ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعونوں کے دور میں قبرستان کے باہر کاہنوں کے مجسمے ایستادہ ہیں۔

قلعے کا صدر دروازہ

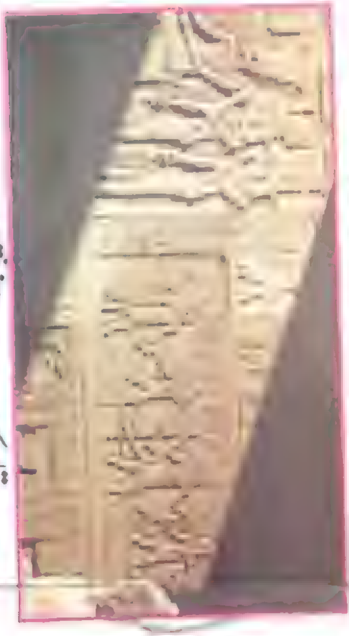

قلعے کی دیواروں پر نقش ونگار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہرامِ مصر کے میدان میں اونٹوں کا قافلہ رواں دواں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کی پُرانی تاریخ

مصر کا تمدن بہت پُرانا ہے جو بہت شاندار بھی تھا۔اس کی عظمت اُن عمارتوں سے ظاہر ہے جو مصر کی پُرانی سلطنتیں اپنی یادگار میں چھوڑ گئی ہیں اور بے شمار چیزوں سے بھی ثبوت ملتا ہے جو ہزاروں برس زمین میں دفن رہنے کے بعد موجودہ زمانے میں نکلی ہیں اور برابر نکالی جارہی ہیں۔

مصر میں تمدن بابل، نینوا اور اطراف کے سب ملکوں سے کہیں پہلے ظاہر ہوا تھا۔مصر کی حکومت بھی سب حکومتوں سے پہلے قائم ہوئی تھی۔بعض مورخوں کے خیال میں حضرت مسیح کی پیدائش سے پانچ ہزار برس پہلے بھی مصر میں باقاعدہ حکومت قائم تھی۔یہ خیال صحیح ہو یا نہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ۳۰۰۰ ق۔م۔ میں مصر ایک مہذب ملک تھا اور یہاں منتظم حکومت بھی قائم تھی۔یہ واقعہ پرانی مصری تحریروں سے ثابت ہے جن میں سے بہت سی پڑھ لی گئی ہیں۔

یہ کتاب جو پیش کی جارہی ہے محض ملک مصر کی تاریخ نہیں ہے بلکہ مصر کے تمدن و تہذیب کی تاریخ بھی لیکن کتاب مکمل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس ملک کی کچھ پُرانی تاریخ بھی پڑھنے والوں کے سامنے نہ آجائے۔اس لیے پہلے مصر کی پُرانی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔

یہ کتاب پرانی اور نئی مستند کتابوں کی مدد سے تیار کی گئی ہے جن کی فہرست کسی دوسری جگہ آپ ملاحظہ کریں گے۔میں اطمینان و یقین دلاتا ہوں کہ اس کتاب میں زیادہ سے زیادہ مستند معلومات جمع کی گئی ہیں

پہلا باب

مصر کی بادشاہیاں

مصر میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں انہیں شاہی خاندانوں کے لحاظ سے تیس (۳۰) خاندانوں پر بانٹ دیا گیا ہے،ان خاندانوں نے کس سنہ سے کس سنہ تک حکومت کی اس بات کا جواب دینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل ہے کیونکہ اس بارے میں مورخوں کا اختلاف ہے۔ مصری سلطنتیں اتنی پرانی ہیں کہ انسانی تاریخ ان سب کا ساتھ ٹھیک نہیں دے سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ پرانی عمارتوں مصری کتبوں وغیرہ سے زمانے مقرر کیے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں اختلاف پیدا ہو جانا لازمی تھا۔ یہاں مقبروں کے شاہی خاندانوں کی ایک فہرست اُن مورخوں کے مقرر کیے ہوئے زمانوں کے ساتھ پیش کی جاتی ہے جنھوں نے زیادہ سے زیادہ دور کے سنہ لکھے ہیں لیکن ان خاندانوں کے حالات بیان کرتے ہوئے وہ سنہ دیے جائیں گے جو زیادہ معتبر مورخوں نے بیان کیے ہیں۔

مصر کے شاہی خاندان

شاہی خاندان اور حکومت کرنے کی مدت

- ☆ پہلا خاندان ۵۰۰۰ پانچ ہزار سے ۴۷۵۰ چار ہزار سات سو پچاس ق م
- ☆ دوسرا خاندان ۴۷۵۰ چار ہزار سات سو پچاس سے ۴۴۵۰ چار ہزار چار سو پچاس ق م
- ☆ تیسرا خاندان ۴۴۵۰ چار ہزار چار سو پچاس سے ۴۲۴۰ چار ہزار دو سو چالیس ق م
- ☆ چوتھا خاندان ۴۲۴۰ چار ہزار دو سو چالیس سے ۳۹۵۰ تین ہزار نو سو پچاس ق م
- ☆ پانچواں خاندان ۳۹۵۰ تین ہزار نو سو پچاس سے ۳۷۰۰ تین ہزار سات سو ق م
- ☆ چھٹا خاندان ۳۷۰۰ تین ہزار سات سو سے ۳۵۰۰ تین ہزار پانچ سو ق م
- ☆ ساتواں خاندان ۳۵۰۰ تین ہزار پانچ سو سے...... ختم کا زمانہ معلوم نہیں ہوا۔ ق م
- ☆ آٹھواں خاندان ۳۵۰۰ تین ہزار پانچ سو سے ۳۲۰۰ تین ہزار دو سو ق م
- ☆ نواں خاندان ۳۲۰۰ تین ہزار دو سو سے ۳۱۵۰ تین ہزار ایک سو پچاس ق م
- ☆ دسواں خاندان ۳۱۵۰ تین ہزار ایک سو پچاس سے ۳۱۰۰ تین ہزار ایک سو ق م
- ☆ گیارہواں خاندان ۳۱۰۰ تین ہزار ایک سو سے ۳۰۵۰ تین ہزار پچاس ق م
- ☆ بارہواں خاندان ۳۰۵۰ تین ہزار پچاس سے ۲۸۴۰ دو ہزار آٹھ سو چالیس ق م
- ☆ تیرہواں خاندان ۲۸۴۰ دو ہزار آٹھ سو چالیس سے ۲۴۰۰ دو ہزار چار سو ق م
- ☆ چودہواں خاندان ۲۴۰۰ دو ہزار چار سو سے ۲۳۰۰ دو ہزار تین سو ق م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ پندرھواں خاندان ۲۲۰۰ دو ہزار دو سو سے ۲۰۰۰ دو ہزار ق م
☆ سولہواں خاندان ۲۰۰۰ دو ہزار سو سے ۱۷۵۰ سترہ ہزار پچاس ق م
☆ سترہواں خاندان ۱۷۵۰ سترہ ہزار پچاس سے ۱۶۰۰ ایک ہزار چھ سو ق م
☆ اٹھارہواں خاندان ۱۶۰۰ ایک ہزار چھ سو سے ۱۳۶۸ تیرہ سو اڑسٹھ ق م
☆ انیسواں خاندان ۱۳۶۸ تیرہ سو اڑسٹھ سے ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ق م
☆ بیسواں خاندان ۱۳۶۸ تیرہ سو اڑسٹھ سے ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ق م
☆ اکیسواں خاندان ۱۲۲۰ بارہ سو بیس سے ۱۸۰۰ ایک ہزار آٹھ سو ق م
☆ بائیسواں خاندان ۱۸۰۰ ایک ہزار آٹھ سو سے ۹۵۰ نو سو پچاس ق م
☆ تیئسواں خاندان ۸۰۰ آٹھ سو سے ۷۲۱ سات سو اکیس ق م
☆ چوبیسواں خاندان ۷۲۱ سات سو اکیس سے ۷۱۵ سات سو پندرہ ق م
☆ پچیسواں خاندان ۷۱۵ سات سو پندرہ سے ۶۶۶ چھ سو چھیاسٹھ ق م
☆ چھبیسواں خاندان ۶۶۶ چھ سو چھیاسٹھ سے ۵۲۵ پانچ سو پچیس ق م
☆ ستائیسواں خاندان ۵۲۵ پانچ سو پچیس سے ۴۰۸ چار سو آٹھ ق م
☆ اٹھائیسواں خاندان ۴۰۸ چار سو آٹھ سے ۳۹۹ تین سو ننانوے ق م
☆ انتیسواں خاندان ۳۹۹ تین سو ننانوے سے ۳۷۸ تین سو اٹھتر ق م
☆ تیسواں خاندان ۳۷۸ تین سو اٹھتر سے ۳۴۰ تین سو چالیس ق م

مصری سلطنت کا بانی

بہت ہی پرانے زمانے میں جس کی تاریخ نہیں ملتی مصر میں دو بادشاہیاں تھیں۔ ایک جنوبی مصر میں دوسری شمالی مصر میں۔ اریٹیریا (موجودہ حبش سمالی لینڈ سے ایک فاتح گروہ آیا جسے ہوارس کہتے ہیں اور اس نے مصر کی دونوں حکومتیں ملا کر ایک بادشاہی بنا دی۔

مدتوں یقین کیا جاتا رہا ہے کہ پورے مصر کا بادشاہ "مینس" تھا مگر ۱۹۳۸ء میں سقان (مصر) کے پرانے شاہی قبرستان کی کھدائی ہوئی تو ایک ایسی قبر نکل آئی جس نے "مینس" کے بارے میں

www.KitaboSunnat.com

مورخوں کے خیال کی تردید کر دی۔اس قبر نے ثابت کر دیا ہے کہ پورے مصر کا بادشاہ "مینس" نہیں ہوراہا تھا۔اور یہ کہ مینس ہوراہا سے کہیں پہلے گذرا ہے۔مقبرے میں اس بادشاہ کے استعمال کی تقریباً نو سو چیزیں بھی موجود ہیں۔ان سب پر بادشاہ کا نام لکھا ہے۔ساتھ ہی ایسی تختیاں ملی ہیں جن پر شمالی مصر اور جنوبی مصر کی خیالی تصویریں بنا کر دکھایا گیا ہے کہ دونوں مصر بادشاہ کے قدموں کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

بہر حال مینس سے یا ہوراہا سے مصر کے بادشاہوں کا پہلا خاندان حضرت مسیحؑ سے تقریباً ساڑھے تین ہزار برس یا اس سے بھی پہلے سے شروع ہوا۔مینس نے یا اُس کے کسی قریبی رشتہ دار نے شمالی اور جنوبی مصر کی سرحد پر اپنے زمانے سے بھی پہلے کے ایک پرانے شہر کو دوبارہ آباد کیا۔یہ سفید دیواروں کا شہر کہلاتا تھا۔اس کی تعمیر سے غرض یہ تھی کہ دونوں مصروں پر آسانی سے حکومت کی جا سکے مگر تیسرے خاندان سے پہلے یہ شہر راج دھانی نہیں بنا اور چھٹے خاندان سے پہلے اس کا نام ممفس" نہیں ہوا۔اس لفظ کے معنی بھی سفید دیواروں کے شہر کے ہیں۔

پہلے دو خاندانوں نے چار سو برس کے لگ بھگ حکومت کی۔دوسرے خاندان کا خاتمہ ایک اور فاتح کے ہاتھ سے ہوا۔یہ مصر کے دکھن کے کسی ملک سے آیا تھا۔اس کا مصری نام نحاسی خاموتی تھا۔اسی فرعون سے تیسرا خاندان شروع ہوتا ہے،اس کا اسٹیچو (STATUE) بھی مل گیا ہے۔اسی زمانے سے فرعون کو خاص اہتمام سے دفن کرنے کا رواج شروع ہوا اور یہی رواج اہرام مصر کی تعمیر کا سبب بنا۔تیسرے خاندان کی بادشاہی غالباً ۲۹۸۰ ق م سے شروع ہوئی۔

اس زمانے میں مصر خوب آباد تھا،خوب ترقی پذیر تھا۔بردی کاغذوں پر لکھنے کا رواج ہو گیا تھا۔حکومت بہت منظم تھی۔ملک کو ضلعوں میں بانٹ دیا گیا تھا اور حکومت کے تمام اختیارات خود فرعون کے ہاتھ میں تھے۔

فرعون کو اپنے پورے راج کی دیکھ بھال کرنی پڑتی تھی۔بچپن ہی سے اُسے بادشاہی کے لیے تیار کیا جاتا تھا۔وہ اپنے باپ کی حکومت میں بھی بڑا حصہ لیتا تھا۔شاید اس کا وزیر اعظم بھی ہوتا تھا۔اس کی تخت نشینی دھوم دھام سے ہوتی تھی اور تیس برس حکومت کر چکنے کے بعد وہ اپنی جوبلی بھی مناتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحاسی خاموئی کا بیٹا بھی بڑا بہادر اور حوصلہ مند تھا۔اس کا نام ازریس تھا۔اس نے نوبیا کا علاقہ فتح کر کے مصر میں شہنشاہی کی داغ بیل ڈال دی تھی۔تیسرے خاندان کا خاتمہ فرعون اسنیفر پر ہوا مگر یہ فرعون بھی معمولی بادشاہ نہ تھا۔اس نے جزیرہ نما سینا کو فتح کر کے مصر کی سرحدیں استعمال میں بہت آگے بڑھا دی تھیں۔اس نے سمندری بیڑا بھی بنایا تھا جو لبنان سے قیمتی لکڑی لاتا تھا۔اس کے زمانے میں امیروں کے مقبرے اینٹ سے نہیں بلکہ پتھر سے بنائے جانے لگے تے۔غالباً اس فرعون کے کوئی لڑکا نہیں تھا،لڑکی ہی تھی اور وہی تخت مصر کی وارث قرار پائی تھی۔ اس کی شادی خُونو سے ہوئی تھی اور شادی ہی کی وجہ سے خُونو فرعون بنا تھا۔

خونو چوتھے خاندان کا بانی تھا۔اس کا زمانہ دو سبب سے اہم سمجھا جاتا تھا، پہلا سبب یہ کہ خونو نے مذہبی پیشواؤں سے جھگڑا کیا اور اُن کے اختیارات اور جائیدادوں پر دست درازی کی۔دوسرا سبب یہ ہے کہ خونو نے جیزہ (مصر) میں بڑا اہرم بنایا جو دنیا کے سات عجائبات میں گنا جاتا ہے اور جس کا حال آگے بیان کیا جائے گا۔خونو کا زمانہ ۳۸۹۸ء سے ۳۸۷۵ق م تک ہے۔

خونو کا بیٹا خضرا اور پوتا منقرع یہ دونوں بھی اپنے وقت پر فرعون ہوئے اور انھوں نے بھی خونو کے ہرم کے پاس اپنے اپنے ہرم بنائے مگر ان کے ہرم پہلے ہرم سے بہت چھوٹے ہیں۔ان اہراموں کے پاس ہی ابوالہول کا بت ہے۔نہیں معلوم تینوں فرعونوں میں سے اسے کس نے بنایا ہے۔

ایک انقلاب

معلوم ہوتا ہے شاہی خاندان اور مذہبی پیشواؤں میں جو جھگڑا پیدا ہوا تھا اس نے شاہی کو مٹا ڈالا اور پانچواں خاندان جب شروع ہوا تو مذہبی پیشوا غالب تھے۔اس خاندان کے زمانے میں جنوبی مصر کے دیوتا "را" کے بڑے مہنت کو یہ رتبہ مل گیا۔

اس خاندان کے زمانے میں سلطنت کے عہدے بھی شاہی خاندان کے ہاتھ سے نکل گئے اور درباری نوابوں کے خاندانوں میں موروثی بن گئے تھے۔اس واقعے کو صدیوں بعد آنے والی جاگیرداری کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے۔

اسی خاندان کے دور میں مصر کے پاس بحر روم اور بحر احمر میں جنگی بیڑے تھے۔پڑوسی ملکوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نجات ہوتی تھی نوبیا میں بھی جنگی مہمیں بھیجی گئی تھیں۔ اسی شاہی خاندان نے سب سے پہلے تجارت کے ذریعہ دولت حاصل کرنے کا دستور جاری کیا تھا لیکن اس دور میں درباری امیروں کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ جس نے آخر کار بادشاہی ہضم کر لی۔

چھٹا خاندان سیتی اول سے شروع ہوتا ہے۔ یہ شاہی نسل سے نہ تھا بلکہ فرعونوں کے محلات کا شاید داروغہ تھا جو کسی نہ کسی طرح خود فرعون بن بیٹھا تھا اس نے ترپین برس حکومت کی۔ اس کے بیٹے سیتی دوم کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ چورانوے برس فرعون رہا مگر اس کے مرتے ہی خانہ جنگی اور طوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ بہت سے نواب خود مختار بن گئے اور اپنے اپنے علاقوں میں بادشاہی کرنے لگے۔ اس زمانے میں مصر کا پایہ تخت ممفس نہیں بلکہ وسطی مصر کا ایک شہر ''ہر کلوپولیس'' تھا۔

ایک نیا دور

ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں خاندانوں کے فرعون کوئی بڑا کام نہ کر سکے۔ ملک میں ابتری پھیلی رہی۔ یہاں تک کہ تھیبس کے ایک نوابی گھرانے نے کروٹ لی اور گیارہویں خاندان کی حکومت قائم کر دی۔ تھیبس ایک معمولی شہر تھا۔ ایک چھوٹے سے راجہ کا پایہ تخت تھا مگر اب اس کا ستارہ چمکا اور ایک ہزار سال تک مصر پر حکومت کرتا رہا۔

بارھواں خاندان ۲۰۰۰ سے ۱۷۸۸ ق م تک شان و شوکت سے حکومت کرتا رہا۔

اس خاندان کے بانی ''امنیحت اوّل'' نے فرعون کی پرانی مطلق العنانی اور تاج کی برتری پھر سے قائم کر دی۔ مصر دو سو برس تک اس خاندان کی بدولت خوشحال رہا۔ اسی زمانے میں مصری فوجوں نے شام پر چڑھائی کی تھی۔ اس کے فرعونوں نے صرف جنگی میدانوں میں اپنے سورما ہونے کا ثبوت نہیں دیا بلکہ ملک کو بھی ترقی دینے کی کوشش کرتے رہے۔ جنوبی مصر میں دریائے نیل کا پانی پھیلا کر بڑی بڑی زمینوں کے سیراب کرنے کا بندوبست کیا اور فیوم کی جھیل میں پانی کا بہت بڑا خزانہ بنا کر ایک نیا ہرا بھرا صوبہ پیدا کر دیا۔ اس خاندان نے نوابوں کی قوت بھی ختم کر دی اور تمام اختیارات کا تنہا مالک فرعون کو بنا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ زبردست خاندان جس نے مصر کا سر اونچا کر دیا تھا ایک ملکہ پر آ کر ختم ہو گیا۔ ساتھ ہی ملک میں خانہ جنگی پھیل گئی۔ اس تباہی کی تکمیل ہیکسوس قوم کے حملے نے کر دی۔

مصر پر ایک نیا حملہ

مصر پر پہلے دو دفعہ باہر کے ملکوں سے وحشی لوگوں نے حملے کیے اور اپنی حکومتیں قائم کیں مگر مصر تمدن و تہذیب کا مالک تھا اس لیے دونوں حملہ آور بادشاہ اور اُن کے خاندان مصری رنگ میں رنگ گئے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ مصری بن گئے ان کے بعد مصر پھر آزاد ہو گیا اور مدتوں اُس کے اپنے فرعون ہی بادشاہی کرتے رہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے سے اٹھارہ سو برس پہلے مصر پر ایک وحشی قوم ٹوٹ پڑی، اس قوم کے سامنے مصری ٹھہر نہ سکے۔ کیونکہ اول تو آپس میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ بہت سے نواب تھے اور ہر نواب اپنی بادشاہی جمانے کی فکر میں تھا پھر حملہ آور قوم ایسے حربوں اور سامانوں سے لیس ہو کر آئی تھی کہ مصری مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

حملہ کرنے والے اپنے ساتھ گھوڑے اور رتھ لائے تھے۔ مصر کے باشندوں کے لیے یہ دونوں چیزیں بالکل نئی تھیں۔ مصری اب تک نہ گھوڑوں سے کام لینا جانتے تھے اور نہ رتھوں سے، پھر دشمن سے لڑتے کیونکر! انہیں ہتھیار رکھ دینے پڑے اور مصر غلامی کا شکار ہو گیا۔

اس فاتح قوم کو ہیکسوس کہا جاتا ہے۔ یہ شاہی نسل سے تھی اور اکثر مورخوں کے بقول یہ لوگ عرب کے بدوی تھے جو قحط سالی کی وجہ سے مصر کے تر و تازہ ملک میں گھس آئے تھے۔ ان کے سردار کا نام سالاتیس تھا۔ فتح کے بعد یہی شخص مصر کا فرعون بنا۔

ہیکسوس کا حملہ بے پناہ تھا۔ انہوں نے بڑے بڑے شہروں اور عبادت خانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، قتل عام کیا اور مفتوح عورتوں اور بچوں کو غلام بنا ڈالا لیکن جلد ہی فاتحوں کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ جنگلی پن سے بھی انہیں شرم آنے لگی۔ مصری تہذیب انہوں نے اختیار کر لی۔ مصریوں کے لیے مندر بھی بنائے اور ملکی آدمیوں کی طرح حکومت کرنے لگے۔

معلوم ہوتا ہے ہیکسوس مصریوں کو ہر طرح خوش کرنا اور اپنے پہلے ظلموں کی یاد ان کے دلوں سے مٹا دینی چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فاتح ہونے پر بھی ہیکسوس اپنے رہن سہن اور شاید دین و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب میں بھی مصری بن گئے تھے۔ مصر کی پرانی راجدھانی ممفس کو جسے پہلے ڈھا چکے تھے، انہوں نے اپنا پایہ تخت بنا لیا۔ اسی قدر نہیں انہوں نے کئی مصری نوابوں کو اپنے اپنے علاقوں میں حکومت کرنے کا حق بھی دیدیا تھا۔ یہ مصری نواب فاتحوں کو خراج دیا کرتے تھے۔

حضرت یوسفؑ اور فرعون

قرآن شریف کے بیان اور اسلامی شاعری اور توریت و انجیل کے بیانات اور مصری آثار قدیم کی تصویروں اور کتبوں اور مصر کی نئی تحقیقات کے مجموعے کو سامنے رکھنے سے حسب ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت یوسفؑ کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ پہلے نمرود کی حکومت بابل سے تعلق رکھتے تھے اور پھر بابل سے ہجرت کر کے ملک شام میں آ گئے تھے۔ اُن کے ایک بیٹے حضرت اسحاقؑ شام میں تھے اور دوسرے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ حجاز میں تھے جبکہ اور حضرت ابراہیمؑ دونوں ملکوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔

(۲) حجاز میں رہنے والی عرب قوم ہیکسوس کہلاتی تھی اور جس کے سردار کا نام سالاتیس تھا۔ حضرت اسمٰعیل کی نسل حجاز میں تھی اور اُس نے گھوڑوں اور رتھوں کی فوج لے جا کر مصر فتح کر لیا تھا اور مصلحت ملکی کے سبب مصریوں کا مذہب اور تمدن بھی اختیار کر لیا تھا اور یہ لوگ ہیکسوس خاندان کے فرعون کہے جاتے تھے۔ گویا حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی اولاد مصر پر حکومت کرتی تھی اور حضرت اسحاق کی اولاد شام میں حکومت کرتی تھی۔

(۳) حضرت یعقوبؑ ملک شام کے شہر کنعان میں رہتے تھے اور وہ حضرت اسحاق کی نسل میں سے تھے اور ملک شام کبھی کبھی فرعون مصر کے قبضے میں چلا جاتا تھا۔

(۴) حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل اور یہودی کہلاتی ہے حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے اور حضرت یوسفؑ اور بن یامین ایک ماں سے سگے بھائی تھے۔ جبکہ ان کے باپ چھوٹی بیوی کے ان چھوٹے لڑکوں سے زیادہ محبت کرتے تھے، جس پر بڑے بھائیوں کو حسد ہوا اور انہوں نے حضرت یوسفؑ کو شکار کا بہانہ کر کے جنگل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کنوئیں میں ڈال دیا۔ بعد ازاں کنوئیں میں سے نکال کر ایک قافلہ اُن کو مصر میں لے گیا اور غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ فرعون کے وزیر عزیز مصر نے اُن کو خرید لیا۔ عزیز مصر کی بیوی زلیخا یوسفؑ پر عاشق ہوگئی اور جب یوسفؑ نے زلیخا کی محبت کا حسب منشاء جواب نہ دیا تو زلیخا نے یوسفؑ پر بہتان لگا کر اپنے خاوند سے یوسفؑ کی شکایت کی اور عزیز مصر نے اُن کو جیل میں ڈال دیا۔

(۵) فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر کوئی نہ بتا سکا اور یوسفؑ نے تعبیر بتا دی جس سے خوش ہو کر فرعون نے یوسفؑ کو وزارت دے دی اور زلیخا کے شوہر کی جگہ یوسفؑ کو مل گئی۔ اس طرح یوسف پورے مصر کے وزیر اعظم ہو گئے۔

(۶) قحط کے سبب ملک شام سے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو غلہ لانے کے لیے مصر بھیجا تو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا اور سیاسی حکمت عملی کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی مصر میں بلا لیا۔ آخر فرعون کی اجازت سے یوسفؑ نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو بھی مصر میں بلا لیا اور ان کا پورا خاندان اور ان کی قوم کے اکثر افراد مصر میں آ گئے اور اُن کو مصر کا ایک اچھا علاقہ رہنے کے لیے دیا گیا۔

(۷) حضرت یوسفؑ کے کام سے فرعون اس قدر خوش تھا کہ فرعون نے اپنے مورثِ اعلیٰ سالاتیس کا نام بطور خطاب کے اُن کو دیا تھا۔

(۸) جب حضرت یعقوبؑ مصر میں آئے تو حضرت یوسفؑ نے ان کو فرعون سے بھی ملایا۔ فرعون نے یعقوبؑ کی عمر پوچھی تو یعقوبؑ نے اپنی عمر ایک سو تیس برس بتائی۔

(۹) مصر کے قدیمی حکمران خاندان نے ہیکسوس (اسمٰعیل عرب) خاندان کی حکومت سے بغاوت کی اور طویل خون ریزی کے بعد ہیکسوس خاندان کی حکومت جاتی رہی اس طرح قدیمی خاندان پھر برسر اقتدار آ گیا۔

(۱۰) حضرت یعقوبؑ کی اولاد چونکہ ہیکسوس (اسماعیلی عرب نسل سے تعلق رکھتی تھی اور ہیکسوس نے ان کو مصر میں لا کر آباد کیا تھا اس لیئے نئی حکومت نے یہودیوں کو غلام بنا لیا اور ان کو اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن ملک شام میں واپس جانے سے روک دیا۔

(۱۱) فرعون منفتاح کے باپ رام سیس دوم کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے۔ اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی اور فرعون ڈرتا تھا کہ یہ قوم بغاوت نہ کر دے، اس لیے اس نے حکم دے دیا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کی ماں نے قتل کے خوف سے ان کو صندوق میں ڈال کر انہیں دریا میں بہا دیا۔ صندوق کو فرعون کی بیوی نے نکال لیا اور بچے کو بیٹا بنا کر پالا۔ جب موسیٰ جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی برادری کے یہودی کی حمایت میں ایک مصری کو مار ڈالا جو فرعون کی نسل میں سے تھا۔

قصاص کے ڈر سے موسیٰ مصر بھاگ گئے اور حضرت شعیبؑ کے ہاں پناہ لی۔ شعیبؑ نے اپنی بیٹی کی شادی موسیٰؑ سے کر دی۔ جب موسیٰ نے سنا کہ فرعون مر گیا ہے اور اُس کا بیٹا منفتاح فرعون ہوا ہے تو وہ مدین سے رخصت ہو کر اپنی بیوی اور بھائی ہارون کے ساتھ مصر میں آ گئے۔ راستے میں طور پہاڑ ملا جہاں خدا نے ان کو پیغمبری دی اور معجزات دیئے۔

(۱۳) موسیٰ نے فرعون کو بنی اسرائیل کا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی درخواست کی کہ وہ اپنی قوم کو مصر سے شام میں لے جائیں۔ فرعون نے کوئی بات نہ مانی تو موسیٰ نے مصر سے تین کوس دور جا کر گائے کی قربانی کی اجازت چاہی تا کہ ان مصریوں کی دل آزاری نہ ہو جو گائے کی پوجا کرتے تھے۔

یہاں سے فرعون نے بہت سے جھگڑوں کے بعد مجبور ہو کر اجازت دے دی اور موسیٰ قربانی کرنے کے بعد اپنی قوم کو شام کی طرف لے چلے۔ فرعون نے یہ خبر سُنی تو وہ فوج لے کر تعاقب میں آیا۔ موسیٰ اپنی قوم کے ساتھ دریا عبور کر کے نکل گئے جبکہ فوج اور فرعون دریا عبور کرتے وقت ڈوب کر مر گئے۔ آگے جا کر حضرت یوسفؑ اور فرعون کے مفصل حالات بیان کیے جائیں گے اور حضرت موسیٰ اور ان کی قوم اور فرعون منفتاح کے حالات بھی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ لکھے جائیں گے۔ کچھ مصری تاریخوں سے اور کچھ توریت اور قرآن مجید سے، یہاں تو صرف خلاصہ لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامری

اس سلسلے میں یہ بات بھی لکھنی ضروری ہے کہ سامری ایک قوم کا نام تھا اور جس سامری نے حضرت موسیٰؑ کی قوم کو بچھڑے کے بُت کی پوجا کرائی تھی وہ سامری قوم کا کوئی آدمی تھا اور غالباً سامری قوم مصری مندروں کے پجاریوں یا مہنتوں سے تعلق رکھتی تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم کسی فرعون کے بارے میں کسی خودسری یا بغاوت کے سبب معتوب ہوگئی تھی اور اس قوم کو بھی بنی اسرائیل کی طرح فرعون نے غلام بنالیا تھا اور یہ قوم بھی بنی اسرئیل کے ساتھ مصر سے حضرت موسیٰ کی ہمراہی میں بھاگی تھی اور جب فرعون اور اُس کے خاندان والے ڈوب گئے اور بنی اسرائیل اپنے ملک شام کے علاقے میں آگئے تب حضرت موسیٰؑ طور پہاڑ پر توریت لینے گئے اور وہاں جا کر حضرت موسیٰؑ نے چلہ کیا اور اپنی نیابت میں اپنے بھائی ہارون کو چھوڑ گئے تھے۔ سامری قوم کے لیڈر نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو اپنا تابعدار بنانے کے لیے مصری عقائد کے موافق بچھڑے کے بت کی پوجا شروع کرادی اور اس کے بعد وہ قصہ پیش آیا جس کا تذکرہ قرآن مجید کے حوالے سے اوپر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی بددعا کے بعد سامری اپنی قوم کو لے کر ملک شام سے وسط ایشیاء میں آیا اور یہاں اس نے ایک شہر آباد کیا: جس کا نام ہری رکھا جو بعد میں ہرات کے نام سے مشہور ہوا۔ ہرات سے سامری اپنی قوم کو لے کر ہندوستان میں آیا اور یہاں اس نے گونڈ اور بھیل وغیرہ قدیمی باشندوں کو مار مار کر جنگلوں اور پہاڑوں میں بھگا دیا اور ہندوستان میں اپنی قومی حکومت قائم کرلی اور مصر کے قدیمی فرعون کے نام سے ایک کتاب شریعت منوسمرتی تیار کی اور چار ذاتیں قائم کردیں جس کا تفصیلی بیان کتاب کے آخری صفحات میں کیا جائے گا۔

مصر کی سرحدیں فرات تک

امنہوتپ کے بعد تھوتھمیس فرعون ہوا یہ امنہوتپ کا داماد تھا۔ اس کی تخت نشینی مصر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی کے چالیس برس بعد ہوئی تھی۔ تھوتھمیس زبردست فرعون ثابت ہوا اور فتوحات کے لیے اٹھا اور قوموں اور ملکوں کو روندتا ہوا دریائے فرات تک پہنچ گیا۔ یہ پہلا فرعون تھا جس نے اپنا جھنڈا فرات پر جا کر گاڑا۔ مگر تھوتھمیس کی یہ یلغار ایک آندھی تھی کہ آئی اور نکل گئی۔ اُس نے مفتوح علاقوں کا نہ کوئی انتظام کیا نہ حفاظت ہی ضرور سمجھی۔ معلوم ہوتا ہے فرعون نے یہ عظیم الشان مہم صرف اس لیے سر کی تھی کہ اپنا نام سب فرعونوں سے اونچا کر دے۔ چنانچہ اس نے اپنی اس فتح کے یادگاری کتبے میں یہ لکھا کہ میں نے مصر کی سرحدیں سورج سے جا کر ملا دی ہیں۔ مصر میں واپس آ کر تھوتھمیس نے ملک کا انتظام بہت اچھا کیا۔ ہر طرف امن و امان پھیل گیا اور رعایا خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگی۔ مگر تھوتھمیس کے آنکھ بند کرتے ہی پھر ابتری ظاہر ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ فرعون کی معمولی بیویوں سے تو دو لڑکے یا ایک لڑکا اور ایک پوتا تھا، مگر اصلی ملکہ سے ایک لڑکی ہی تھی۔ دونوں لڑکوں کے نام بھی تھوتھمیس ہی تھے اور لڑکی کا نام "ہست شی پشت"۔ فرعون نے تخت کا وارث اسی لڑکی کو قرار دیا تھا اور اس کی شادی چھوٹے تھوتھمس سے کر دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے فرعون اپنے بڑے بیٹے سے ناخوش تھا اور چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے یا پوتے کو جو اس کا داماد بھی تھا، حکومت ملے۔

لیکن یہ عجیب بات ہوئی کی فرعون کی خواہش کے خلاف اس کا لڑکا تھوتھمس دوم کے نام سے تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر اسکی قسمت میں دو تین برس سے زیادہ حکومت کرنی نہ تھی۔ اس کے مرتے ہی تھوتھمیس اول کی بیٹی ہست شی پشت فرعون بن گئی۔ یہ واقعہ ۱۵۰۰ ق م کے لگ بھگ کا ہے

مصر کی زبردست ملکہ

ہست شی پشت عورت ضرور تھی مگر کسی بات میں بڑی زبردست مردوں سے کم نہ تھی۔ وہ بیوی ضرور تھی مگر اُس نے جیتے جی اپنے شوہر کو نہ ابھرنے دیا۔ نہ حکومت ہی میں اس کا ساجھا منظور کیا۔ مصر کی تاریخ میں اس ملکہ کی شان بڑی عجیب ہے۔ مصر میں کسی عورت کا فرعون بن جانا بالکل نئی اور انوکھی بات تھی پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ فرعون ہمیشہ مرد ہی ہوتے تھے۔ فرعون کے نام کے ساتھ عورت کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مرد فرعون کا خیال اس قدر دلوں میں بیٹھ گیا تھا کہ خود ہست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شی پشت کی یادگاروں اور اسٹیچوؤں میں اسے مصنوعی ڈاڑھی کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

ہست شی پشت نے بیس برس حکومت کی۔ اس کے زمانے میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ مصر کی تمام سرحدیں محفوظ تھیں اور دور دور تک مصر کا رعب چھایا ہوا تھا۔ ملکہ کی حکومت نے رعایا کو امن چین دیا تھا، دولت کی بہتات ہوگئی تھی اور ملک بھر میں خوشحالی پھیلی ہوئی تھی۔

ملکہ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے اریٹیریا اور سومالی لینڈ میں دو مہمیں بھیجیں ایک خشکی سے دوسری سمندر سے۔ یہ دونوں مہمیں سراسر دوستانہ اور تاجرانہ تھیں۔ لڑائی کی دھمکی ان میں ذرا جھلک تک نہ تھی۔ اگلے وقتوں میں اریٹیریا اور سومالی لینڈ حتی کہ یمن تک سے مصر کا تجارتی تعلق تھا مگر مدتوں سے یہ رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ ملکہ کی دونوں مہمیں بہت زیادہ کامیاب ہوئیں اور ان ملکوں کی بہت سی قیمتی پیداوار اور مال اپنے ساتھ لائیں۔ ملکہ نے ان مہموں کی تصویریں تھیمس کے سامنے دیرالجری میں اپنے شاندار مندر کی دیواروں پر بنوادیں جو آج تک موجود ہیں۔

مصر کا نپولین

ملکہ غالباً ۱۴۷۹ء میں دنیا سے رخصت ہوئی اور اُس کا شوہر تھوتھمیس سوم فرعون بنا۔ اس بادشاہ کو ہی مصر کا نپولین کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس کے کارنامے نپولین سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ تھوتھمیس سوم بہت ہی زبردست بادشاہ تھا۔ اس کی عظمت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ملکہ ہست شی پشت کس پائے کی عورت تھی۔ ملکہ اگر اپنے اولوالعزم شوہر سے بھی بڑی شخصیت کی مالک نہ ہوتی تو اُسے بیس برس اپنی کڑی قید میں نہ رکھ سکتی۔ یہ بات نہیں ہے کہ تھوتھمیس سوم اپنی بیوی کا عاشق تھا اور محبت نے اُسے غلام بنادیا تھا۔ تھوتھمیس کو اپنی بیوی سے محبت نہیں نفرت تھی۔ ثبوت یہ ہے کہ اُس کے مرتے ہی تھوتھمیس نے اس کی یادگاریں مٹانی شروع کردیں۔ تھوتھمیس جانتا تھا کہ ملکہ کا نام تمام دلوں سے اس طرح دور ہو جائے جیسے ملکہ کبھی تھی ہی نہیں۔

تھوتھمیس سوم کو اپنی ملکہ سے جلن کتنی ہی زیادہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ یہ فرعون مصر کے تمام اگلے پچھلے فرعونوں سے کہیں زبردست، کہیں مدبّر اور کہیں اونچا تھا۔ اس فرعون میں جتنی عقل تھی اتنی ہی عمل کی طاقت بھی تھی۔ اس کی نگاہ بہت دور پہنچتی تھی اور وہ اپنے ارادوں اور فیصلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اٹل تھا۔ یہ واقعہ ہے کہ اس فرعون نے مصر کو اس بلندی پر پہنچا دیا تھا کہ نہ پہلے کبھی اُسے نصیب ہوئی تھی نہ بعد میں کبھی نصیب ہوئی۔

ملکہ کے مرتے ہی ۱۴۷۹ ق م میں تھوتھمیس کی فوجیں مصر کی سرحد پر پہنچ گئیں اور اس کے بعد فلسطین کے شہر غزہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ دن فرعون کی تاج پوشی کی بائیسویں سالگرہ کا تھا مگر فرعون نے کوئی جشن نہیں کیا اور یلغار جاری رکھی۔

دراصل شام میں رہنے والی سامی قوموں نے ایک بڑا جتھا بنا لیا تھا اور مصر پر حملہ کرنا چاہتی تھیں۔ فرعون کو خبر مل چکی تھی اور وہ ان قوموں کی پوری طاقت کو چکنا چور کر ڈالنا چاہتا تھا۔

سامی (شامی) قوموں کی فوجیں مگدّر میں جمع تھیں۔ یہ پہاڑی علاقہ تھا اور اسے سر کرنا بہت مشکل تھا۔ یہاں پہنچنے کے دو ہی راستے تھے۔ ایک بڑا راستہ جو فوجوں کے چلنے کے لیے قدرتی راستہ تھا اور دوسرا تنگ راستہ جو ایک ایسے درّے سے گزرتا تھا جس سے ایک ساتھ دو چار ہی آدمی پار ہو سکتے تھے۔ شامی سپہ سالار کو یقین تھا کہ دشمن چھوٹے راستے سے آ ہی نہیں سکتا اسی لیے سپہ سالار نے بڑا راستہ روکنے کے لیے سب فوج بڑے راستے پر جمع کر دی تھی۔

مگر تھوتھمیس سوم نے نپولین کی طرح دور بینی کا ثبوت دیا۔ اس نے تنگ درے ہی سے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شامیوں کی طاقت اس راستے پر نہ ہو گی۔ تھوتھمیس نے اپنی جنگی کونسل کے سامنے یہ نقشہ پیش کیا تو اس کے سپہ سالاروں نے بڑی مخالفت کی اور کہا اس درے میں جانا موت کے منہ میں جانا ہے اس پر تھوتھمیس کو جوش آ گیا۔ اس نے نیام سے تلوار نکال لی اور قسم کھا کر کہا کہ میں اسی درے سے جاؤں گا۔ جسے مرنا ہو وہ پیچھے آئے جسے جان پیاری ہو واپس چلا جائے۔ بڑے راستے سے حملہ کرے۔

اس بہادرانہ اعلان نے فوج میں آگ لگا دی اور وہ اپنے سورما بادشاہ کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ دشمن کو خبر بھی نہ ہوئی اور پوری مصری فوج درے سے گذر کر مگدو کے سامنے آ گئی۔ دشمن نے یہ دیکھا تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جلدی جلدی فوج جمع کی گئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس پر بھی شامی جان توڑ کر لڑے لیکن ہار گئے۔ تھوتھمیس کو بیشمار مال غنیمت ملا اور دور دور کے سرداروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اطاعت قبول کر لی۔

تھوتھمیس کو بڑی بھاری فتح ہوئی تھی مگر اس نے کافی نہ سمجھی اور یلغار کرتا ہوا لبنان کی ترائی تک پہنچ گیا۔ یہاں بھی ہر طرف کے سرداروں نے آ کر وفاداری کی قسم کھائی۔ اب تھوتھمیس نے یہ کیا کہ جو سردار لڑے تھے یا جن سے آئندہ شرارت کا اندیشہ تھا انہیں برطرف کر دیا اور اپنی پسند کے نئے سردار مقرر کر دیے۔ اسی قدر نہیں بلکہ فرعون نے حکم دیا کی تمام سردار اپنے لڑکوں کو تھیبس کے شاہی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا کریں۔ فرعون چاہتا تھا کہ اس کی شہنشاہی میں جتنے بھی ماتحت حاکم ہوں سب کے سب مصر کے رنگ میں رنگ جائیں اور مصر کے طرفدار بن جائیں اور مصر کے ماتحت ہونے پر فخر کریں اور اپنی اپنی قوموں کو بھی ایسا ہی بنا دیں۔ یورپین شہنشاہی کا بھی یہی اصول ہے کہ مفتوحوں کو اپنے رنگ میں رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے مگر آج سے ساڑھے تین ہزار برس پہلے مصری فرعون یہ اصول سمجھ چکے تھے۔ چھ مہینے بعد فاتح تھوتھمیس اپنے پایہ تخت تھیبس میں واپس آیا۔ اس کے ساتھ بڑی دولت بھی آئی اور ہزاروں غلام بھی آئے۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد بھی شام میں بعض مخالف ریاستیں باقی رہ گئیں تھیں۔ تھوتھمیس نے انہیں مغلوب کرنے کی صورت یہ نکالی کہ ایک زبردست بیڑا بنایا اور مصری فوجیں سمندر کے راستے سے لے جا کر شام میں اتار دیں۔ یہ حملہ پوری طرح کامیاب ہوا اور سارے شام و فلسطین پر مصری حکومت قائم ہو گئی۔

تھوتھمیس کی آخری مہم آٹھویں مہم تھی۔ اس طرح وہ طوفان کی طرح اُٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے دریائے فرات کے اس پار پہنچ گیا۔ تھوتھمیس اول بھی دریائے فرات تک پہنچا تھا مگر تھوتھمیس سوم نے اس سے بھی بڑا کام کیا۔ یہ فرعون دریا کو بھی عبور کر گیا لیکن اس کارروائی میں تھوتھمیس سوم کی غرض بھی محض اپنی شہرت اور بڑائی تھی ورنہ فرات کے اس پار بڑھنے کا وہ ارادہ نہ رکھتا تھا۔

یہ عجیب بات ہے کہ تھوتھمیس سوم نے اپنی پھیلی ہوئی سلطنت کا انتظام تقریباً اسی طرح کیا تھا جس طرح ہندوستان میں برطانیہ نے کیا تھا۔ مصری سلطنت میں بھی ویسی ہی ریاستیں اور راجواڑے تھے جن سے فرعون خراج وصول کرتا تھا۔ بہت سی ریاستوں میں مصری پریذیڈنٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے تھے اور ان کے فرائض وہی تھے جو ہندوستانی ریاستوں میں انگریز پریذیڈنٹوں کے ہوتے تھے۔ سرحد کے اہم مقامات پر مصری فوجیں رہتی تھیں اور بعض علاقے براہ راست فوجی گورنروں کے انتظام میں تھے۔

تھوتھمیس سوم نے مصر کی شہنشاہی دریائے فرات سے نوبیا کی آخری حدوں تک پہنچا دی تھی جس کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوسکتا ہے کہ اسیریا کے پادشاہ نے اس کے دربار میں سوغاتیں بھیجی تھیں اور اپنے احترام ومحبت کا پیغام دیا تھا۔

تھوتھمیس نے کل چوّن برس حکومت کی۔ بیس برس تک وہ برائے نام فرعون تھا کیونکہ اس کی ملکہ ھست شی پشت حکومت پر قابض تھی۔ فرعون کی اصلی حکومت تینتیس برس رہی۔ یہ مدت بھی کم نہیں ہے۔ ۱۴۴۰ق م میں اس کا انتقال ہوگیا۔

خونخوار فرعون

اس کے بعد اب تھوتھمیس کا بیٹا امن ہوتپ دوم تخت نشین ہوا۔ بوڑھے فرعون کی موت کا حال سنتے ہی شام کے سرداروں نے بغاوت کردی، مگر نیا فرعون اپنے باپ کا سپوت نکلا۔ باپ کی موت پر تیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ امن ہوتپ نے باغیوں کو کچل ڈالنے کے لیے دھاوا بول دیا اور چند ہی ہفتوں میں انہیں ہرا کر تھیبس میں واپس آ گیا مگر بہت جلالی شان کے ساتھ۔ اُس کی شاہی کشتی دیواروں پر سات زندہ باغی رئیس اُلٹے لٹکے ہوئے تھے۔ فرعون نے ان میں سے چھ کو امن کے مندر میں دیوتا پر بھینٹ چڑھا دیا۔ واقعی بڑی بے رحمی کا کام تھا، مگر ملک گیری اور بے رحمی کا ہمیشہ ساتھ رہا ہے۔

امن ہوتپ بھی اپنے باپ کی طرح زبردست فرعون تھا۔ اس کی پہلی ہی جنگی مہم اس طرح پر ہوئی کہ تمام مخالف تھرّا اُٹھے اور پھر کبھی کسی کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ زمانہ مصر کا سنہری زمانہ تھا۔ ہر طرف امن وامان پھیلا ہوا تھا اور ملک بڑی تیزی سے ترقی کر رہا تھا۔

امن ہوتپ مرا تو اس کا لڑکا تھوتھمیس چہارم فرعون بنا۔ نئے بادشاہ کو اپنے پورے زمانے میں صرف ایک دفعہ فوج کشی کرنی پڑی کیونکہ پچھلے فرعون مصر کو بہت طاقتور بنا گئے تھے اور دنیا بھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی طاقت بھی ایسی نہ تھی جو مصر پر چڑھائی کرنے کا خواب بھی دیکھ سکتی۔

تھوتھمیس چہارم کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ بھی پیش آیا جیسا نہ پہلے کبھی مصر میں ہوا تھا اور نہ دنیا کے کسی اور ملک میں۔ یہ واقعہ سیاسی شادی کا تھا۔ فرعون نے صرف سیاسی مصلحتوں سے بادشاہ بتیان نی کی لڑکی سے شادی کا پیام دیا اور یہ شادی ہو بھی گئی۔ دنیا میں یہ پہلی سیاسی شادی تھی۔

تھوتھمیس چہارم کے بعد اس کا بیٹا امن ہوتپ سوم بادشاہ ہوا۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ نئے فرعون کی ماں کون تھی؟ بادشاہ بتیان نی کی لڑکی یا کوئی اور عورت؟ بہر حال یہ شخص ۱۴۱۱ ق م میں مصر کے تخت پر بیٹھا اور بڑے اطمینان و شان سے حکومت کرتا رہا۔

امن ہوتپ سوم کے زمانے میں مصر کا شاہی خزانہ اس قدر مالا مال تھا کہ کبھی پہلے نہ ہوا تھا۔ کسی سے لڑائی بھی نہیں ہوئی۔ فرعون تمام جنگی اور انتظامی فکر و فساد سے آزاد تھا۔ اسی لیے اسے موقع مل گیا کہ علوم و فنون اور آرٹ کو ترقی دے۔ اس کے اور اس کے بیٹے کے زمانے کی بہت سی اہم دستاویزیں مل چکی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ دستاویز تل العمران میں دفن تھیں اور اسی مقام کے نام سے مشہور ہیں۔

امن ہوتپ سوم کے زمانے میں بھی سیاسی شادیاں ہوئیں۔ فرعون نے شاہ بیتان نی کی ایک اور شاہزادی سے شادی کی۔ شاہ بابل کے بادشاہ کی لڑکی سے بھی نکاح کیا اور اپنی لڑکی بھی شاہ بابل کے ولی عہد سے بیاہ دی، بیتان نی بابل اور مصر کے پادشاہ آپس کی خط و کتابت میں ایک دوسرے کو میرا بھائی لکھتے تھے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ مصری بھائی بُرا اور خطرناک تھا! امن ہوتپ سُوم کی شان و شوکت اس کی یادگاروں سے ظاہر ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ فرعون ملک کے انتظام اور سیاسی جوڑ توڑ میں ویسا مستعد نہ تھا جیسے مستعد اُس کے بزرگ تھے۔ اس کی زندگی تو عیش سے گذر گئی مگر مصر کو اس کے بیٹے کے زمانے میں ناحق سزا بھگتنی پڑی۔

انقلابی فرعون

امن ہوتپ کا یہ بیٹا ۱۳۷۵ ق م میں تخت نشین ہوا اور ۱۳۵۸ ق م تک حکومت کرتا رہا۔ اس کا نام امن ہوتپ چہارم تھا مگر اس نے اپنا نام بدل کر اخناتون قرار دیا۔ اسی نام سے وہ آج بھی مشہور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخناتون نے ایک بڑا مذہبی انقلاب مصر میں برپا کیا تھا جس کا حال آگے کے ایک باب میں بیان کیا جائے گا۔اسی لیے سلطنت سنبھال نہ سکا۔نتیجہ یہ نکلا کہ شام وفلسطین پر بیرونی حملہ آور ٹوٹ پڑے اور خود مصر میں بڑی ابتری پھیل گئی۔

اخناتون موت کے وقت تیس برس سے زیادہ عمر کا نہ تھا۔اس کے بعد اس کے دو داماد باری باری تخت پر بیٹھے۔

دوسرے داماد کا نام توتانے تون تھا۔مگر فرعون بنتے ہی اس نے اپنا نام بدل لیا اور توتانخ امن رکھا یعنی اس نے اپنے خسر کے مذہبی انقلاب کا خاتمہ کر دیا اور پرانا مصری مذہب دوبارہ قائم کر دیا۔اخناتون نے اپنے دیوتا، اتون کی پرستش ضروری ٹھہرائی تھی۔توتانخ امن نے مصر کے قدیم دیوتا امن کی پرستش بحال کر دی، ساتھ ہی امن کے مندر کے مہنتوں کے وہ تمام اختیارات وامتیازات بھی انہیں واپس نہ دیئے جو اس کا خسر ضبط کر چکا تھا۔

توتانخ امن نے یہ بھی کوشش کی کہ مصر کی پرانی شہنشاہی پھر زندہ ہو جائے مگر حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ فرعون کچھ نہ کر سکا۔توتانخ کے بعد ایک اور فرعون ہوا۔اس کا نام آئی تھا مگر یہ فرعون جب ۱۳۵۰ ق م میں مرا تو اٹھارواں شاہی خاندان بھی ختم ہو گیا۔وہ خاندان جس نے مصر کو دنیا کا سب سے زیادہ بڑا، سب سے زیادہ مہذب، سب سے زیادہ جنگی، سب سے زیادہ فاتح، سب سے زیادہ خوشحال ملک بنایا تھا۔مصر کی پرانی تاریخ میں اٹھارواں خاندان ہمیشہ یاد رہے گا اور اس کے کارناموں کا آخر دنیا تک چرچا باقی رہے گا۔فرعون آئی کے مرنے پر تخت کا کوئی دعویدار موجود نہ تھا، اس لیے ہوریم ہب فرعون بن گیا۔یہ شخص شاہی خاندان سے نہیں تھا محض ایک عہدے دار تھا۔اس نے اخناتون کا نیا مذہب بھی قبول نہیں کیا تھا اور پرانے مذہب ہی کا پابند تھا۔ اس پر اخناتون اور اُس کے بعد کے دونوں فرعون اس عہدہ دار کو مانتے اور چاہتے رہے کیونکہ اس کی قابلیت اور سوجھ بوجھ کا کوئی اور آدمی مصر میں موجود نہ تھا۔پھر فوج بھی اس شخص کی طرفدار تھی اور مذہبی پیشوا بھی ان حالات میں اس کا پادشاہ بن جانا تعجب کی بات نہیں ہے۔

ہوریم ہب نے تخت پر قدم رکھتے ہی بڑی محنت سے مصر کی سیاسی وانتظامی حالت درست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی شروع کر دی۔ فساد عام ہو چکا تھا اور حکومت کی چولیں ڈھیلی ہو چکی تھیں۔ ہوریم ہب نے سب کچھ ٹھیک کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے مصر کو یقینی تباہی سے بچالیا۔

۱۳۰۱ ق م میں ہوریم ہب چل بسا اور اس کی وصیت کے مطابق رام سیس اول فرعون بنایا گیا جو مصر کے شاہی خاندان سے تھا۔ مگر اس کی قسمت میں لمبی بادشاہی نہ تھی۔ ایک دو سال حکومت کر کے مر گیا۔ لیکن عقلمند تھا۔ ڈرا کہیں تخت، خاندان کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ اس لیے اپنے جیتے جی ہی اپنے بیٹے سیتی کو بادشاہی میں شریک بنالیا تھا۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۲۱ ق م میں سیتی اول کسی گڑبڑ کے بغیر فرعون مان لیا گیا۔

سیتی نے اپنے آپ کو لائق فرعون ثابت کیا۔ ولی عہدی کے زمانے ہی میں وہ ایک جنگی مہم لے کر نوبیا گیا تھا اور کامیاب واپس آیا تھا۔ فرعون بننے پر اس نے فلسطین کا رُخ کیا اور میدان پر میدان مارتا ہوا لبنان کے پہاڑ کی ترائی میں پہنچ گیا۔ ایک دفعہ پھر مصر کی قسمت جاگ اُٹھی۔ اس کا رعب ہر طرف پھیل گیا۔ بہت سے بادشاہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ پڑوس کی بعض طاقتور حکومتوں سے دوستانہ معاہدے ہو گئے۔

ایک اور بڑا فرعون

سیتی نے بیس برس سلطنت کی اور صرف دو دفعہ ایشیاء پر چڑھائی کی۔ اس کی توجہ زیادہ تر ملک کو ترقی دینے میں صرف ہوئی۔ ۱۳۰۰ ق م میں مرنے سے پہلے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنا دیا تھا مگر منجھلے بیٹے نے تخت پر قبضہ کر لیا۔ فرعون رام سیس دوم کے نام سے مشہور ہے۔

اس رام سیس کا مزاج عجیب و غریب تھا۔ بلند حوصلہ تھا۔ بڑے بڑے کام کرنے چاہتا تھا۔ اپنی بڑائی پر مرتا تھا۔ کسی اور کی بڑائی نہ دیکھ نہ سکتا تھا۔ پادشاہ بنتے ہی اس نے اپنے بڑے بھائی کے تمام اسٹیچو تڑوا ڈالے، یا انہیں اپنی صورت کا بنوا دیا۔ اب تک بعض ایسی یادگاریں موجود ہیں، جن سے اس واقعے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس طبیعت کا آدمی نچلا نہیں بیٹھ سکتا۔ فرعون ہوتے ہی رام سیس نے فیصلہ کر لیا کہ مصر کی پرانی سلطنت پھر سے زندہ کر کے رہے گا اور لڑائیوں پر لڑائیاں شروع کر دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت مصر کا سب سے بڑا حریف ختیسیو ن کا پادشاہ تھا۔ رام سیس نے اس سے بہت لمبی اور خوفناک لڑائی لڑی مگر اسے زیر نہ کر سکا۔ گو رام سیس کا دعویٰ یہی رہا کہ وہ دشمن کو ہرا چکا ہے۔ ختیسیو ن کے پادشاہ کے نہ ہارنے کا سب سے بڑا ثبوت خود وہ معاہدہ ہے جو اس پادشاہ اور رام سیس میں جنگ ختم ہونے پر ہوا تھا۔ مصر کے فرعون پہلے بھی ایک دو معاہدے کر چکے تھے مگر یہ معاہدہ صحیح معنی میں پہلا معاہدہ ہے جو دنیا کی دو حکومتوں میں ایک طرح سے سوا تین ہزار برس پہلے ہوا تھا۔ یہ معاہدہ اب تک محفوظ ہے اور بہت بڑی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ ذیل میں اس کا لفظی ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"میں ختا سار ختیسیو ن کا پادشاہ آج مصر کے شاہ اکبر رام سیس کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں میل ملاپ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور یہ کہ مجھ سے معاہدہ کرنے والا بادشاہ بھی ہمیشہ ہمیش کے لیے آپس میں امن اور میل ملاپ باقی رکھنے میں میرا ساتھ دے گا۔ جیسا کہ میرے بھائی موتور ختیسیو ن کے بڑے بادشاہ کے زمانے میں تھا جس کی موت کے بعد میں بادشاہ ہوا ہوں اور اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا ہوں۔" ہمارے اس معاہدہ کی رُو سے مصر کا ملک اور ختیسیو ن کا ملک یہ دونوں ملک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ امن واتحاد سے رہیں گے۔

اس لیے ختیسیو ن کا پادشاہ مصر پر کبھی کوئی حملہ نہیں کرے گا اور مصر کا بڑا بادشاہ رام سیس ختیسیو ن کے سب مُلک پر کبھی کوئی حملہ نہیں کرے گا اور میں اُس منصفانہ سمجھوتے کی پیروی کروں گا جو ختیسیو ن کے سب سے بڑے سردار سابلل کے زمانے میں ہوا تھا اور اُس عادلانہ سمجھوتے کی پیروی کروں گا جو میرے باپ موراسار کے زمانے میں ہوا تھا اور یہ کہ مصر کا شاہ اکبر رام سیس بھی اسی طرح پیروی کرے گا۔

"ہم دونوں اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی پابندی کریں گے اور اس وقت سے عدل و انصاف کے کاموں پر چلیں گے اور جب رام سیس کے ملک پر دشمن حملہ کریں گے تو رام سیس پر لازم ہوگا کہ ختیسیو ن کے پادشاہ کو خبر بھیجے تاکہ ختیسیو ن کا بادشاہ پہنچ جائے اور مصر کے پادشاہ کی قوت میں شامل ہو جائے۔ ختیسیو ن کے پادشاہ پر لازم ہے کہ مصر کے شاہ اکبر کے بلاوے پر دوڑ پڑے اور اگر ختیسیو ن کا بادشاہ خود جانا چاہے تو اپنی پیدل فوج اور رتھ سوار فوج بھیج دے تاکہ شاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کے دشمنوں سے لڑے۔

اور جب رام سیس اپنی رعایا کے کچھ لوگوں پر غصہ ہو تو خیتیون کے پادشاہ پر اُس کی مدد کرنی لازم ہوگی۔

"اور اگر کسی دشمن نے خیتیون کے ملک پر حملہ کیا تو پادشاہ پر لازم ہوگا کہ شاہ مصر کو خبر بھیج دے کہ وہ اپنی فوج لا کر خیتیون کے پادشاہ کے دشمنوں سے لڑے۔ اگر رام سیس خود آنے کا ارادہ کرے تو ختاسار کے دشمنوں سے لڑے گا اور اگر خود نہ آئے تو اس پر لازم ہوگا کہ اپنی پیدل اور رتھ سوار فوجیں بھیجے جو اس کے اتحادی پادشاہ کے دشمنوں سے لڑیں گی۔

اور اگر خیتیون کے پادشاہ کے چاکروں میں سے کوئی گروہ اس سے شرارت کرے تو رام سیس پر لازم ہوگا کہ ان شریروں کی سرکوبی میں خیتیون کے پادشاہ کی مدد کرے اور جب ملک مصر کے پادشاہ کے کچھ باشندے ہجرت کریں تو خیتیون کے پادشاہ پر لازم ہوگا کہ انہیں اپنے ملک میں بسنے نہ دے بلکہ مصر کے شاہ اکبر رام سیس کے پاس انہیں واپس کر دے اور جب ختاسار کی زمین سے بعض استاد کاریگر ملک مصر میں کسی کام سے چلے بھی جائیں تو رام سیس پر لازم ہوگا کہ اُنہیں مصر میں بسنے نہ دے بلکہ انہیں ان کے اصلی ملک میں واپس بھیج دے۔

"یہ بات چیت جو چاندی کی تختی پر لکھی گئی ہے جنگ و جہاد کے ایک ہزار دیوتاؤں اور دیویوں کی بات چیت ہے جن میں مصر کے دیوتا اور دیویاں بھی شامل ہیں۔ بے شک اس بات چیت کی پابندی ہم پر سب پر لازم اور واجب ہے۔"

"اس بات چیت کے گواہ ہیں ست جو تونیب کا دیوتا ہے اور ست جو خیتا کا دیوتا اور ست جو شہر ارنا کا دیوتا ہے اور ست جو جو شہر تو سورونتا کا دیوتا ہے۔ اور دوست جو شہر حلب کا دیوتا ہے اور ست جو شہر سرجینا کا دیوتا اور گواہ ہیں السرتا جو ملکہ خیتا کا دور جزیرہ تاخرا کا اور کدش کا دیوتا ہے اور شہر اخن اور شہر تسائی اور ملک خیتا کی ندیوں کا دیوتا ہے اور (گواہ ہیں) مُلک کارزواتانا کی دیویاں اور امن اور ادرست اور سب جنگی دیوتا اور دیویاں اور سمندر اعظم اور ہوا اور بادلوں کے تمام دیوتا اور دیویاں گواہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات چیت جو چاندی کی تختی پر لکھی گئی ہے ملک ختیا اور ملک مصر کے بارے میں ہے جو کوئی اس کے مضمون کی پابندی نہ کرے تو ملک ختیا کے ایک ہزار دیوتا اور مُلک مصر کے ایک ہزار دیوتا اُس کے گھر، جائیداد اور نوکر چاکر پر ٹوٹ پڑیں اور جو کوئی تختی پر کی بات چیت کے مضمون کی پابندی کرے چاہے وہ ختیا کا ملک ہو یا مصر کا ملک تو اس سے ملک ختیا کے ایک ہزار دیوتا اور ملک مصر کے ایک ہزار دیوتا چاہت کریں اور اس کا گھر جائیداد اور نوکر چاکر بھی سلامت رہیں اور اگر مصر سے ایک آدمی یا دو آدمی یا تین آدمی بھاگ جائیں اور شاہ ختا سار کے پاس آئیں تو شاہ پر لازم ہے کہ انہیں قبول نہ کرے بلکہ انہیں رام سیس کے پاس بھیجنے کا حکم صادر کر دے اور جو کوئی بھی رام سیس کے پاس بھیجا جائے گا اُسے اس کے جرم کی سزا نہ دی جائے گی اور نہ اس کے گھر کو اور نہ اُس کی عورت کو، اور نہ اُس کی اولاد کو اُجاڑا جائے گا اور نہ اس کی ماں کی جان لی جائے گی۔ اور نہ اس کی دونوں آنکھوں پر مار پڑے گی اور نہ اس کے منہ پر مار پڑے گی اور نہ اس کے دونوں پیروں پر مار پڑے گی اور نہ اس پر کوئی تہمت لگائی جائے گی۔

"اور اگر ختیا کے ملک سے ایک آدمی یا دو آدمی یا تین آدمی بھاگ جائیں گے اور رام سیس مصر کے پادشاہ کے پاس پہنچیں گے تو اس بادشاہ پر لازم ہے کہ انہیں شاہ ختیا کے پاس واپس بھیجنے کا حکم دے دے۔ اور جس کو یہ پادشاہ ختیا کے پادشاہ کے پاس بھیجے گا اُسے اُس کے جرم کی سزا نہ دی جائے گی اور نہ اس کے گھر کو اور نہ اس کی عورت کو اور نہ اس کی اولاد کو اجاڑا جائے گا اور نہ اس کی ماں کی جان لی جائے گی۔ اور نہ اُس کی دونوں آنکھوں پر مار پڑے گی اور نہ اس کے دونوں پیروں پر مار پڑے گی اور نہ اس پر کوئی تہمت لگائی جائے گی"

مصریات کے سب سے بڑے ماہر مرحوم احمد کمال پاشا کے عربی ترجمے سے یہ اُردو ترجمہ تیار کیا گیا ہے اور اصل کے ٹھیک مطابق ہے۔

چاندی کی جس تختی پر معاہدہ لکھا ہوا ہے اس کے بیچ میں دیوتا ست کی تصویر ہے اور اس صورت سے ہے کہ دیوتا شاہ ختا سار سے معانقہ کر رہا ہے۔ اس تصویر کے گرد یہ عبارت لکھی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے خدا آسمان اور زمین کے مالک حتیسیون کے شاہ اکبر ختا سار کے اس معاہدے کو دوام بخش دے"

اور واقعی یہ معاہدہ دائمی ثابت ہوا کیونکہ دونوں ملکوں میں پھر کبھی لڑائی نہیں ہوئی!

رام سیس نے شاہ ختا سار کی بڑی لڑکی سے شادی بھی کر لی تھی۔ اس واقعے کا ذکر فرعون نے اپنے ایک کتبے میں بڑے ہی فخر سے کیا ہے اور اپنی بڑائی جتانے کے لیے لکھا ہے کہ خود شاہ ختا سار اپنی لڑکی لے کر مصر آیا اور "آفتاب مصر" کے حضور میں اسے پیش کیا۔ رام سیس نے اپنی اس بیوی کا بڑا اعزاز کیا اور اس کا نام ''آفتاب کا' حُسن دیکھنے والی" رکھا۔ آفتاب سے اس کی مراد خود اپنی ذات ہے۔

اس میں شک نہیں کہ رام سیس دوم زبردست فرعون تھا اور اس نے مصر کا نام بہت اونچا کر دیا تھا لیکن اس کے کارنامے اتنے نہیں ہیں جتنے اس نے اپنے کتبوں میں لکھے ہیں

رام سیس دوم نے تقریباً نوے برس کی عمر پائی۔ اُس کی اولاد بھی بہت زیادہ تھی۔ جنگی مہموں کا جوش ختم ہو جانے پر اس کی زندگی مجہولیت اور بے کاری میں گزری۔ شاید اس نے خیال کیا کہ بہت سے جھوٹے سچے کارناموں کا مالک بن چکا ہوں۔ اس لیے اب عیش و آرام کے مزے لوٹنے چاہییں۔

فرعون موسےٰ

رام سیس دوم کے بعد اُس کا بڑا بیٹا منفتاح فرعون ہوا۔ یہ خود بوڑھا ہو چکا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر ستر برس سے کم نہ تھی۔ مگر یہ مدت سے عملاً حکومت کر رہا تھا۔ کیونکہ جب سے بڑھاپے نے اس کے باپ رام سیس کو بے کار کر دیا تھا تو یہی اُس کا نائب السلطنت تھا۔ کہا جا سکتا ہے کہ رام سیس کی حکومت نے اپنے آخری زمانے میں جو کچھ کیا اس کا اصلی ذمہ دار یہی منفتاح تھا۔

مورخوں میں اختلاف ہے مگر اکثر مورخوں کی مدلل رائے یہ ہے کہ منفتاح ہی فرعون موسیٰ تھا۔ مگر یہ بحث ایک الگ باب میں لکھی جائے گی جس میں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل اور فرعون کے جھگڑوں کی تفصیل ہوگی۔ یہاں پر مختصر حالات لکھے جاتے ہیں

خوفناک دشمن کی یلغار کا حال سُن کر بوڑھا فرعون بہت پریشان ہوا۔ پچاس برس سے مصری

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج نے کوئی لڑائی نہیں لڑی تھی اور جنگی جوش سے خالی ہو چکی تھی۔ لمبے امن کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ وہی مصری جو پہلے جنگی میدانوں کے گیت جھوم جھوم کر گایا کرتے تھے اب فوجی زندگی کو ذلیل زندگی سمجھنے لگے تھے مگر فرعون کو دشمن سے مقابلہ کرنا ہی تھا۔ مصری دستاویزوں میں لکھا ہے کہ جب دشمن کی فوجیں بہت آگے بڑھ آئیں تو فرعون نہایت برہم ہوا۔ اس نے اپنے فوجی افسروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے تقریر کی۔ تقریر کا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ فرعون کس قدر معزز تھا اور اپنے آپ کو انسانوں سے بہت اونچا جانتا تھا۔

فرعون کی تقریر

"میں ابھی تمہیں تمہارے مالک کا فرمان سنانے والا ہوں اور میں تمھیں یہ سبق دیتا ہوں کہ میں ہی وہ شاہانہ ذات ہوں جس سے تمہیں رزق پہنچتا ہے۔ میں اپنے سب دن اسی بات کی تلاش میں گزارتا ہوں جس سے تمہاری بھلائی ہو۔ میں تمہارا باپ ہوں۔ بتاؤ تم میں کوئی ایسا باپ ہے جو میری طرح اپنے بچوں کو زندہ رکھتا ہو؟ تم بطوں اور ہنسوں کی طرح تھرتھرا رہے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کون سا کام کرنا اچھا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی دشمن کو جواب نہیں دے رہا ہے اور ہمارا ملک اس قدر بے طاقت ہو گیا ہے کہ تمام قوموں کو اس پر حملہ کرنے کی جرات ہو گئی ہے۔ وحشی لوگ سرحد کو پائمال کر رہے ہیں اور باغی لوگ روز ہمارے ملک کی حرمت توڑ رہے ہیں۔ ہر ایک اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ دشمن ہماری بندرگاہوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ مصر کے میدانوں میں وہ گھس آئے ہیں۔ اگر کسی نہر ندی کا کنارہ مل جاتا ہے تو وہاں رُک جاتے ہیں۔ دنوں بلکہ مہینوں پڑے رہتے ہیں اور وہ ہمارے ملک پر ایسی بڑی تعداد میں ٹوٹ پڑے ہیں جیسے سانپ اور کیڑے مکوڑے اور کسی میں یہ طاقت نہیں کہ انہیں مار کر بھگا دے۔ یہ بدذات اور بدقسمت جو موت سے چاہت رکھتے ہیں اور زندگی سے بیر کرتے ہیں ان کے دلوں میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ ہمیں مٹانے کے اور مزے اڑائیں گے۔ دیکھو وہ اپنے سردار کے ساتھ آ گئے ہیں اور اس ملک کی زمین پر سانس لے رہے ہیں جس پر اپنا پیٹ بھرنے کے لیے حملہ کر چکے ہیں۔ وہ مصر میں اسی لیے گھسے ہیں کہ اپنی روزی پائیں۔ ان کا منصوبہ ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہاں جم جائیں مگر میرا فیصلہ یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں اُن کے پیٹوں پر ہونے کی حالت میں اسی طرح دبوچ لوں جس طرح مچھلی دبوچ لی جاتی ہے۔ اُن کا سردار محض ایک کتا ہے، ایک ذلیل شیطان ہے، ایک دیوانہ ہے۔ یاد رکھو وہ پھر کبھی اپنی جگہ پر بیٹھ نہ سکے گا!"

اس جوشیلی تقریر کے بعد فرعون نے اعلان کیا کہ دشمن کے مقابلے میں وہ اپنی فوجوں کی کمان خود کرے گا اور حملے کی تاریخ بھی مقرر کر دی۔

فرعون کی تقریر سے فوجی افسروں میں تو گرمی پیدا ہوگئی مگر سوال یہ تھا کہ ستر برس کا بڈھا پھوس بادشاہ سپہ سالاری کر بھی سکتا ہے؟ معاملہ بڑا نازک تھا۔ فرعون اپنی فوجوں کی کمان کرے تو لڑائی کی ہولناکیاں جھیلنے کی اپنے دل میں طاقت کہاں سے لائے؟ اور کمان نہ کرے تو سرفروشی کی ہمت کیسے پیدا ہو؟ لیکن یہ مشکل ایک "خواب" نے دور کر دی

مصری دستاویزوں میں لکھا ہے کہ فرعون رات کو سو رہا تھا کہ دیوتا فتاح اُس کے آگے ظاہر ہوا اور بڑے جلال سے فرمانے لگا۔

"ٹھہر جا اے شخص! کم ہمتی اور ڈر اپنے دل سے دور کر دے"

فرعون نے دیوتا سے عرض کی "تو پھر میں کیا کروں؟

دیوتا نے فوراً جواب دیا۔

"دشمن کے سامنے اپنی پیدل فوج بھیج دے اور اس پیدل فوج کے آگے آگے بہت سی رتھ سوار فوج آگے بڑھا دے"

فرعون نے دیوتا کے "حکم" کے سامنے سر جھکا دیا! اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ دیو نے اپنے حملے کی جو تاریخ مقرر کی تھی، کسی وجہ سے اُس تاریخ پر حملہ نہ کر سکا اور مصری فوج نے جو فرعون کے خواب پر ایمان لا چکی تھی اچانک جان توڑ کر دھاوا بول دیا۔ دشمن کے خیال میں بھی نہ تھا کہ مصری حملہ کریں گے۔ حملہ دیکھ کر لیبیا کی قوم کا بادشاہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس کا بچنا مشکل تھا اگر رات نہ ہوگئی ہوتی۔ وہ اندھیرے گھپ میں پیدل ہی نکل کھڑا ہوا۔

مصریوں نے بھگوڑے بادشاہ کی کل چھاؤنی لوٹ۔ چھ ہزار تین سو اُنسٹھ دشمن سپاہی مارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور چھوٹے بڑے جنرل بھی کھیت رہے۔ ہزاروں قیدی بھی ہاتھ آئے جنہیں فرعون نے اپنے اُن سپاہیوں میں بانٹ دیا جنھوں نے لڑائی میں اپنی بہادری کا ثبوت دیا تھا۔

یہ بڑی فتح تھی حالانکہ اتفاقیہ حاصل ہوئی تھی۔ فرعون منفتاح بڑے ہی کروفر سے اپنی راج دھانی تھیبس میں ممفس سے واپس آیا اور دربار کے شاعر نے اس موقعہ پر ایک قصیدہ پڑھا جس کے بعض حصوں کا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے۔

"منفتاح بڑا ہی زبردست ہے"

"اُس کے منصوبے بہت ہی دانشمندانہ ہیں"۔

"اُس کے بول ویسا ہی فائدہ دیتے ہیں جیسے توت (دیوتا) کے"۔

"وہ جو کچھ کرتا ہے ہر طرح مکمل ہو جاتا ہے"۔

"جب اپنی فوجوں کی کمان کرتا ہے تو اس کی آواز قلعہ کی دیواروں کے پار ہو جاتی ہے"۔

"بہت مہربان ہے اُس پر جو اُس کے سامنے کمر جھکا دیتا ہے"۔

"اُس کے بہادر سپاہیوں نے انہی لوگوں کو جیتا چھوڑا جو اُس کی بہادری اور کس بل کے آگے ذلیل بن گئے تھے"۔

"فرعون! تھیبس میں تیری فاتحانہ واپسی مبارک ہے"۔

"تیری رتھ ہاتھوں سے کھینچی گئی"۔

"پٹے ہوئے دشمن تیرے سامنے ذلت سے کوچ کرتے ہیں جبکہ تو انہیں لے جاتا ہے اپنے باپ کے حضور"۔

"اُس کے حضور جو شوہر ہے منفتاح کی ماں کا"۔

منفتاح نے دشمن کو شکست تو دیدی، مگر یہ شکست فیصلہ کن نہ تھی کیونکہ لیبیا میں دشمن کا پیچھا نہیں کیا گیا اس لیے پھر اُس کو تیار ہونے کو موقع مل گیا۔ لیکن ماننا پڑتا ہے کہ منفتاح کی یہ فتح بہت بڑی فتح تھی اور اس فتح سے اُس کا غرور اور گھمنڈ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کا ڈوبنا

۱۲۱۵ قبل مسیح میں منفتاح حضرت موسیٰ کے مقابلے میں ڈوب کر مر گیا اور حضرت موسیٰ کی قوم مصر سے ملک شام میں چلی گئی تو ملک میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور تخت کے بہت سے دعویدار کھڑے ہو گئے۔ آخر ۱۱۹۸ ق م میں رام سیس سوم کے نام سے ایک زبردست فرعون تخت نشین ہوا۔ گویا فرعون موسیٰ کی غرقابی کے بعد سترہ برس تک مُلک میں خانہ جنگی برپا رہی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب یونان بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا تھا اور بحیرا ایجین اور ایشیائے کوچک پر اپنا اقتدار جما رہا تھا۔ رام سیس سوم کے زمانے میں مصر پر ایک بہت بڑی آفت ٹوٹی کسی طرف سے حملہ آور چڑھ آئے اور ملک کی خودمختاری سخت خطرے میں پڑ گئی مگر فرعون بھی آسانی سے دب جانے والا نہ تھا۔ اُس نے مضبوط ارادے سے اور زبردست تیاریوں سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۱۹۱ ق م میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ فرعون نے خشکی اور تری دونوں طرف سے حملے کیے اور دشمنوں کو شکست دے دی۔

مگر یہ شکست فیصلہ کن نہ تھی۔ دشمن موقع پا کر پھر آسکتے تھے۔ اس لیے دوربین فرعون فلسطین کے ساحل تک یلغار کرتا ہوا گیا اور اپنے دشمنوں کو بالکل ختم کر دیا۔ رام سیس سوم کے ان بحری معرکوں کی تصویریں آج تک موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں سمندری لڑائیاں کس طرح لڑی جاتی تھیں۔ یہ تصویریں تاریخی، تمدنی اور جنگی لحاظ سے بہت اہم ہیں۔

رام سیس سوم کے زمانے میں مصر کو امن وخوشحالی کی نعمت ایک دفعہ پھر مل گئی۔ فرعون نے ظلم کا نام ونشان مٹا ڈالا۔ ہر زیادتی کرنے والے کو چاہے وہ شاہزادہ ہو یا بڑے سے بڑا سرکاری عہدہ دار فوراً سزا دی جاتی تھی۔ فرعون نے اپنا یہ کارنامہ بڑے ہی فخر سے خود اپنے قلم سے لکھا اور اپنی یادگار پر کندہ کرا دیا ہے۔

فرعون لکھتا ہے کہ اس نے ہر جگہ سایہ دار درخت لگا دیے ہیں اور کھلی ہوا میں کنج بھی بنوا دیے ہیں تاکہ مسافر اور دوسرے سب لوگ چھاؤں میں بیٹھیں اور آرام کریں۔ عورتوں کو پوری آزادی مل گئی ہے کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں کسی کی مجال نہیں کہ اُنہیں بُری نگاہ سے دیکھے۔ مصری فوج کے پردیسی سپاہی چھاؤنیوں میں رکھے جاتے ہیں۔ ان پر اتنی کڑی نگرانی ہے کہ باہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل ہی نہیں سکتے۔شہری باشندوں کو ان کی زیادتیوں سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا مل گیا ہے۔

آگے چل کر فرعون لکھتا ہے "میں نے ہر بدقسمتی آدمی کی بدقسمت دور کر دی ہے۔میں نے ہر کمزور کو زبردست کے ظلم سے نجات دے دی ہے اور میں نے ہر شخص کے لیے خود اس کے گھر میں آرام و اطمینان کا پورا پورا سامان کر دیا ہے۔

فرعون کے خلاف سازش

رام سیس سوم نے اپنے ملک کو سکھ دیا مگر خود سکھی نہ تھا۔بڑھاپے میں اُس کے خلاف سازش کی گئی اور سازش کرنے والے خود اُس کے چہیتے تھے یعنی اُس کا بیٹا اور ایک بیوی۔

سازش کرنے والی بیوی، شاہی نسل سے نہ تھی اس لیے اس کا لڑکا فرعون نہیں بن سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے اپنے سوتیلے لڑکوں کو جو تخت کے جائز وارث تھے، محروم کر دینے کے لیے اپنے شوہر کے خلاف ایک سازش کھڑی کی جس میں اس کے لڑکے کے علاوہ بہت سے شہری عہدہ دار، فوجی افسر اور مذہبی پیشوا شریک ہو گئے۔

تجویز یہ تھی کہ فرعون کو جادو کے زور سے یا کسی اور طرح سے مار ڈالا جائے۔اس غرض کے لیے ایک بڑے جادوگر کو بھی سازش میں شریک کر لیا گیا۔

جادوگر نے کہا کہ وہ فرعون پر منتر چلائے گا اور وہ بُری موت مر جائے گا مگر اُسے بعض کتابوں کی ضرورت تھی۔جلد ہی پتہ لگا لیا گیا کہ یہ کتابیں شاہی کتب خانہ میں موجود ہیں۔جادوگر رات کے اندھیرے میں چھپ کر فرعونی محل میں گھس گیا اور کتابوں کی مدد سے اُس نے کچھ موم کے پتلے بنائے۔کچھ پتلوں کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ ان کے اثر سے فرعون کی بیویاں اپنے شوہر کی دشمن بن جائیں گی۔باقی پتلوں کی نسبت اُس نے کہا کہ فرعون کے دماغ کو خراب کر ڈالیں گے وہ بیابانوں میں بھاگ جائے گا اور سر پھوڑ کر مر جائے گا۔

یہ کچھ بھی نہ ہوا بلکہ اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا اور تمام مجرم پکڑے گئے۔فرعون نے اس نازک اور جذباتی موقعہ پر بھی اپنے آپ کو سنبھالے رکھا چاہتا تو سب کو مروا ڈالتا مگر اُس نے یہ کیا کہ بارہ جج خاص اسی مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کر دیئے اور اُن سے کہا جو لوگ بے خطا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوں انہیں چھوڑ دیا جائے اور جن کا قصور نکلے انہیں قانون کے مطابق سزائیں دی جائیں۔

شاہی دستاویزیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس سازش کے جرم میں خاص عدالت نے چھ عورتوں اور چالیس مردوں کو موت کی سزا دی۔ سب سے زیادہ سخت سزا خود فرعون کے لڑکے اور اس کے خاص سازشی دوستوں کے حصے میں آئی۔ شاہی دستاویزیں فرعون کے بیٹے اور خاص ساتھیوں کے بارے میں صرف اس قدر کہتی ہیں کہ وہ اپنی موت مر گئے۔ مگر اس دستاویز کے معنی اب کچھ سمجھ میں آسکتے ہیں کیونکہ فرعون کے اس لڑکے کی لاش ویرالجری میں مل گئی ہے۔

جس تابوت میں لڑکے کی لاش رکھی گئی ہے وہ بالکل سادہ ہے صرف سفید روغن اس پر چڑھا ہوا ہے اور کوئی تحریر اس پر موجود نہیں ہے۔ مصر میں لاش کو ممی کرنے سے پہلے آنتیں نکال کر پیٹ صاف کر دیا کرتے تھے مگر اس لاش کی آنتیں بھی نکالی نہیں گئی ہیں۔ لاش پر کچے شورے کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی ہے اور اس وجہ سے لاش دیکھنے میں بڑی گھناؤنی معلوم ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں مضبوط رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور اینٹھ بھی گئے ہیں گویا ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہے۔ پیٹ ابھرا ہوا ہے، معدہ آگے نکل کر گنبد بن گیا ہے اور سینہ اکڑا ہوا ہے۔ سر پشت کی طرف جھکا ہوا ہے اور چہرہ بہت ہی خوفناک بن گیا ہے۔ سمٹے ہوئے ہونٹ دانتوں کو دکھا رہے ہیں اور منہ اس طرح کھلا ہوا ہے جیسے آخری خوفناک چیخ اس سے نکل رہی ہو۔ لاش کی مجموعی حالت سے ثابت ہوتا ہے کہ موت سے پہلے ہی شاہزادے کو بہت سخت تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں اور شاید اُسے جیتا ہی دفن کر دیا گیا تھا! یاد رکھیے یہ سزا فرعون نے نہیں عدالت نے دی تھی اور یقیناً مصری قانون ہی کے مطابق دی ہوگی۔

مصر پر مہنت کی حکومت

رام سیس سوم کے حالات پڑھ کر ماننا پڑتا ہے کہ وہ مصر کو بیرونی خطروں سے بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اندرونی خطرے سے بچا نہ سکا۔ سازش کے واقعے کے بعد رام سیس نے اپنی حکومت کے تینتیسویں سال یہ کیا کہ تمام عہدہ داروں اور فوجی افسروں کو جمع کر کے اپنے اُس بیٹے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا جانشین قرار دیا جو تخت کا سب سے زیادہ حقدار تھا۔ سب سے قسم لی کہ اُس بیٹے سے ویسے ہی وفادار رہیں گے جیسے کہ رام سیس سوم کے وفادار رہے تھے۔ فرعون نے صرف وفاداری کا حلف ہی نہیں لیا بلکہ اپنے بیٹے کو عملی طور سے بھی اپنا جانشین بنا دیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے حکومت کے سب کاموں میں بیٹا بھی باپ کا شریک رہتا تھا۔ مگر فرعون رام سیس سوم کی یہ پیش بندی کام نہ آئی اور اُس کے خاندان کی حکومت کا اس کے بیٹے پر خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ مذکورہ انتظامات کے بعد رام سیس سوم صرف چار برس زندہ رہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی جلدی مر گیا۔ اس طرح اس شان دار خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

رام سیس سوم کے بیٹے کی حکومت کے زمانے میں مصر کے بت خانوں کے مہنت اور پجاری اور کاہن یعنی جادوگر وغیرہ بہت دولت مند ہو گئے تھے کیونکہ رام سیس سوم کا بیٹا بہت بودے عقیدے کا فرعون تھا۔ مندروں کے پجاریوں اور مہنتوں اور بُت خانے کے بتوں سے بہت ڈرتا تھا۔ اس نے اتنی زیادہ نذریں مندروں میں چڑھائیں اور مہنتوں، پجاریوں کو دیں کہ سارا شاہی خزانہ خالی ہو گیا اور مہنت اور پجاری مالا مال ہو گئے اور اسی دولت مندی کے بل پر شہر تھیبس کے بڑے مندر امن دیوتا کے بڑے مہنت نختو نے اپنی حکومت کی بنیاد رکھ دی۔ پہلے مہنت کا عہدہ موروثی نہیں ہوتا تھا مگر نختو نے یہ عہدہ موروثی بنوا لیا اور اپنے خاندان کے لیے مخصوص کرا لیا۔ بلکہ فرعون کو مجبور کر کے مہنت نختو نے اپنے بیٹے کی ولی عہدی بھی منظور کرا لی۔

نختو مہنت اور اس کے بیٹے کی عمریں بھی بہت بڑی ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے اپنی زندگی میں نو فرعونوں کو تخت پر بیٹھتے اور مرتے دیکھا اور عملی لحاظ سے حکومت درحقیقت نختو اور اس کے بیٹے ہی کی تھی سب فرعون برائے نام تھے۔

بے انتظامی

مہنت نختو اور اس کے بیٹے کا اختیار بہت بڑھ گیا اور فرعونوں کے اختیارات میں کمی ہو گئی تو سارے ملک مصر میں بے انتظامی اور بے امنی پھیل گئی اور ایسی ابتری پھیلی کہ شاہی مقبروں میں چوریاں ہونے لگیں۔ رام سیس چہارم نے بہت زیادہ کوشش کر کے شاہی مقبروں کے اندر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت کو محفوظ کرنے اور چوروں کے ہاتھ سے بچانے کی کوششیں کی مگر ان کو پوری طرح کامیابی نہیں ہوئی۔ صرف ایک مقبرہ بی بان الملوک رام سیس کے انتظامات سے محفوظ ہوا اور باقی سب غیر محفوظ رہے۔ یہاں تک کہ مہنت آدھے مُلک مصر کا بادشاہ بن گیا۔ ملک کے آدھے حصے میں رام سیس کی اولاد حکومت کرتی تھی اور آدھے حصے میں مہنت ہری ہر کی حکومت تھی۔

مہنت ہری ہر

تھیبس کے بڑے مندر امن دیوتا کے پجاری مہنت نحتو اور اُس کے بیٹے نے نو فرعونوں کا زمانہ دیکھ کر دنیا کو خیر باد کہا تو نحتو کا پوتا تھیبس کے بڑے مندر کا مہنت مقرر ہوا۔ مہنت ہری ہر کی بیوی فرعون کے خاندان کی تھی، اس لیے ہری ہر نے اپنی بیوی کے ذریعے پورے شاہی خاندان کو قابو میں کر لیا اور مصر کی وطنی فوجوں کا اور غیر ملک کی فوجوں کا بڑا سپہ سالار بھی بن گیا۔ مہنت ہری ہر نے اپنے القاب میں شہزادے حبش کا لفظ بھی شامل کر لیا اور اس نے اپنے اسٹیچو بھی کھڑے کرائے اور فرعونوں کی طرح اپنی یادگاریں بنوانی شروع کیں۔

شیشک کی حکومت

۹۴۷ ق م میں مصر نے پھر ایک سنبھالا لیا اور شیشک نام کے ایک شخص نے نئی زندگی حکومت میں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ شیشک مصر کے پڑوسی ملک لیبیا کا رہنے والا تھا۔ شیشک نے بہت سی غیر ملکی فوجیں بھرتی کر کے اپنی طاقت کو بڑھایا اور مصر کی پُرانی شہنشاہی کا پہلا سا دبدبہ قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے کئی دفعہ فلسطین کی یہودی حکومت پر چڑھائیاں کیں مگر ہمیشہ ان حملوں میں ناکام رہا۔ شیشک کے خاندان کی حکومت ایک سو برس تک قائم رہی۔ شیشک کا خاندان مصر کا بائیسواں خاندان کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مصر میں تیئسویں اور چوبیسویں خاندانوں کی حکومتیں قائم ہوئیں مگر ان دونوں خاندانوں نے ایسا کوئی کارنامہ نہیں دکھایا جس کی بنا پر تاریخ میں ان دونوں کو کوئی اہمیت دی جاتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشتا کی حکومت

ان دونوں خاندانوں کے ختم ہونے کے بعد پچیسواں خاندان ظاہر ہوا۔ اس کے بانی کا نام کشتا تھا جو ملک نوبہ اور حبش کی ملی جلی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ خاندان ۷۴۹ ق م میں مصر کے تخت پر قابض ہوا تھا مگر کشتا نے اور اس کے خاندان کے فرعونوں نے بھی کوئی ایسا بڑا کام نہیں کیا جس کی وجہ سے پچیسویں خاندان کا کوئی نمایاں تذکرہ تاریخ میں ہوتا۔

البتہ یہ چیز غور کے قابل ہے کہ مہنت ہری ہر کے بعد سے جتنے خاندان مصر پر قابض ہوئے اُن کے بانیوں کے نام بہت کچھ ہندوؤں کے قدیمی ناموں سے ملتے جلتے تھے۔ چنانچہ شیشک اور کشتا نام مثال میں پیش کیے جاسکتے ہیں کہ یہ دونوں ہندوؤں کے قدیمی ناموں سے کتنے زیادہ مشابہ تھے۔ اسی طرح رام سیس اول سے آخر تک جتنے فرعون رام سیس اول دوم سوم، چہارم ہوئے یہ سب کہنے کو تو فرعون کہلاتے تھے لیکن تاریخ میں رام سیس کے نام سے مشہور ہیں اور رام سیس ایک ایسا لفظ ہے جو ہندوستان کے مشہور اوتار رام جی سے بہت ملتا جلتا ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ مصر اور ہندوستان کے بادشاہوں کا ایک ہونا یا ان دونوں ملکوں کے تعلقات کا ایک ہونا مورخوں کی نظر میں بہت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوگا۔

عراقیوں کی غلامی

شیشک، کشتا اور مہنت ہری ہر کی حکومتوں کے زوال اور کمزوریوں نے مصری حکومت کو اس قدر ناتواں کر دیا تھا کہ آس پاس کے بادشاہوں میں حوصلے پیدا ہو رہے تھے کہ وہ مصر پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ کشتا خاندان کے آخری زمانے میں عراق کے بادشاہ اسار ہادون نے مصر پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ یہ بادشاہ استوریا خاندان کا مشہور اقبال مند بادشاہ تھا۔

۶۷۵ ق م میں اسار ہادون نے عراق سے بڑھ کر مصر کے شمال کی طرف حملہ کیا۔ اس وقت مصر پر حبشی خاندان کا بادشاہ تاہارکا حکومت کرتا تھا جس نے عراقی بادشاہ کا خوب مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ استوری بادشاہ ساہادون نے ملک مصر کا پورا شمالی حصہ فتح کر لیا لیکن فتح کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اپنے ملک عراق کو واپس چلا تو مصر کے بادشاہ تاہارکا سے عراقی فوجوں کا تعاقب کیا اور چاہا کہ عراقی تسلط کو شمالی مصر سے دور کر دے۔ یہ دیکھ کر اسارہادون اپنی عراقی فوجوں کو ساتھ لے کر پھر الٹا آیا اور تاہارکا کو سزا دینے کے لیے فوجیں آگے بڑھائیں۔ مگر قدرت کو یہ منظور تھا کہ ساہادون' اپنی قوم کی فتحیابی کو اپنی آنکھ سے دیکھتا یعنی وہ تاہارکا پر حملہ کرنے کے لیے فوجیں لے کر کچھ ہی دور چلا تھا کہ موت کا پیغام آ گیا اور وہ راستے ہی میں مر گیا۔ لیکن اسارہادون کے جرنیلوں نے بادشاہ کے مرنے کے بعد بھی ہمت نہ ہاری اور وہ برابر یلغار کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے شمالی مصر کو دوبارہ فتح کر لیا اور تاہارکا عراقیوں سے بالکل مغلوب ہو گیا۔ پھر بھی تاہارکا نچلا نہ بیٹھا اور اس نے عراقی حکام کے خلاف مصریوں سے سازشیں کرنی شروع کیں تاکہ غیر مصری عراقیوں کو مصر سے نکال دیا جائے۔

مگر اب بھی تاہاکار کی قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا اور اشوری فاتح کامیاب ہوئے۔ اس طرح انہوں نے غدر اور سازش کو دبا لیا۔

۶۶۳ ق م میں تاہارکا کے بھتیجے نے پھر اشوریوں کے خلاف بغاوت برپا کی مگر اس بغاوت کو بھی اشوریوں نے پوری کامیابی کے ساتھ دبا لیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ مصر والوں کی طاقت بہت کم ہو گئی تھی اور پھر عراقی اشوریوں نے مصریوں سے ان بغاوتوں کا بہت سخت بدلہ لیا۔ مصر کے پایہء تخت تھیبس کو بالکل تباہ کر کے اینٹ سے اینٹ بجا دی اور یہ مصر کا سب سے بڑا شہرہ آفاق تاریخی شہر جو مصر کی عظمتوں کا مرکز تھا ہمیشہ کے لیے مصر کی سرزمین سے نیست و نابود ہو گیا۔

عراقی وائسرائے نیچو

عراق کی اشوری قوم نے مصر فتح کرنے کے بعد وہاں اپنا ایک وائسرائے مقرر کیا تھا جس کا نام نیچو تھا۔ نیچو کے بعد اشوریوں نے نیچو کے لڑکے لیسامتک کو مصر کا وائسرائے بنایا اور یہ اجازت بھی دے دی کہ لیسامتک اپنا نام بدل لے اور اپنا لقب فرعون اختیار کر لے۔ اس طرح آخرکار اشوری قوم کی حکومت فرعون کے نام سے مصر میں قائم ہو گئی۔

لیسامتک جب پوری طرح مصر پر قابض ہو گیا اور مصریوں نے اس کو اپنا فرعون مان لیا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لسپا منک نے عراقی سلطنت کی نیابت چھوڑ دی اور ۶۵۱ ق م میں مصر کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ اشوری حکومت نے خیال کیا کہ سیاسی مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ لسپا منک خود مختار بن جائے۔ اس طرح مصری قوم یہ بھول جائے گی کہ لسپا منک اشوری اور عراقی ہے بلکہ وہ اس کو اپنا مصری بھائی سمجھنے لگیں۔ اس طرح اشوری قوم کی حکومت مصر میں قائم اور برقرار رہے گی۔

لسپا منک سے مصر کے بادشاہوں کا ۲۶واں خاندان شروع ہوا مگر لسپا منک نے ایک غلطی یہ کی تھی کہ بہت سے یونانیوں کو مصر میں آباد ہو جانے کی اجازت دے دی تھی اور اپنی فوج میں بھی بہت سے یونانی سپاہی بھرتی کر لیے تھے جس کو مصری قوم بہت ناپسند کرتی تھی۔

اس خاندان کے تیسرے فرعون ہفرا سے مصر کے باشندے بہت ناراض تھے کیونکہ اس نے یونانیوں کو بڑے بڑے عہدے دے دیے تھے اور یونانیوں کا مصر میں بہت زیادہ اثر ہو گیا تھا۔

اماسس کا خروج

اس عام ناراضی کے سہارے مصر کے ایک معمولی خاندان کے سپہ سالار اماسس نے بغاوت کی اور سخت خونریزی کے بعد اماسس مصر کے تخت و تاج کا مالک بن گیا اور ۴۴ برس تک مصر اماسس کی حکومت میں بہت امن اور خوشحالی کی زندگی گزارتا رہا۔ اس زمانے میں نہ کوئی بغاوت مصر میں ہوئی اور نہ کسی بیرونی دشمن نے مصر پر حملہ کیا۔

کمبوجیہ کا حملہ

آخر ۵۲۵ ق م میں ایران کے آتش پرست شہنشاہ کمبوجیہ نے مصر پر حملہ کیا اور پورا مصر فتح کر لیا۔ عموماً یہ سب پادشاہ محض نام کا مذہب رکھتے تھے ورنہ وقت پر جیسی ضرورت پڑتی تھی ویسا ہی مذہب اختیار کر لیتے تھے۔ چنانچہ ایران کے زرتشتی مذہب رکھنے والے آتش پرست شہنشاہ کمبوجیہ نے بھی مصر پر قابض ہو جانے کے بعد اپنا لقب فرعون اختیار کر لیا اور مصری بن گیا۔

کمبوجیہ کے باپ سیروس نے بھی عراق کا پایہ تخت بابل فتح کرنے کے بعد بابل والوں کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔

شہنشاہ ایران کمبوجیہ نے مصر پر قبضہ کرنے کے بعد ۲۷ویں خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریت کا عذاب

جب کمبوجیہ مصر کا فرعون بن چکا اور اس کی حکومت خوب مضبوط ہو گئی تو اُس نے مصر کے پڑوسی ملک نوبیہ کو فتح کرنے کے لیے ایک بہت بڑی جرار فوج تیار کی اور اس فوج کو بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ روانہ کیا مگر راستے میں فوج کو ایک طوفان کا مقابلہ پیش آیا اور اس طوفان نے ریگستان نوبیہ کی ریت کے ٹیلوں کو ایسا اڑایا کہ ساری فوج ریت کے ٹیلوں میں دب گئی اور ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا۔ سب ریت میں دب کر فنا ہو گئے۔

یہ خبر شہنشاہ کمبوجیہ کو مصر میں پہنچی تو وہ صدمے سے دیوانہ ہو گیا اور جنون کے جوش میں اُس نے کہا کہ مصر کے دیوتا بہت بُرے ہیں۔ اُنھوں نے میری فوج کی کچھ مدد نہیں کی۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ سب مندروں کو ڈھا دیں اور سب بتوں کو توڑ ڈالو، فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی مگر اس سے مصری قوم کمبوجیہ کے خلاف ہو گئی اور اگر کمبوجیہ کچھ دن اور زندہ رہتا تو یقیناً اس کے خلاف ایک عام بغاوت برپا ہو جاتی۔

آخر کمبوجیہ مر گیا اور اس کے بھتیجے داریوش نے ۵۲۲ ق م میں تخت نشین ہو کر مصری فرعونوں کے سب القاب اختیار کر لیے اور مصر کے ٹوٹے ہوئے مندروں کو از سر نو بنوایا۔ اس نے بُت بھی بنوائے اور اس طرح دوبارہ مصری عقائد کے بموجب عبادت جاری ہو گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایناریس کی بغاوت

460 ق م میں مصریوں نے ایران کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی آزادی کی لڑائی کے لیے یونان سے مدد مانگی۔ یونان نے اپنا بحری بیڑہ مصریوں کی مدد کے لیے بھیج دیا جس نے مصر کا مشہور شہر ممفس فتح کر لیا مگر جنگی قلعہ ہاتھ نہ آ سکا اور یونانی بیڑہ خود محصور ہو گیا۔ کوئی کمک بھی یونان سے نہ آ سکی۔ تاہم تین سال تک یونانی اور مصری ایرانیوں سے ایناریس کی لیڈری اور بادشاہی میں لڑتے رہے اور اس طرح ایناریس کی حکومت مصر میں 6 برس تک رہی اور اس دور کو مصری حکومت کا 28 واں خاندان کہتے ہیں۔

آخر کار ایرانیوں نے یونانیوں اور مصریوں کو پوری شکست دی اور دوبارہ مصر کے حکمران بن گئے۔

اس کے بعد مصر میں دو خاندان اور ہوئے 29 واں اور 30 واں مگر ان دونوں خاندانوں کی حکومت برائے نام تھی اور اس قابل نہ تھی جس کا ذکر تاریخ میں کوئی نمایاں جگہ حاصل کر سکتا۔

ہیکسوس اور بنی اسرائیل

یہ بات مصری بادشاہوں کے تاریخی حالات میں بیان ہو چکی ہے کہ مصر کے بادشاہوں میں ایک خاندان ہیکسوس بھی تھا اور یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ ہیکسوس خاندان عرب سے آیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ عرب نسل کے ہیکوس حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں تھے اور حضرت ابراہیمؑ پیغمبر کے دو بیٹے تھے، ایک اسحٰقؑ اور دوسرے اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ کی اولاد فلسطین، کنعان اور شام میں آباد تھی جبکہ اسمٰعیلؑ کی اولاد عرب میں آباد تھی۔

اب یہ بتانا ہے کہ مصر میں بنی اسرائیلؑ یعنی یہودی کیوں کر پہنچے۔

تاریخی کتابوں اور آسمانی کتاب توریت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت یعقوبؑ پیغمبر تھے جو اپنی اولاد سمیت کنعان فلسطین میں رہتے تھے اور ان کے 12 بیٹے تھے۔ ان بارہ میں 2 بیٹے ایک ماں سے تھے ایک کا نام یوسف تھا دوسرے کا نام بن یامین تھا۔ حضرت یعقوبؑ انسانی فطرت کے بموجب ان چھوٹے لڑکوں سے بہت محبت کرتے تھے جس سے بقیہ دس بھائیوں کو حسد ہوتا تھا۔ ایک دن ان بھائیوں نے مشورہ کیا کہ یوسف کو قتل کر دینا چاہئے تا کہ باپ کی محبت ہم سب بھائیوں کے لیے محدود ہو جائے۔ چنانچہ یہ سب بھائی شکار کے بہانے سے یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئے اور وہاں حضرت یوسفؑ کو ایک اندھیرے کنویں میں ڈال دیا۔ وہ حضرت یوسفؑ کے کرتے پر بناوٹی خون لگا کر باپ کے پاس آئے اور کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوبؑ رات دن یوسف کی یاد میں روتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔

جب حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کو کنویں میں ڈال کر چلے گئے تو سوداگروں کا ایک قافلہ وہاں آیا اور انہوں نے کنویں سے پانی بھرنا چاہا تو وہاں حضرت یوسفؑ نظر آئے۔ سوداگروں نے ان کو کنویں سے نکالا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت یوسفؑ بہت خوبصورت تھے۔ ان کو مصر کے وزیر اعظم نے خرید لیا اور اپنی بیوی زلیخا کی خدمت گاری کے لیے دے دیا۔ جب حضرت یوسف جوان ہوئے تو زلیخا ان پر عاشق ہو گئیں۔ حضرت یوسفؑ زلیخا سے بچتے تھے اور زلیخا ان کی گرویدہ تھیں۔ اس کا چرچا مصری امیروں کی عورتوں میں ہوا اور سب عورتیں جمع ہو کر زلیخا کے پاس آئیں اور انہوں نے کہا تو وزیر اعظم کی بیوی ہے اور یہ بات تیری عزت کے خلاف ہے کہ تو اپنے غلام پر عاشق ہو گئی ہے۔ زلیخا نے جواب دیا تم نے یوسف کو دیکھا نہیں ہے، اگر تم اس کو دیکھ لو گی تو مان جاؤ گی کہ میری محبت واجبی ہے، غلط نہیں ہے۔ یہ کہہ کر زلیخا نے کچھ پھل عورتوں کے سامنے رکھے اور چھریاں بھی رکھیں کہ پھل چھیلو اور کھاؤ۔ وہ عورتیں پھل چھیل چھیل کر کھانے لگیں۔ یکا یک زلیخا نے یوسفؑ کو اشارہ کیا کہ وہ پردے کے اندر آ جائیں۔ یوسفؑ پردہ ہٹا کر اندر آ گئے۔ مصری عورتوں نے جوں ہی یوسفؑ کو دیکھا وہ ان کے حسن سے ایسی مبہوت ہوئیں کہ سب نے پھل چھیلتے چھیلتے چھریوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور زلیخا سے کہا تو سچی ہے یہ شخص آدمی نہیں فرشتہ ہے۔

رفتہ رفتہ حضرت یوسفؑ اور زلیخا کی محبت کا چرچا بڑھ گیا تو زلیخا کے شوہر عزیز مصر نے حضرت یوسفؑ کو جیل خانے میں قید کر دیا، جہاں وہ کئی سال قید رہے۔

جیل خانے میں دو قیدیوں نے خواب دیکھا، ان میں ایک قیدی بادشاہ مصر فرعون کا ساقی تھا اور دوسرا قیدی باورچی تھا۔ باورچی نے خواب دیکھا کہ اس کے سر پر کھانے کا خوان ہے اور چیلیں اس کھانے پر جھپٹے مار رہی ہیں اور ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ فرعون کو شراب پلا رہا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے باورچی کو تعبیر دی کہ تجھ کو سولی دی جائے گی اور تیرا گوشت چیلیں کھائیں گی اور ساقی کو تعبیر دی کہ تو اپنی نوکری پر بحال ہو جائے گا اور یہ بھی کہا کہ جب تو بادشاہ کے سامنے جائے تو اس سے میرا حال کہیو کہ مجھ کو بے خطا قید کیا گیا ہے۔ جب یہ دونوں قیدی رہا ہوئے اور ساقی فرعون کا مصاحب بن گیا تو وہ حضرت یوسفؑ کی نسبت سفارش کرنی بھول گیا۔ ایک سال کے بعد فرعون نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں ہیں۔ یہ سات دبلی گائیں موٹی گایوں کو کھا گئی ہیں۔ فرعون نے یہ خواب اپنے درباریوں کے سامنے بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ کوئی اس خواب کی تعبیر نہ دے سکا تو ساقی کو حضرت یوسفؑ کی تعبیر یاد آ گئی اور اس وقت اس نے فرعون سے کہا کہ ایک یہودی قید خانے میں ہے جو خوابوں کی بہت اچھی تعبیر دیتا ہے۔ فرعون نے حضرت یوسفؑ کو قید خانے سے بلایا اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی سات برس تک بہت اچھا سماں رہے گا اور اس کے بعد سات برس تک کال پڑے گا اور ارزانی کے زمانے کا غلہ کال کے زمانے میں خرچ ہوگا۔ فرعون اس تعبیر سے بہت خوش ہوا اور اس نے زلیخا کے شوہر عزیز کو معزول کر کے حضرت یوسفؑ کو اپنا وزیر اعظم بنایا۔

حضرت یوسفؑ جس فرعون کے وزیر بنے تھے وہ ہیکسوس نسل کا عرب تھا۔ یعنی بادشاہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے تھا اور وزیر سیدنا یوسفؑ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سے تھے۔

ارزانی کے سات برس میں حضرت یوسفؑ نے لاکھوں من غلے کے انبار جمع کر لیے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کال پڑا تو وہ غلہ مصر میں سستے بھاؤ دینے لگے۔ مصر کے باہر سے بھی بہت سے لوگ غلہ لینے آتے تھے۔ یہ کال فلسطین میں بھی پڑا تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے بھی اپنے دس بیٹوں کو کچھ نقدی دے کر بھیجا کہ وہ مصر سے غلہ لے کر آئیں۔ چنانچہ یہ دس بھائی جب حضرت یوسفؑ کے سامنے آئے تو حضرت یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا مگر ان بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو نہ پہچانا۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہمارے ملک میں کال پڑا ہے اور ہمارے باپ نے ہم کو غلہ خریدنے کے لیے بھیجا ہے۔ یوسفؑ نے پوچھا تم کتنے بھائی ہو؟ جواب دیا ہم بارہ بھائی تھے ایک مر گیا اور ایک باپ کے پاس ہے اور دس ہم یہاں آئے ہیں۔ یوسف نے کہا تم جھوٹے ہو، تم غلہ لینے نہیں آئے ہو بلکہ تم جاسوس ہو اور ہمارے ملک کا بھید لینے آئے ہو۔ میں تم کو قید کر کے تحقیقات کروں گا۔ بھائیوں نے ہر چند قسمیں کھائیں مگر حضرت یوسفؑ نہ مانے اور ان بھائیوں کو قید کر دیا۔ تین دن کے بعد ان سب کو پھر سامنے بلایا اور کہا تم میں سے ایک یہاں رہے اور باقی سب اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو میرے پاس بھیج دے۔ اگر تم جاسوس نہیں ہو تو جب اپنے بھائی کو لاؤ گے تو ثابت ہو جائے گا کہ تم سچے ہو۔ اس وقت میں تمہارے اس بھائی کو چھوڑ دوں گا جو میرے پاس قید رہے گا۔

اس کے بعد ان سب کے بورے غلے سے بھر دیئے اور خفیہ طور پر اپنے داروغہ سے کہہ دیا کہ جو نقدی یہ لوگ لائے ہیں وہ نقدی ان کے بوروں کے اندر رکھ دی جائے۔

جب یہ لوگ حضرت یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا تو حضرت یعقوبؑ بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا تم نے اپنے چھوٹے بھائی کا ذکر ہی کیوں کیا۔

اس کا ایک بھائی تمہاری غفلت کے سبب مر گیا ہے اب اس دوسرے بھائی کو بھی لے جاؤ گے تو میں تو بن آئی مر جاؤں گا۔ اس بڑھاپے میں مجھے کیوں ستاتے ہو۔ لڑکوں نے جواب دیا ہم بے خطا ہیں۔ ہم پر جاسوس ہونے کا شبہ کیا گیا تھا۔ ہمارے ایک بھائی کو یرغمال کے طور پر مصر میں روک لیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد جب بوروں سے غلہ نکالا گیا اور ان کی نقدی ان کے بوروں کے اندر سے نکلی تو سب بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا اے باپ یہ نقدی واپس آ گئی ہے۔ شاید اس میں کچھ بھول ہوئی ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا تم پھر جاؤ اور یہ نقدی بھی لے جاؤ اور دوسرا غلہ لانے کے لیے اور نقدی لے جاؤ اور وزیر کے لیے فلسطین کا شہد اور روغن بلسان اور زیتون وغیرہ تحائف بھی لے جاؤ۔ چنانچہ یہ سب لوگ حضرت یوسفؑ کے پاس دوبارہ پہنچے اور حضرت یوسفؑ نے جب اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا تو ان کو رونا آ گیا اور وہ سب کے سامنے سے اٹھ کر خلوت خانے میں چلے گئے اور وہاں روئے اور اپنا منہ دھو کر پھر سب کے سامنے آ گئے اور انہوں نے پوچھا کیا تمہارا باپ ابھی زندہ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں وہ ابھی زندہ ہے۔ تب حضرت یوسفؑ نے اپنے داروغہ کو حکم دیا کہ کچھ ذبح کرو اور کھانا تیار کراؤ۔ آج یہ سب لوگ میرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔

جب داروغہ یوسفؑ کے بھائیوں کو یوسفؑ کے گھر میں لایا تو وہ ڈرے کہ یہ ہم کو قید کرنے کا بہانہ ہے۔

اس لیے انہوں نے داروغہ سے کہا کہ جب ہم پہلی دفعہ غلہ لینے کو آئے تھے تو کسی غلطی کے سبب وہ نقدی ہمارے بوروں میں واپس چلی گئی تھی اب ہم وہ نقدی بھی لائے ہیں اور آئندہ کی خریداری کے لیے بھی نقدی لائے ہیں۔ داروغہ نے کہا تمہاری سلامتی ہو تمہاری پہلی نقدی مجھے مل گئی تھی، تم اس کا فکر نہ کرو۔ اس کے بعد داروغہ شمعون کو ان کے پاس لایا جو قید میں تھا۔

پاؤں دھونے کا پانی

جب حضرت یوسفؑ دفتر سے اپنے گھر میں آئے تو انہوں نے داروغہ کو حکم دیا کہ پانی لاؤ تاکہ مصر کے دستور کے موافق پہلے مہمانوں کے پاؤں دھوئے جائیں۔

اس رسم سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح ہندوؤں کے ہاں مہمانوں کے پاؤں دھلوانے کی رسم ہے اسی طرح مصریوں میں بھی یہ رسم تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توریت کی عبارت

اب میں آگے کا قصہ توریت سے نقل کرتا ہوں اور اپنی زبان کی مداخلت نہیں کرتا۔ توریت میں یہ عبارت ہے۔

جب یوسفؑ گھر میں آیا تو اس کے بھائی وہ ہدیہ لائے جو کنعان سے ساتھ آیا تھا اور سجدے کے لیے زمین پر گرے۔ اس نے ان سے خیریت پوچھی اور کہا تمہارا باپ اچھی طرح سے تو ہے؟ وہ بوڑھا جس کا ذکر تم نے کیا تھا، اب تک جیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تیرا چاکر ہمارا باپ، تندرست ہے زندہ ہے، پھر انہوں نے سر جھکائے اور سجدے کیے۔ پھر اس نے اپنے بھائی بن یامین کو دیکھا اور کہا کہ تمہارا چھوٹا بھائی جس کا ذکر تم نے مجھ سے کیا تھا یہی ہے؟ پھر کہا اے میرے فرزند خدا تجھ پر مہربان رہے تب یوسفؑ نے جلدی کی۔ کیونکہ اس کا جی اپنے بھائی کے لیے بھر آیا اور چاہا کہ روئے۔ وہ خلوت میں گیا اور رویا، پھر اپنا منہ دھویا اور باہر نکلا اور فرمایا کہ کھانا چنو۔ نوکروں نے اس کے لیے الگ اور ان کے لیے جدا اور مصریوں کے لیے جو ان کے ساتھ کھاتے تھے علیحدہ چنا۔ اس لیے کہ مصر کے لوگ عبرانیوں کے ساتھ کھانا کھانا مکروہ جانتے ہیں۔

نوٹ: غور کیجیے مصریوں میں بھی چھوت چھات تھی۔ وہ عبرانیوں کو پردیسی ہونے کی وجہ سے چھوت سمجھتے تھے۔ اسی لیے ان کے ساتھ کھا نہیں سکتے تھے۔ ہندو بھی اسی چھوت چھات میں مبتلا ہیں۔

توراۃ میں لکھا ہے کہ کھانے کے بعد حضرت یوسفؑ نے اپنے گھر کے داروغہ کو حکم دیا کہ ان آدمیوں کے بوروں کو غلے سے جتنا کہ وہ لے جا سکیں بھر اور ہر شخص کی نقدی اس کے بورے کے اندر ڈال دے اور میرا چاندی کا پیالہ چھوٹے بھائی کے بورے میں اس کے غلے کی قیمت سمیت رکھ دے۔ یہی کیا گیا اور جب صبح وہ سب اپنے گدھے لے کر چلے اور شہر سے تھوڑی دور گئے تو یوسفؑ نے اپنے داروغہ سے کہا اٹھ اور ان لوگوں کا پیچھا کر اور ان سے کہنا تم نے کس لیے نیکی کے عوض یہ بدی کی؟ کیا یہ پیالہ وہ نہیں ہے جس میں میرا خداوند پیتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ تم نے یہ بُرا کام کیا ہے۔

جب داروغہ نے ان سے یہ کہا تو وہ (تعجب سے) کہنے لگے ہمارا خداوند ایسی باتیں کیوں کہتا ہے؟ خدا نہ کرے تیرے چاکر ایسا کام کریں۔ دیکھ وہ نقدی جو ہم نے اپنے بوروں میں پائی تھی کنعان سے تیرے پاس پھیر لائے تھے۔ پس کیوں کر ہوگا کہ ہم نے تیرے خداوند کے گھر سے روپیہ یا سونا چرایا ہو۔ تیرے چاکروں میں وہ جس کے پاس نکلے مار ڈال اور ہم بھی اپنے خداوند کے غلام ہوں گے۔ اس نے کہا کہ تمہاری باتوں کے موافق ہوگا۔ جس کے پاس سے وہ نکلے میرا غلام ہوگا اور تم بے گناہ ٹھہرو گے۔ تب ہر ایک نے اپنا بورا کھولا اور پیالہ بن یامین کے بورے میں پایا۔ تب انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑے اور شہر کولوٹ پڑے۔

''تب وہ یوسفؑ کے گھر آئے اور اس کے آگے زمین پر گرے۔ یوسفؑ نے ان سے کہا تم نے یہ کیسا کام کیا؟ یہودا (ایک بھائی) بولا، ہم اپنے خداوند سے کیا کہیں اور کیونکر اپنے تئیں پاک ٹھہرائیں؟ اب ہم اور وہ بھی جس کے پاس سے پیالہ نکلا، اپنے خداوند کے غلام ہیں۔ یوسفؑ نے کہا خدا نہ کرے کہ میں ایسا کروں۔ بس وہ شخص جس کے پاس پیالہ نکلا ہے میرا غلام ہوگا۔

اس پر یہودا نے ایک لمبی تقریر کی اور حضرت یوسفؑ کو یاد دلایا کہ جب پہلی دفعہ وہ آئے تھے تو کیا باتیں ہوئی تھیں اور چھوٹے بھائی کے بھی لانے کا کس طرح مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے اس بیٹے کو بھیجنے سے کیسی سختی سے انکار کیا تھا مگر مجبوراً بھیجنا پڑا۔

اس کے بعد توراۃ کی روایت ہے کہ یہودا نے کہا ''پس اگر میں تیرا چاکر اپنے باپ کے پاس جاؤں اور وہ جوان ساتھ نہ ہو تو میرا باپ ضرور مر جائے گا اور تیرے چاکر تیرے نوکر اپنے باپ کے بڑھاپے کے بالوں کو غم کے ساتھ قبر میں اتاریں گے...... اس لیے اب مجھے اجازت دے کہ تیرا چاکر، جوان کے بدلے اپنے خداوند کی غلامی میں رہے اور جوان کو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بھائیوں کے ساتھ جانے دے۔ کیونکہ میں اپنے باپ کے پاس کیونکر جاؤں اگر جوان میرے ساتھ نہ ہووے کہ جو مصیبت میرے باپ پر پڑے میں اسے دیکھوں"۔

تب یوسفؑ اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا اور چلایا درباریوں کو باہر کر دو۔ جب تنہائی ہو گئی تو یوسفؑ نے اپنے آپ کو اپنے بھائیوں پر ظاہر کیا اور وہ چلا کے رویا اور یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ میں یوسفؑ ہوں۔ آیا میرا باپ ابھی تک جیتا ہے؟ اس کے بھائی اسے جواب نہ دے سکے کیونکہ اس کے حضور گھبرا گئے۔ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے نزدیک آؤ۔ وہ بولا، میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں جس کو تم نے مصر میں بیچا۔ سو اس لیے اپنے دلوں میں دق نہ ہو کیونکہ خدا نے جانوں کو بچانے کے لیے مجھے تم سے آگے بھیجا اور مصر کی ساری سرزمین کا مجھے حاکم بنا دیا۔ تم جلدی کرو اور میرے پاس سے جا کر باپ سے کہو تیرا بیٹا یوسف کہتا ہے کہ مجھ پاس چلا آ، دیر مت کر اور تو جشن کی زمین میں رہے گا، تو بھی اور تیرے لڑکے بھی اور تیرے سب کہنے والے بھی اور میں تیری پرورش کروں گا۔ اور تم میرے باپ سے میری ساری شوکت کا جو مصر میں ہے اور اس سب کا جو تم نے دیکھا ہے ذکر کیجیو۔ پھر وہ اپنے بھائی بن یامین کے گلے لگ کے رویا اور اس نے اپنے سب بھائیوں کو چوما اور ان سے مل کے رویا اور اس کے بعد اس کے بھائی اس سے باتیں کرنے لگے"۔

حضرت یعقوبؑ کا مصر میں آنا

حضرت یعقوبؑ ہی کو اسرائیل کہتے ہیں اور ان کی اولاد سے جو قوم پیدا ہوئی بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ یہودی بھی اسی قوم کا نام ہے۔ اب سنیے توراۃ، حضرت یعقوبؑ کا مصر میں آنا کس طرح بیان کرتی ہے۔

"فرعون کے گھر میں یہ ذکر سنا گیا کہ یوسفؑ کے بھائی آئے ہیں اور اس سے فرعون اور اس کے چاکر بہت خوش ہوئے اور فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مصر کی گاڑیاں کر دے اور وہ اپنے باپ کو اور سب چیزوں کو کنعان سے مصر میں لے آئیں۔ اپنے اسباب کا کچھ افسوس نہ کریں کیونکہ مصر کی ساری زمین کی خوشی ان کے لیے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے فرزندوں نے یہی کیا۔ یوسفؑ نے انہیں گاڑیاں اور سوغاتیں دیں اور کنعان پہنچ کر انہوں نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا کہ یوسفؑ اب تک جیتا ہے اور سارے مصر کا حاکم ہے۔ یعقوبؑ کا دل سُنسنا گیا اور بولا، یہ بس ہے کہ میرا بیٹا، یوسفؑ اب تک جیتا ہے۔ میں جاؤں گا اور مرنے سے پہلے اسے دیکھوں گا۔

اس کے بعد توراۃ نے حضرت یعقوبؑ کے سفر کا حال لکھا ہے کہ جب وہ مصر میں داخل ہوئے تو یوسفؑ نے اپنی گاڑی تیار کی اور اپنے باپ اسرائیلؑ کے استقبال کو چلا۔ اس کے سامنے حاضر ہوا۔ اس کے گلے لپٹا اور دیر تک رویا۔ تب اسرائیلؑ نے یوسفؑ سے کہا اب مجھے مرنا خوش ہے کہ میں نے تیرا منہ دیکھا کہ تو ابھی جیتا ہے۔

پھر یوسفؑ نے جا کر فرعون سے کہا کہ میرا باپ اور میرے بھائی اور ان کے گلے کنعان سے آ گئے ہیں اور جشن کی زمین میں ہیں اور اس نے اپنے بھائیوں میں سے پانچ کو فرعون کے سامنے حاضر کیا...... تب فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ مصر کی زمین تیرے آگے ہے۔ اپنے باپ اور بھائیوں کو اس سرزمین پر ایک مقام میں جو سب سے اچھی ہے رکھ۔ جشن کی زمین میں انہیں رہنے دے اور اگر تو جانتا ہے کہ ان میں سے بعض چالاک ہیں تو ان کو میرے مواشی پر مختار کر۔

تب یوسفؑ نے اپنے باپ یعقوبؑ کو اندر بلایا اور اسے فرعون کے سامنے حاضر کیا اور یعقوبؑ نے فرعون کے حق میں دعائے خیر کی۔ فرعون نے یعقوبؑ سے پوچھا کہ تیری عمر کے برس کی ہے؟ یعقوبؑ نے جواب دیا کہ میری مسافرت کے دنوں کے برس 130 برس ہیں اور میری زندگی کے برس تھوڑے اور بُرے ہوئے اور وہ میرے باپ دادوں کی زندگی کے برسوں کو نہ پہنچے۔ پھر یعقوبؑ فرعون کے لیے دعائے خیر کر کے فرعون کے حضور سے باہر گیا (توراۃ کتاب پیدائش)۔

اس عزت اور دھوم سے بنی اسرائیل مصر میں آئے تھے یا بلائے گئے تھے لیکن نکلے بڑے دکھ جھیل کر اور بھیانک خطروں سے گھر کر، ایسا کیوں ہوا؟ سنیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کی بپتا

مصر کے فرعونوں کی عظیم الشان فتوحات اگر مصر کے لیے ان گنت بڑائیوں اور دنیاوی فائدوں کا سبب بنیں تو ان سے مصر کو ایسا نقصان بھی پہنچا کہ آخر آزادی و خودمختاری کی نعمت ہی اس سے چھن گئی۔

ہر فرعون جب میدان جیت کے واپس آتا تھا تو اپنے ساتھ ہزاروں غلام بھی ہارے ہوئے ملکوں سے لاتا تھا۔ مدتوں یہ تانتا بندھا رہا اور مصر میں پردیسی غلاموں کی نسل بہت بڑھ گئی۔ ہیکسوس نے مصر کو بڑی آسانی سے اس لیے بھی فتح کر لیا تھا کہ یہ غلام اپنے مصری مالکوں سے جلے ہوئے تھے اور ہر پردیسی حملہ آور کا اس امید پر خیر مقدم کرنے کے لیے آمادہ رہتے تھے کہ وہ انہیں مصری آقاؤں سے چھٹکارا دلا دے گا۔

توراۃ کی روایت کے مطابق بنی اسرائیل بڑھتے بڑھتے مصر میں چھ لاکھ تک پہنچ گئے تھے۔ مصر جیسے چھوٹے ملک میں ایک پردیسی قوم کا اتنا زیادہ ہو جانا واقعی ایک بڑا خطرہ تھا۔ اگر بنی اسرائیل اپنی قومیت چھوڑ کر مصری بن گئے ہوتے تو ان سے زیادہ ڈر نہ ہوتا لیکن وہ اپنی قومیت پر جمے ہوئے تھے اور مصری رنگ میں رنگ جانے سے قطعی انکار کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر فرعون کو بڑا فکر ہوا اور اس نے بنی اسرائیل کے خطرے کا تدارک کرنا چاہا۔ توراۃ کی روایت ہے کہ فرعون نے اپنے درباریوں کو جمع کیا اور ان سے کہا۔

دیکھو بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ ہیں اور قوی تر ہیں۔ آؤ ہم ان سے دانشمندانہ معاملہ کریں ایسا نہ ہو کہ جب وہ اور زیادہ ہوں اور جنگ پڑے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل جائیں اور ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جائیں۔ (خروج باب اول)۔

وہ "دانشمندانہ" معاملہ کیا تھا جو فرعون نے بنی اسرائیل سے کیا؟

فرعون نے انہیں غلام بنا ڈالا، اور ان پر اتنی زیادہ محنت و مشقت کا بوجھ ڈال دیا کہ وہ چیخ اٹھے تھے۔ توراۃ کا بیان ہے کہ فرعون بنی اسرائیل سے اپنی عمارتوں کے لیے اینٹیں تھپواتا تھا اور انہوں نے اس کے لیے دو شہر پتوم اور رام سیس بنائے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب فرعون نے دیکھا کہ اسرائیلی سخت سے سخت محنت کرنے پر بھی گھٹتے نہیں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں تو اس نے ایک اور راستہ اختیار کیا اور حکم دے دیا کہ اسرائیلیوں کے لڑکے پیدا ہوتے ہی مار ڈالے جائیں اور صرف لڑکیاں جیتی رہنے دی جائیں۔

فرعون موسیٰ کون تھا؟

فرعون موسیٰ کے بارے میں مورخوں کا اختلاف ہے۔ اکثر مورخ منفتاح کو فرعون موسیٰ بتاتے ہیں اور بعض اس سے انکار کرتے ہیں۔ مورخوں میں اختلاف اس لیے پڑ گیا ہے کہ انہوں نے ایک ہی فرعون کے زمانے میں حضرت موسیٰ کی پیدائش اور بنی اسرائیل کا مصر سے خروج فرض کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی فرعون کے زمانے میں پیش نہیں آ سکتے تھے۔ مورخوں میں اختلاف پڑ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود آسمانی کتابوں میں بھی اختلاف ہے۔ توراۃ کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی بہن نے دریائے نیل سے نکالا اور اپنا بیٹا بنایا تھا لیکن قرآن فرماتا ہے کہ وہ فرعون کی بیوی تھی نہ کہ بیٹی۔ قرآن کے اس ارشاد کے مطابق منفتاح فرعون موسیٰ تو ٹھہر جاتا ہے کیونکہ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ مگر مشکل یہ آ پڑتی ہے کہ توراۃ کی روایت کے بموجب حضرت موسیٰ فرعون کے مقابلے پر جب کھڑے ہوئے تو 80 برس کے تھے۔ اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے تو حضرت موسیٰ اور منفتاح تقریباً ہم عمر ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں منفتاح فرعون موسیٰ نہیں ہو سکتا۔

لیکن جس طور پر تحقیق کی گئی ہے اس میں اس قسم کی کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی اور معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ فرعون رامسیس دوم کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اور اسی فرعون کی بیوی نے انہیں لڑکا بنانا چاہا تھا یا بنا لیا تھا۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو لڑکا بنانے کی ضرورت کیا تھی؟ جبکہ رامسیس کے بہت کثرت سے اولاد تھی؟ جواب یہ ہے کہ خود فرعون نے نہیں بلکہ اس کی بیوی کی یہ خواہش تھی۔ رامسیس نے بہت لمبی عمر پائی اور بہت سی شادیاں کیں۔ بڑھاپے کی آخری شادی زیادہ محبوب ہوا کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے آخری بیوی سے بوڑھے فرعون کے کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جوان ملکہ کے دل کو اولاد کا ارمان ستاتا رہا۔ حضرت موسیٰ کے بھولے اور خوبصورت مکھڑے کو دیکھ کر بے قرار ہو گئی اور انہیں اپنا بیٹا بنانے پر تُل گئی۔

رامسیس دوم کے زمانے میں حضرت موسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔ اسی فرعون نے بنی اسرائیل پر تشدد شروع کیا تھا اور ان کی پاتھی ہوئی اینٹوں سے اپنے دو شہر بنائے تھے۔ پھر توراۃ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب مدین میں اپنے خسر حضرت شعیبؑ کے ساتھ رہتے تھے تو مصر کا بادشاہ مر گیا تھا اور نیا فرعون اس کی جگہ پر آ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس فرعون سے حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ ہوا وہ ان کی پیدائش کے وقت کا فرعون نہیں تھا۔

منفتاح ہی فرعون موسیٰؑ تھا؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ منفتاح کے فرعون موسیٰ ہونے کی دلیل کیا ہے؟ اس کی ایک نہیں چار دلیلیں ہیں۔

1- سکندر اعظم کے وقت سے آج تک یہی مشہور چلا آتا ہے کہ منفتاح فرعون موسیٰ تھا۔ یہ شہرت خود ایک بڑی دلیل ہے۔

2- کسی دوسرے فرعون کے بارے میں دعویٰ نہیں کیا گیا کہ بنی اسرائیل کا واقعہ اس کے وقت میں پیش آیا۔ ایک دو نام جو مورخوں نے پیش کیے ہیں محض نام ہی ہیں ان کے ساتھ کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

3- اگر منفتاح کو فرعون موسیٰؑ نہ مانا جائے تو توراۃ کی بتائی ہوئی تاریخ غلط ہو جاتی ہے۔ توراۃ کہتی ہے کہ حضرت یوسفؑ کے زمانے سے خروج تک بنی اسرائیل مصر میں چار سو تیس برس رہے۔ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت یوسفؑ کسی ہیکسوس فرعون کے زمانے میں مصر آئے تھے۔ ہیکسوس نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے اٹھارہ سو برس پہلے مصر فتح کیا تھا۔ منفتاح 1215 ق م میں ہلاک ہوا ہے۔ یعنی ہیکسوس کی فتح سے منفتاح کی موت تک پانچ سو پچاسی برس ہوتے ہیں۔ توراۃ یہ بھی بتاتی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ پانچ سو پچاسی میں سے یہ مدت کم کر دیجیے تو چار سو پچھتر برس رہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ یعنی توراۃ کی روایت کے بموجب پینتالیس برس کا فرق پڑتا ہے مگر ظاہر ہے حضرت یوسفؑ ہیکسوس کے ساتھ مصر میں نہیں آئے تھے، بلکہ ہیکسوس حکومت قائم ہو جانے کے بعد آئے تھے۔ بچپن انہوں نے مصر میں گزارا، قید بھی ہوئے، وزیر بھی بنے اور ایک مدت کے بعد اپنے قبیلہ کو لا کر مصر میں آباد کیا۔ ظاہر ہے یہ سب واقعات چالیس پچاس برس کی مدت میں ہوئے ہوں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے یقین کر سکتے ہیں کہ جب منفتاح ہلاک ہوا تو مصر میں بنی اسرائیل کو رہتے ہوئے چار سوتیس برس ہو چکے تھے اور یہ کہ منفتاح ہی وہ فرعون تھا جس سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ ہوا اور جسے سمندر میں خدا نے غرق کر ڈالا۔

4- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ كُلُّهُمْ كَانُوْا ظَالِمِيْنَ" (ہم نے خاندان فرعون کو غرق کر دیا اور اس خاندان کے سبھی لوگ ظالم تھے)۔ یہ قرآن کا ارشاد ہے اور تاریخ کہتی ہے کہ منفتاح کے بعد مصر میں طوائف الملوکی پھیل گئی اور تخت کے بہت سے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ واقعہ اسی لیے پیش آیا کہ منفتاح اپنے ان سب رشتے داروں کے ساتھ ڈوب گیا تھا جو اس کے جائز وارث ہو سکتے تھے۔ ان سب کی ایک ساتھ موت کے بعد جب کوئی حقیقی وارث باقی نہ رہا تو دوسرے دعویدار پیدا ہو گئے۔ قرآن مجید کی اس رہنمائی میں بھی ہمیں منفتاح ہی کو فرعون موسیٰ ماننا چاہیے۔

حضرت موسیٰؑ کا قصہ

اب حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ بہت اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے ارشادات کے مطابق پیش کیا جاتا ہے۔ توراۃ میں بھی پورا قصہ موجود ہے اور مفصل ہے لیکن قرآن مجید نے اس واقعے کے اہم ترین پہلو ہی لیے ہیں اور انہی میں دنیا کے لیے عبرت ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی پیدائش ایسے زمانے میں ہوئی جب فرعون کے حکم سے اسرائیلیوں کے لڑکے مار ڈالے جاتے تھے اور لڑکیاں جینے دی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کی ماں کو بھی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ ان کے لخت جگر کی جان نہ لے لی جائے مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی گئی کہ بچے کو پالتی رہے اور جب اس کی جان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈر ہو تو تابوت میں رکھ کر اسے دریائے نیل میں بہا دے۔ موجیں تابوت کو اٹھائے ہوئے دوسرے کنارے پہنچا دیں گی اور وہاں قدرت خدا نظر آئے گی۔

یہ تابوت ایسے وقت کنارے لگا جب فرعون کی بیوی نیل میں نہا رہی تھی۔ اس نے تابوت منگا کر دیکھا تو اندر جیتا جاگتا بچہ لیٹا تھا۔ ملکہ بچے کو محل میں لے گئی۔ فرعون دیکھتے ہی پہچان گیا کہ اسرائیلی بچہ ہے اور مار ڈالنا چاہا مگر ملکہ چلا اٹھی، یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے نہ مارو۔ شاید ہمارے کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔

فرعون کو چہیتی بیوی کی بات مان لینی پڑی مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بچہ کسی عورت کی چھاتی دابتا ہی نہیں۔ پھر پلے تو کیسے پلے؟ یہ خدا ہی کی طرف سے ہوا تھا۔ خدا چاہتا تھا کہ بچہ مامتا بھری ماں کی گود میں پہنچ جائے۔

فرعون پریشان تھا کہ کیا کرے۔ آخر ایک اسرائیلی لڑکی نے خبر دی کہ میں ایک عورت کو جانتی ہوں جو بچے کو دودھ پلا سکتی ہے۔ یہ لڑکی اصل میں حضرت موسیٰ کی بہن ہی تھی۔ ماں نے جب تابوت دریا کے سپرد کیا تھا تو لڑکی سے کہہ دیا تھا دور سے دیکھتی جا بھائی کہاں پہنچتا ہے۔ لڑکی نے یہی کیا اور اپنا پیام بھی کسی طرح فرعون تک پہنچا دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ کی ماں بلائی گئیں اور دودھ پلانے کے لیے بچہ انہیں دے دیا گیا۔

آخر موسیٰ جوان ہوئے، بڑے غصہ ور اور شہ زور نکلے۔ ایک دن لوگوں کی بے خبری میں شہر کا چکر لگایا۔ کیا دیکھتے ہیں ایک اسرائیلی اور ایک مصری میں لڑائی ہو رہی ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد کی تو انہیں غصہ آ گیا اور ایک ہی گھونسے میں مصری کا کام تمام کر ڈالا۔ مگر حضرت فوراً پشیمان بھی ہو گئے۔ توبہ کی اور کہا پھر کبھی مجرموں کی طرف داری نہیں کریں گے۔

واقعہ سنگین تھا ایک غلام، اسرائیلی کے ہاتھ سے ایک "حاکم" مصری قتل ہو گیا تھا۔ اسی لیے حضرت ڈرے ڈرے اور چوکنے رہنے لگے کہ کہیں پکڑے نہ جائیں لیکن دوسرے ہی دن پھر دیکھا کہ جس اسرائیلی کی طرفداری میں مصری کو مار چکے تھے وہی پھر ایک اور مصری سے لڑ رہا ہے اور موسیٰ کو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ پہلے تو حضرت نے اسے ڈانٹا کہ تو بڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہ ہے۔ سب سے لڑتا پھرتا ہے۔ پھر مصری پر جھپٹ پڑے مگر اسرائیلی شاید سمجھا کہ خود اسی کو مارنے والے ہیں۔ اس لیے چلا اٹھا ''کل ایک آدمی کی جان لے چکے ہو کیا آج مجھے ٹھنڈا کرنا چاہتے ہو''۔

مصری کے قتل کا حال اگر کچھ چھپا ہوا تھا تو اس شور سے بالکل کھل گیا اور حضرت موسیٰ کے لیے پورا پورا خطرہ پیدا ہو گیا۔ پھر ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور خبر سنائی کہ فرعون کے دربار میں تجویز ہو رہی ہے اور آپ کو مار ڈالا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت بچتے بچاتے شہر سے نکل گئے اور چلتے چلتے مصر کی سرحد کے باہر مدین میں پہنچ گئے۔

یہاں کسی کنویں یا چشمے پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو جوان لڑکیاں بھی تھیں اور سب سے الگ اپنے جانوروں کو روکے کھڑی تھیں۔ حضرت نے پوچھا کیا چاہتی ہو؟ کہنے لگیں ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے، ہم پانی پلا نہیں سکتے، جب تک چرواہے نہیں جاتے۔ حضرت بڑے زور آور تھے۔ ریل پیل کر چرواہوں کو ہٹا دیا اور بے بس لڑکیوں کے جانوروں نے پانی پی لیا۔ لڑکیاں چلی گئیں اور خود حضرت ایک پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھ کر اللہ سے عرض کرنے لگے۔ ''پروردگار جو بھلائی بھی تو مجھ سے کرنی چاہے میں اس کا محتاج ہوں''۔ حضرت ابھی تک کنوارے تھے۔ معلوم ہوتا ہے یہ مناجات اس لیے تھی کہ دونوں لڑکیوں میں سے کوئی ان کی زندگی کی ساتھی بن جائے اور یہ دعا قبول بھی ہو گئی۔

لڑکیوں نے گھر جا کر اپنے باپ کو بتایا کہ آج اتنی جلدی کیونکر آ گئیں۔ اس پر باپ نے حضرت کو بلا بھیجا۔ انہی میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی آئی اور حضرت سے کہنے لگی، میرے باپ نے تمہیں یاد کیا ہے تاکہ تمہارے احسان کا بدلہ دے۔ حضرت ساتھ ہو لیے اور بوڑھے مرد کو اپنا سارا قصہ سنا دیا۔ اس نے کہا اب نہ ڈرو، ظالموں کے چنگل سے نکل آئے ہو۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے مخاطب حضرت شعیبؑ تھے۔

دونوں مردوں میں باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت شعیبؑ کی ایک لڑکی بول اٹھی، ابا اس شخص کو جانے نہ دیجیے اپنے کام میں لگا لیجیے یہ طاقتور بھی ہے اور ایماندار بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شعیبؑ نے موسیٰؑ سے کہا دیکھو میں اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کر دوں گا اور مہر یہ ہے کہ تم آٹھ برس میرے گھر کام کرو گے۔ اگر دس برس رہ جاؤ تو یہ تمہارا احسان ہوگا۔ میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ مجھے اچھا پاؤ گے۔

حضرت موسیٰؑ نے یہ تجویز منظور کر لی اور بوڑھے بزرگ سے عرض کیا کہ بات پکی ہوگئی۔ دونوں میں سے جو مدت بھی پوری کر دوں عہد پورا ہو جائے گا اور مجھ پر کوئی الزام نہ آئے گا۔

آگ لینے گئے، پیغمبری مل گئی

مدت پوری کر کے حضرت موسیٰؑ بال بچوں کو لے کر چل پڑے۔ طور پہاڑ پر پہنچے تو آگ دکھائی دی۔ بیوی سے کہنے لگے ٹھہر جاؤ آگ سی دکھائی دی ہے۔ جاتا ہوں، شاید کوئی بستی مل جائے یا آگ لے آؤں اور تم سب تاپ سکو۔

جہاں آگ دکھائی دی تھی، مبارک و مقدس جگہ تھی۔ موسیٰ پہنچے تو آواز آئی اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں، سب جہانوں کا پالنے والا۔ پھر حکم ہوا اپنے جوتے اتار ڈال اور ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال دے۔ لکڑی گرتے ہی پھنکارنے لگی، اب وہ بھیانک سانپ تھی۔ موسیٰ ڈر کر بھاگے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ واقعی ڈرنے کی بات بھی تھی اژدہا پڑا بل کھا رہا تھا۔ لیکن فوراً موسیٰؑ کے کان میں آواز گونجی کیوں بھاگتا ہے؟ واپس آ ڈر نہیں۔ یہاں تیرے لیے بچاؤ ہی بچاؤ ہے، میرے سامنے پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔

موسیٰؑ آ گئے تو حکم ملا اچھا اب اپنا ہاتھ تو گریبان میں ڈال۔ موسیٰؑ نے یہی کیا۔ جب ہاتھ گریبان سے نکلا، تو برف کی طرح سفید تھا۔ ارشاد ہوا، یہ کوئی روگ نہیں ہے کہ تیرا دل کڑھے، یہ تو ایک معجزہ ہے۔ اب تُو فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس جا اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ مصر سے لے جانے کا مطالبہ کر۔ موسیٰؑ نے عرض کیا، لیکن میرے خدا میں تو ہکلا ہوں، فرعون کے دربار میں تقریر کیسے کروں گا؟ ہاں میرے بھائی ہارونؑ کی زبان کھلی ہوئی ہے خوب بولتا ہے۔ فرمایا گیا بے فکر رہ ہم ہارونؑ کو بھی تیرے ساتھ کر دیں گے اور اپنے معجزوں اور نشانیوں سے تم دونوں کو ایسا مضبوط بنا دیں گے کہ دشمن تمہارا اور تم پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان لانے والوں کا ایک رواں بھی میلا نہ کر سکے گا۔

موسیٰ اور فرعون کا مباحثہ

حضرت موسیٰ اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس سے کہا رب العالمین نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اب تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ مصر سے جانے دے"۔

فرعون نے کہا "رب العالمین کیا؟"

حضرت نے جواب دیا، وہ آسمانوں کا، زمین کا، اور دونوں کے بیچ میں جو کچھ ہے، سب کا رب ہے"۔ فرعون ہنس پڑا اور درباریوں سے کہنے لگا "سُن رہے ہو نا؟" حضرت اس کی ہنسی سے بے پروا ہو کر کہتے رہے" وہ تمہارا بھی رب ہے، اور تمہارے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ فرعون نے پھر ٹھٹھا کرتے ہوئے درباریوں سے کہا کہ "جو پیغمبر تمہارے پاس بھیجا گیا ہے نرا دیوانہ ہے"۔ حضرت نے اپنی بات جاری رکھی "مشرق و مغرب اور دونوں کے بیچ جو کچھ ہے سب کا رب ہے"۔ فرعون نے ہنستے ہوئے اپنے وزیر ہامان سے کہا "میرے لیے ایک اونچا گھر بنواؤ میں اس پر سے دیکھوں گا کہ موسیٰ کا رب کیسا ہے!" پھر حضرت سے کہنے لگا "اور اگلوں کا کیا حال ہے؟" حضرت نے فوراً جواب دیا "اگلوں کا سب حال ایک کتاب میں میرے رب کے پاس محفوظ ہے اور میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ کچھ بھولتا ہی ہے۔ اسی نے زمین تمہارے لیے بچھا دی ہے اور اس میں تمہارے لیے راستے نکال دیئے ہیں اور آسمان سے پانی برسا کر طرح طرح کے اگنے والی چیزوں کے جوڑے پیدا کر دیئے تا کہ تم کھاؤ اور اپنے مویشی چراؤ۔ بیشک اس میں سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں"۔

یہ سن کر فرعون جھنجلا گیا اور حضرت سے کہنے لگا "خبردار مجھے چھوڑ کر کسی اور کو خدا مانے گا تو میں تجھے قید کر دوں گا کیا تو بھول گیا کہ تو ننھا سا بچہ تھا اور میرے محل میں تجھ کو پالا گیا تھا۔ پھر تو نے میری قوم کے ایک آدمی کو مار ڈالا اور تو ڈر کے یہاں سے بھاگ گیا۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا "ہاں وہ حرکت تو مجھ سے ضرور ہو گئی تھی مگر ایسی حالت میں ہوئی کہ میں کچھ جانتا نہ تھا۔ مگر اب میرے رب نے مجھے اختیار بخشا ہے اور مجھے پیغمبر بنا دیا ہے اور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو اپنے رب پر ایمان لانے کی نصیحت کروں اور کہوں کہ میری قوم کو آزادی دے تاکہ وہ اپنے وطن بیت المقدس میں چلی جائے۔ فرعون نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے؟ نہ میں تیری قوم کو یہاں سے جانے کی اجازت دے سکتا ہوں اور تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ تو خدا کا بھیجا ہوا ہے؟ حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا میں خدا کی طرف سے معجزے لایا ہوں۔ فرعون نے دانت پیس کر کہا "سچا ہے تو ابھی دکھا کیا لایا ہے۔ حضرت نے اپنے ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال دی جو گرتے ہی سانپ بن گئی۔ پھر گریبان میں ہاتھ ڈال کے نکالا تو دیکھنے والوں کو بالکل سفید دکھائی دیا۔

فرعون نے یہ معجزے دیکھے تو بھونچکا رہ گیا مگر اپنے درباریوں سے کہنے لگا یہ تو کوئی بڑا ہی جادوگر ہے اور اپنے جادو کے زور ہی سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے۔ بتاؤ کیا صلاح دیتے ہو؟ درباریوں نے عرض کیا "فرمان شاہی جاری ہو۔ شہر شہر سے بڑے بڑے جادوگر کھنچ آئیں گے اور اس شخص کے جادو کا ایسا جواب دیں گے کہ یہ لاجواب ہو جائے گا"۔

فرعون کو یہ رائے پسند آئی اور حضرت سے کہنے لگا" تیرے جادو کا تو ہم جادو ہی سے مقابلہ کریں گے۔ بتا تو کب میدان میں آتا ہے؟ ہم خوب سمجھتے ہیں تو یہاں اس لیے آیا ہے کہ ہمارے بڑوں کے راستے سے ہمیں ہٹا دے اور تم دونوں بھائی مل کے اس زمین پر اونچے بن جاؤ، یاد رکھ ہم کبھی تیرے قائل نہیں ہوں گے! حضرت نے جواب دیا۔ یہ تم حق کے بارے میں کہہ رہے ہو جبکہ وہ تمہارے پاس آ چکا ہے۔ کیا یہ جادو ہے! جادوگر بھی کہیں کامیاب ہوئے ہیں، لیکن اگر تم جادو ہی سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو اچھی بات ہے تہوار کے دن مقابلہ ہو جائے تاکہ سارے مصر کے لوگ یہ تماشہ دیکھ سکیں۔

حضرت موسیٰ ؑ کا جادوگروں سے مقابلہ

آخر مصر کے جادوگر ہر طرف سے فرعون کے پاس آ کر جمع ہوئے۔ فرعون نے انہیں موسیٰ ؑ کا قصہ سنایا تو انہوں نے فرعون سے کہا اگر موسیٰ کے مقابلے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ہمیں کیا انعام دے گا؟ فرعون نے جواب دیا تم کو بڑے بڑے انعام ملیں گے اور تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربار میں میرے مقرب بنائے جاؤ گے۔آخر جادوگر حضرت موسیٰؑ کے سامنے آ پہنچے اور بڑی ہیکڑی سے کہنے لگے تم اپنا کرتب پہلے دکھاؤ گے یا ہم اپنا کرتب پہلے دکھائیں؟"

حضرت نے جواب دیا "تم ہی پہل کرو" مگر ساتھ ہی جادوگروں کو نصیحت بھی فرمائی۔"تمہارا برا ہو تم نرے جادوگر ہو اپنے جادو سے خدا کے معجزے کا مقابلہ نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو، خدا کا عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ خدا پر بہتان باندھنے والا کبھی جیت نہیں سکتا"۔

اس تقریر سے جادوگروں کے دل پر چوٹ لگی اور ان کے آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ یہ دیکھ کر فرعون کے درباری دوڑے اور جادوگروں کو الگ لے جا کر کانا پھوسی کرنے لگے "دیکھو موسیٰؑ اور ہارونؑ بھی جادوگر ہی ہیں اور اپنے جادو سے تمہیں تمہاری زمین سے نکال دینے کے لیے آئے ہیں۔ پھر ہمارے تمہارے باپ دادا کا جو اچھا چلن چلا آ رہا ہے اسے بھی ملیا میٹ کر ڈالنا چاہتے ہیں۔تو اب ذرا اپنا، اپنی قوم کا، اپنے ملک کا خیال کرو۔ ایک دل ہو کے اپنے جادو ٹھیک کرو اور بہادری سے میدان میں کود پڑو۔ یاد رکھو آج کے دن کی جیت ہی اصلی سرخروئی ہے"۔

درباریوں کی یہ تقریر خود جادو تھی، کام کر گئی، جادوگر میدان میں اتر آئے اور اپنی پڑھی ہوئی اور پھونکی ہوئی رسیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈال کے زور سے چلائے "قسم ہے فرعون کے جلال کی ہم جیتے ہوئے ہیں"۔

دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جادوگروں کی رسیاں اور لکڑیاں سانپوں کی طرح رینگ رہی ہیں۔ سب تھرا اٹھے۔ حضرت موسیٰؑ کا دل بھی دھڑکنے لگا مگر خدا کی طرف سے حکم پہنچا۔

- موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی اونچے رہو گے۔ اب تم بھی اپنی لکڑی زمین پر ڈال دو"۔

لکڑی زمین پر گرتے ہی اژدہا بن گئی اور یہ بھیانک اژدہا پھنکارتا اور بل کھاتا ہوا لپکا اور جادو کی سب رسیوں اور لکڑیوں کو اس طرح نگل گیا جیسے وہ تھیں ہی نہیں۔ سچائی کا بول بالا ہوا جھوٹ کی کرکری ہو گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارے ہوئے جادوگر سجدے میں گر پڑے اور بلند آواز سے کہا ''ہم ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے یہ بڑی شکست دیکھی اور اتنی بڑی بھیڑ کے سامنے اور اپنے جادوگروں کا یہ اعلان سنا تو غصہ سے لال ہو گیا۔ وہ دانت پیس کر جادوگروں سے کہنے لگا ''میری اجازت سے پہلے ہی تم موسیٰ کو مان گئے۔ ضرور یہ تم سب کا گرو گھنٹال ہے، اسی نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ تم سب نے مل کر سازش کی ہے اور شہر والوں کو شہر سے نکال دینا چاہتے ہو۔ اچھا تمہیں مزا چکھا دیا جائے گا۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں کٹوا ڈالوں گا۔ پھر تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا اور تم جان جاؤ گے کہ میرا دیا ہوا عذاب زیادہ سخت و پائیدار ہے یا موسیٰ کے رب کا''۔

جادوگروں کے دل ایمان سے بھر چکے تھے، کہنے لگے ''تو ہم سے بس اسی لیے تو بدلہ لے گا کہ ہم نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں اور ان پر ایمان لے آئے، ہم تجھے حق کے سامنے مان نہیں سکتے، ہمیں تو اپنے مالک کی طرف جانا ہے جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گزر، آخر یہ دنیا کی ساری زندگی بھی تو گزر ہی جائے گی۔ ہم اپنے خدا پر ایمان لے آئے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور اس جادو کو بھی جس پر تو نے ہمیں زبردستی مقرر کر رکھا تھا۔ اللہ ہی سب سے اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔ پروردگار! ہمارے دلوں کو مضبوط بنا دے اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں۔

اس تقریر سے فرعون کا غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ ڈرا کہیں پوری مصری بھیڑ موسیٰ کی طرف دار نہ ہو جائے۔ اس لیے زور سے چلایا ''میری قوم کے لوگو! بتاؤ کیا مصر کی بادشاہی اور یہ نہریں، جو میرے پیروں تلے پڑی بہہ رہی ہیں، میری ہی نہیں ہیں؟ بتاؤ میں بہتر ہوں یا (موسیٰ کی طرف ہاتھ اُٹھا کے) یہ نیچ آدمی، جس کے منہ سے بات تک نہیں نکلتی۔ ہم تو جب جانتے کہ سونے کے کڑے آسمان سے اُتر کر اس کے ہاتھوں میں پڑ جاتے یا فرشتوں کے پرے اس کے ساتھ آئے ہوتے۔ یہ کچھ نہیں تو پھر یہ پیغمبر کیسا؟ یاد رکھو! میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر پر بلائیں:-

حضرت موسیٰؑ کو ایسی کھلی اور بڑی فتح ہوئی تھی کہ فرعون کو جھک جانا چاہیے تھا مگر اُس کا گھمنڈ اس کے سر کو نیچا کیسے کرتا؟ فرعون نے دن دیہاڑے معجزہ دیکھ لینے پر بھی اسرائیلیوں کو رخصت کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت سے کہنے لگا: کتنا ہی جادو دکھاؤ، ہم تمہیں ماننے والے نہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا فرعون سے مطالبہ کیا تھا؟ قرآن میں صرف اس قدر بتایا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دو۔ تورات میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا تھا کہ وہ خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کو مصر سے تین دن کے فاصلے پر بیابان میں لے جائیں گے تا کہ وہاں خدا کی عبادت کریں اور خدا کے سامنے قربانی پیش کریں۔ فرعون نے یہ مطالبہ نامنظور کر دیا۔ اس پر کئی بلائیں باری باری مصر پر نازل ہوئیں۔ قرآن میں ان بلاؤں کا ذکر بہت ہی مختصر ہے اور تورات (کتاب خروج) میں بڑی تفصیل سے ہے۔

لکھا ہے کہ جب مصر پر مچھروں کی بلا ٹوٹی تو فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اچھا جاؤ اور اپنے خدا کے لیے قربانی کرو: حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا ''یوں کرنا لائق نہیں کہ ہم خداوند اپنے خدا کے لیے وہ قربانی کریں جس سے مصری نفرت رکھتے ہیں، اگر ہم مصریوں کی آنکھوں کے آگے وہ قربانی کریں جس سے وہ بیزار ہیں تو کیا وہ ہمیں پتھراؤ نہ کریں گے؟ پس ہم تین دن کی راہ بیاباں میں جائیں گے اور اپنے خدا کے لیے جیسا وہ ہم کو فرمائے گا قربانی کریں گے''۔

حضرت کے اس جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ایسا جانور بھی تھا جسے ذبح کرنے والوں کو مصری مار ڈالتے تھے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ گائے تھی جسے مصری پوجتے تھے اور جس کے مارنے والے کی جان لے لیا کرتے تھے۔ ہندوستان کے ہندوؤں کا چلن بھی یہی ہے اور اس چلن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے گائے کی پوجا پرانے مصریوں سے لی ہے۔ پچھلے صفحوں میں بھی آپ دیکھ آئے ہیں کہ کئی باتوں میں پرانے مصری اور ہندو ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہیں۔ گائے کی پوجا اور گائے کے بدلے آدمیوں کا خون کرنا بھی اس کی ایک مثال ہے۔ ہندوستان میں بھی گائے کی قربانی پر فساد ہوتے ہیں اور انسان کو جانور کے بدلے ہلاک کیا جاتا ہے اور مصر میں بھی یہی حال تھا کہ موسیٰ کو گائے ذبح کرنے کی اجازت نہ تھی۔

یہودیوں پر آفت :-

معلوم ہوتا ہے جب مصر پر فرعون کی نافرمانیوں کی وجہ سے بلائیں ٹوٹ رہی تھیں اور فرعون بالکل بے بس ہوتا جاتا تھا تو اس کے درباریوں میں بے چینی پیدا ہوئی اور ان کے وفد نے فرعون سے کہا "کیا آپ موسیٰؑ اور اس کی قوم والوں کو چھوڑے ہی رہیں گے تاکہ ملک میں خرابی پھیلاتے رہیں اور آپ سے اور آپ کے دیوتاؤں سے منہ موڑ کر نئے خدا کا جھنڈا گاڑتے پھریں"۔

آسمانی بلاؤں کا توڑ فرعون کے پاس نہ تھا۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو بھی وہ زور دیدیا تھا کہ فرعون ان کا بال بیکا نہ کرسکتا تھا مگر اپنی بادشاہی اسے بچانی تھی، درباریوں کو دلاسا دینے کے لیے اور کیا کرسکتا تھا کہ یہودیوں پر پھر وہی ظلم جاری کردے جو اس کے باپ رام سس دوم نے ایجاد کیا تھا۔ چنانچہ درباریوں کی فریاد سن کر کہنے لگا: گھبراتے اور ڈرتے کیوں ہو۔ اسرائیلی اب بھی ہمارے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم پھر ان کے لڑکوں کے گلے گھونٹنے کا کام جاری کر دیں گے۔ صرف لڑکیاں جینے دیں گے، اس طرح دیکھتے دیکھتے ان کی نسل ختم ہو جائے گی۔

چنانچہ فرعون کے حکم سے یہودیوں کے لڑکوں کا پھر قتل عام شروع ہوگیا۔ اس اندھیر پر اسرائیلیوں کا چیخ اٹھنا قدرتی بات تھی۔ وہ حضرت موسیٰؑ سے بھی خفا ہوگئے اور کہنے لگے: تجھ سے پہلے بھی ہم بری طرح ستائے گئے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ستائے جارہے ہیں"۔ حضرت نے انہیں ڈھارس دی۔ میری قوم والو! اللہ سے مدد مانگو اور اپنے دل مضبوط رکھو، یاد رکھو یہ زمین آدمیوں کی نہیں ہے، خدا کی ہے اور خدا ہی جسے چاہتا ہے زمین کا مالک بنا دیتا ہے۔ کیا عجب کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو مٹا ڈالے اور تمہیں زمین کی حکومت دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو اور اے میری قوم کے لوگو، اگر واقعی تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ رکھو"۔

یہ موثر تقریر سن کر یہودیوں نے کیا: "ہاں ہمارا بھروسہ اللہ ہی پر ہے۔ اے ہمارے رب، ظالموں کے ہاتھوں ہماری آزمائش نہ ہونے دے بلکہ اپنی بے حساب رحمت سے ہمیں ناشکری قوم کے چنگل سے نکال لے"۔

فرعون کی غرقابی:۔

توراۃ میں لکھا ہے کہ مصر پر جب کوئی نئی بلا ٹوٹتی تو فرعون حضرت موسیٰ سے کہتا: اپنے خدا سے دعا کرو، یہ بلا دور ہو جائے گی تو میں اسرائیلیوں کو تمہارے ساتھ جانے دوں گا، مگر جب حضرت کی دعا سے بلا چلی جاتی تو مکر جاتا۔ آخر یہ بلا ٹوٹی کہ ملک بھر کے پہلوٹھی کے بچے ایک ہی رات میں مر گئے۔ آدمیوں ہی کے نہیں مویشیوں کے بھی لیکن اسرائیلیوں کا کوئی بچہ نہ مرا۔ تورات میں لکھا ہے "اور فرعون رات کو اُٹھا۔ اور اس کے سب نوکر اور سارے مصری اُٹھے اور مصر میں بڑا نوحہ تھا کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ مرا ہو"۔ اس عذاب کے سامنے آخر فرعون کو گردن جھکا دینی پڑی۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ فرعون نے رات ہی کو موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلایا اور کہا "اُٹھو اور میرے لوگوں میں سے نکل جاؤ، تم اور بنی اسرائیل جاؤ اور جیسا تم نے کہا ہے خداوند کی عبادت کرو اور اپنے گلے اور گائے بیل بھی لو، جیسا تم نے کہا ہے اور روانہ ہو اور میرے لیے بھی برکت چاہو"۔ اس کے بعد توراۃ کہتی ہے کہ بنی اسرائیل نے کمر باندھ لی مگر جانے سے پہلے مصریوں سے چاندی سونے کے برتن اور قیمتی کپڑے بھی عاریتاً لے لیے اور اس طرح اُنہوں نے مصریوں کو "لوٹ لیا"۔

غرض کہ بنی اسرائیل اس حال سے نکل گئے مگر جب فرعون نے یہ سنا کہ بنی اسرائیل مصریوں کی دولت بھی لے گئے ہیں تو فرعون یہ سن کے بہت خفا ہوا اور حکم دے دیا کہ فوجیں جمع کی جائیں، پھر وہ خود سپہ سالار بن کر اسرائیلیوں کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اسرائیلی بوجھل تھے، لدے پھندے چلے جا رہے تھے۔ بہت تیز جا نہیں سکتے تھے مگر فرعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی فوج رتھوں اور گھوڑوں پر سوار تھی، اسرائیلی سینا کی زمین پر قدم رکھنے بھی نہ پائے تھے کہ فرعون اپنی فوج کے ساتھ آ پہنچا۔ اسرائیلی غلامی میں رہنے کی وجہ سے ڈرپوک بن چکے تھے، دشمن کو سامنے آتا دیکھ کر کانپنے لگے اور موسیٰ سے کہا: دشمن آ گیا۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا میرا پروردگار میرے ساتھ ہے تم ذرا نہ گھبراؤ۔ بڑی نازک گھڑی تھی، اسرائیلی نہتے تھے اور بال بچوں کے ساتھ تھے، لڑ ہی نہیں سکتے تھے۔ لیکن فرعون اپنی بے پناہ قوت کے ساتھ آ پہنچا تھا مگر خدا جس کے ساتھ ہو اسے کون چھیڑ سکتا ہے۔ عین وقت پر حضرت کے پاس خدا کا حکم پہنچا، اپنی لکڑی سمندر پر مار، لکڑی پڑتے ہی سمندر کے دو ٹکڑے ہو گئے، بیچ میں سوکھا راستہ بن گیا اور دونوں طرف پانی اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے آمنے سامنے دو اونچے پہاڑ کھڑے ہوں۔ حضرت موسیٰ اپنی قوم کو بیچ کے راستے سے لیے چلے گئے اور سینا کی زمین میں پہنچ گئے جو سمندر کے پار تھی۔ فرعون بھی اسی سوکھے سمندر میں اپنی فوج کے ساتھ داخل ہو گیا۔ وہ سمجھا کہ میدان مار لیا ہے اب اسرائیلی کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ دفعتاً کیا دیکھتا ہے کہ دونوں طرف کا کھڑا ہوا پانی گرنے لگا اور اس کی فوج ڈوبنے لگی۔ جب خود بھی ڈوبنے لگا تو کہا "میں بھی اس اکیلے ایک خدا پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لا چکے ہیں اور اب فرمانبرداروں میں سے ہوں"۔ اس پر خداوندی صدا بلند ہوئی "اب؟...... تو اب ایمان لاتا ہے۔ حالانکہ پہلے کتنی نافرمانیاں کر چکا ہے اور تو فساد پھیلانے والوں میں سے تھا۔ تو اب یوں ہوگا کہ ہم تیری لاش کو مچھلیوں کو کھانے نہیں دیں گے، بگڑنے نہیں دیں گے اور سمندر سے باہر نکال دیں گے تاکہ تو اپنی لاش کے ساتھ اُن سب انسانوں کے لیے نشانی اور عبرت بنا رہے جو تیرے پیچھے دنیا میں آئیں گے"۔ اور یہ وعدۂ خداوندی پورا بھی ہو گیا۔

فرعون اپنی ساری فوج اور کنبے کے ساتھ ڈوب چکا تھا مگر موجیں فرعون کی لاش کو خشکی پر لے آئیں، مصری اسے پایۂ تخت میں لے گئے اور دستور کے مطابق اس میں مصالحے لگائے گئے اور اسے شاہی قبرستان میں دفن کر دیا گیا، مدتوں دفن رہنے کے بعد اب یہ لاش نکل آئی ہے۔ کہیں سے ٹوٹی پھوٹی نہیں ہے اور خدا کے فرمان کے بموجب ساری دنیا کو سبق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہی ہے کہ پروردگار سے اکڑنے والوں کا حشر یہ ہوتا ہے۔

موسیٰؑ مصری افسانے میں :-

منفتاح کی غرقابی مصر کے لیے بہت بڑی مصیبت تھی۔ مدتوں ملک میں خانہ جنگیاں اور لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اس اُکھاڑ پچھاڑ میں مصری اپنے اسرائیلی غلاموں کو بھی بھول گئے اور ان کے سارے قصے کو بھی۔ یہاں تک کہ بطلیموس (اسکندریہ کے سپہ سالار) کی حکومت جب جم گئی تو مصریوں نے توراۃ دیکھی اور اسرائیلیوں کا قصہ پڑھا تو اچنبھے میں پڑ گئے۔ اپنے ہاں کے پرانے کاغذ چھان ڈالے مگر اسرائیلی قصہ نہ ملا۔ یہ کمی انہوں نے اس طرح پوری کردی کہ خود اپنے جی سے ایک افسانہ بنا لیا۔

افسانہ یہ ہے کہ فرعون امنوتھس یا منوفیس نے چاہا کہ دیوتاؤں کو اپنی آنکھ سے دیکھے مگر اسے بتایا گیا کہ دیوتا دیکھے نہیں جاسکتے، جب تک تمام کوڑھیوں اور اچھوتوں کو نکال نہ دیا جائے۔ فرعون نے ایسے سب لوگوں کو آبادیوں سے نکال کے طُرہ کی کانوں میں قید کردیا، ان کی تعداد اسّی ہزار تھی۔ ان میں کچھ پجاری بھی تھے، پجاری ستائے گئے تھے، اس لیے دیوتا روٹھ گئے اور کاہن نے فرعون کو خبر دی کہ ایک قوم سے اچھوتوں کا ایکا ہوجائے گا اور یہ سب مل کے مصر پر تیرہ برس راج کریں گے۔ یہ کہتے ہی کاہن نے خودکشی کرلی تاکہ فرعون اسے سزا نہ دے سکے مگر کاہن کا کہا پورا ہو کے رہا۔ ہیلی پولیٹان کے ایک مہنت اُسارسیف یا موسیٰؑ کے جھنڈے تلے اچھوت جمع ہوگئے اور ایک قوم بن گئے۔ موسیٰؑ نے ان کے لیے شریعت بنائی اور انہیں لڑنا سکھایا، پھر موسیٰ نے یروشلم (بیت المقدس) میں بھیڑ بکری چرانے والوں کی لاد سے ایکا کرلیا اور فرعون کے خلاف بغاوت کردی۔ فرعون باغیوں سے نہ لڑ سکا اور حبش میں بھاگ گیا۔ باغیوں نے مصر چھین لیا اور ہر طرف بربادی پھیلا دی، لیکن تیرہ برس بعد فرعون اپنے بیٹے رام سس کے ساتھ حبش سے آیا اور باغیوں کو ہرا کر ملک شام میں بھگا دیا جہاں وہ اسرائیلی قوم کہلانے لگے۔

توراۃ بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے چلے تو ان کے ساتھ دوسری قوموں کے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت لوگ ہو لیے تھے۔ معلوم ہوتا ہے "سامرؔی" بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ سامری کسی آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ ہندی، پنجابی، بنگالی، دہلوی کی طرح کا ایک لفظ ہے۔ عراق میں "سمیرؔی نام کی ایک قوم تھی شاید سامری اسی قوم کا ایک شخص تھا" جو مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ نکل آیا تھا اور ضرور ہشیار کاریگر اور لائق آدمی تھا ورنہ ایسا بچھڑا نہ بنا سکتا۔

بہر حال حضرت موسیٰ جب کوہِ طور سے آئے اور بچھڑے کو پجتے دیکھا تو بہت بگڑے اور سامری کو بددعا دی "کہ جا زندگی میں تیرے لیے یہ ہونا ہے کہ برابر کہتا رہے نہ چھوؤ (مجھے) نہ چھوؤ اور دیکھ جس بت کی پوجا پر تو جھکا رہا اور ریجھا رہا ہے اسے ہم جلا کر راکھ کر ڈالیں گے اور اس راکھ کو سمندر میں اُڑا کر بہا دیں گے"۔

کھلی بات ہے آپ جان چکے ہیں کہ مصریوں میں چھوت چھات تھی، بنی اسرائیل کو چھوت کہا جاتا تھا۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ مصری گائے کو پوجتے تھے اور سامری نے بچھڑا اس لیے بنایا تھا کہ مصر میں گائے کی پوجا کی اسے لت پڑ چکی تھی۔

ہوسکتا ہے بلکہ یقینی ہے کہ حضرت موسیٰ نے بچھڑا بنانے کے جرم پر سامری کو اپنی قوم سے نکال دیا ہوگا۔ سامری مصر واپس نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اسرائیلیوں کا ساتھ دینے کی وجہ سے مصریوں کا باغی بن چکا تھا۔ ان حالات میں بالکل ممکن ہے کہ وہ ہندوستان بھاگ آیا ہو اور اپنے ہی جیسے بھگوڑوں سے مل کر اُس نے ہندوستان میں مصریوں کی بہت سی رسمیں پھیلا دی ہوں۔

منوسمرتی یا میناس سمرتی:-

ہندوؤں کی شریعت کی کتاب "منوسمرتی" ہے۔ کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کتاب کا اصلی نام "میناس سامری" یا "مینا سُمیری" ہو؟ اور ہزاروں برس کے اندر آہستہ آہستہ بدلتا ہوا "منوسمرتی" بن گیا ہو؟۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ پرانے ہندوؤں کی کوئی تاریخ کہیں موجود نہیں ہے لیکن مصر کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں ایک بہت بڑا بادشاہ میناس کے نام سے گزرا ہے۔ اسی بادشاہ کو تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مورخ ابھی حال تک پورے مصر کا پہلا فرعون مانتے رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں، بہت ممکن ہے کہ سامری نے ہندوستان آکر اسی مصری فرعون کی طرف اپنی کتاب منسوب کردی ہو اور اپنی یاد باقی رکھنے کے لیے اس کا نام "مینا س سامری" رکھ دیا ہو۔

پرانے زمانے کا مصر تمدن و تہذیب میں تو بہت آگے بڑھا ہوا تھا مگر مذہب و روحانیت میں بہت پیچھے تھا۔ مصریوں کے پاس نہ کوئی مذہبی کتاب تھی اور نہ لکھی ہوئی دینی شریعت تھی۔ فرعون اور مندروں کے مہنت جو کچھ کہتے تھے اُسی کو شریعت اور دینی حکم سمجھا جاتا تھا۔ جب تک فرعونوں میں زور رہا مصری انہی کو زمین پر دیوتاؤں کا مظہر اوتار مانتے رہے۔ فرعون امن دیوتا کا براہ راست سگا بیٹا سمجھا جاتا تھا، اس کی پوجا ہوتی تھی جیتے جی بھی اور مرنے پر بھی فرعون کی اطاعت کرنا اور ہر ممکن طریقے سے اس کی خوشنودی حاصل کرنا اسی طرح فرض خیال کیا جاتا تھا جس طرح توحید والوں کے ہاں خدا کی اطاعت کرنا اور خوشنودی حاصل کرنا فرض سمجھا جاتا ہے۔

مصری بت پرست تھے، بہت سے دیوتا پوجتے تھے، ہر شہر بلکہ ہر گاؤں کا دیوتا الگ تھا اور وہاں صرف اسی کو پوجا جاتا تھا، وہی آبادی کا بچانے والا مانا جاتا تھا۔ جب کوئی آدمی اپنے گاؤں یا شہر سے چلا جاتا تھا تو اپنے دیوتا کو بھی چھوڑ جاتا تھا اور نئی جگہ کے دیوتا کی پوجا کرنے لگتا تھا کیونکہ سمجھتا تھا کہ اب دوسرے دیوتا کی عملداری میں آگیا ہے اور یہی دیوتا کام آسکتا ہے۔ چنانچہ ممفس کا دیوتا، فتاح تھا۔ ہیلو پولیس (عین شمس) کا اَتوم تھا۔ تھوتھ کا خنوم تھا اور تھیبس کا امن۔

مصریوں کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ بہت سے دیوتا اپنے پوجنے والوں کے سامنے اپنی اصلی صورت میں بھی آجاتے ہیں۔ چنانچہ کہتے تھے شمالی مصر کے شہر ویڈو کا دیوتا شہتیر کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ اکثر دیوتا کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کی شکل کے مانے جاتے تھے۔ جیسے فتاح کی صورت بچھڑے کی تھی، امن کی صورت مینڈھے کی، سبک کی صورت مگرمچھ کی، را کی اور بس کی صورت سپاہی کی، بستیت کی صورت بلی کی، انوبیں کی صورت کتے کی، اپیں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت بیل کی، تحوت کی صورت بندر کی، توریس کی صورت سور کی اور اوزیرس کی صورت خرگوش کی بناتے تھے۔

مصری یہ بھی مانتے تھے کہ ان کے دیوتا، شادی بیاہ کرتے ہیں، اولاد رکھتے ہیں اور آدمیوں کی طرح مر بھی جاتے ہیں مگر اپنی نسل دنیا میں ضرور باقی رکھتے ہیں۔ چنانچہ تھیبس کا ثالوث (تین خداؤں کا مل کر ایک خدا بن جانا) میاں بیوی اور بیٹے کا مجموعہ تھا۔ امن میاں تھا، موت اُس کی بیوی تھی اور خنس دونوں کا چہیتا بیٹا تھا، اوزیرس دیوتا کی موت کے قائل تھے۔ مصریوں کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ دیوتا ان کی طرف سے لڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس جگہ کے مصری زیادہ لڑائیاں جیت لیتے تھے وہاں کا دیوتا زیادہ مشہور ہو جاتا تھا اور زیادہ زبردست مان لیا جاتا تھا۔ تھیبس شہر کے شاہی خاندان نے مصر کو دوبارہ آزادی دلائی تھی اور بہت بڑی سلطنت کھڑی کر دی تھی۔ اس لیے تھیبس کا دیوتا امن سب سے بڑا دیوتا مان لیا گیا تھا کیونکہ اس دیوتا جیسی ''فتوحات'' کسی اور دیوتا کو نصیب نہ ہو سکی تھیں۔ پھر امن فرعون کا خاص دیوتا بھی تھا اور سگا باپ بھی تھا۔ اس لیے مصر میں سب سے اونچا نام اسی کا ہو گیا اور ہر جگہ پوجا جانے لگا اگرچہ مقامی دیوتا بھی اپنی اپنی گدی پر بیٹھے رہے۔

امن کے عروج اور بڑائی کا اندازہ اس کے مندر کی آمدنی سے کیا جا سکتا ہے۔ رام سس چہارم (تقریباً ۱۰۰۰ اقسام) کے زمانے میں تمام بڑے بڑے مصری دیوتاؤں کے مندر ایک سو انہتر گاؤں کے مالک تھے جن میں سے نو شام اور ایتھوپیا (حبش) میں تھے۔ ایک لاکھ تیرہ ہزار چار سو تینتیس مرد عورت ان کی غلامی میں تھے۔ چار لاکھ ترانوے ہزار تین سو چھیاسی مویشیوں، دس لاکھ اکہتر ہزار سات سو اسی دریا (زمین ناپنے کا کوئی مصری پیمانہ) کھیتوں، پانچ سو چودہ تاکستانوں، اٹھاسی کشتیوں اور جہازوں، تین سو چھتیس کیلو گرام سونے اور انتیس لاکھ ترانوے ہزار نو سو چونسٹھ کیلو گرام چاندی کے وہ مالک تھے۔ اس کے علاوہ تانبے کے ڈھیر اور جواہرات ان کے قبضے میں تھے۔ سینکڑوں گودام بھی ان کے اپنے تھے جن میں مہنتوں اور پجاریوں کے لیے اناج، تیل، شراب، شہد اور سکھایا ہوا گوشت بھرا رہتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اسی قدر نہیں بلکہ چھ لاکھ اسی ہزار سات سو چودہ زندہ بطخیں انہوں نے پال رکھی تھیں اور چار لاکھ چورانوے ہزار آٹھ سو نمک بھری مچھلیاں ہمیشہ ان کے قبضے میں رہتی تھیں۔

ان سب میں امن کا حصہ ¾ سے بھی زیادہ تھا۔ امن کے قبضے میں چھیاسی ہزار چار سو چھیاسی غلام، چار لاکھ اکیس ہزار تین سو باسٹھ مویشی، آٹھ لاکھ اٹھانوے ہزار ایک سو اڑسٹھ ''اردریا'' کھیت، چار سو تینتیس تاکستان اور چھپن مصری گاؤں تھے۔ شام اور حبش کے سب گاؤں بالکل امن ہی کے تھے، کوئی ان میں اُس کا شریک نہ تھا۔ ایک شامی گاؤں میں امن کا مندر بھی تھا اور جب شام والے مصری وائسرائے کو خراج دینے آتے تھے تو انہیں فرعون کے امن دیوتا اور باپ کی پوجا بھی کرنی پڑتی تھی۔

عجیب بات یہ ہے کہ مصریوں کے خیال میں آدمیوں کی طرح دیوتاؤں کو بھی یہ دھوکہ دینا آسان تھا۔ اس خیال کی تفصیل تو ہم آگے چل کر دیں گے مگر صاف ظاہر ہے کہ جو قوم خود اپنے معبودوں کو ایسا سمجھتی ہو اس کا چلن بہت اونچا نہیں ہوسکتا۔ یہ بات نہیں ہے کہ مصر کے تمام باشندے، برائیوں اور بدکاریوں میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ پرانے مصر میں اعلیٰ اخلاق کی کمی تھی۔ لوگ اس بھروسے پر کہ مرنے کے بعد دیوتاؤں کو کسی نہ کسی طرح دھوکہ دے کر سزا سے بچ جائیں گے برائیوں میں پڑ جاتے تھے۔

مصری باشندے مہنتوں اور فرعونوں کے حکموں پر چلتے تھے، آہستہ آہستہ یہ احکام ایک طرح کا اخلاقی ضابطہ یا قانون بن گئے تھے جن میں اخلاقی ضابطے اور قانون مقامی مصنف اور معلم اپنی کتابوں میں لکھ کر قوم کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں کے کچھ کچھ ٹکڑے مل گئے ہیں مگر ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مصر کے باشندوں کا اخلاق اونچا نہ تھا۔

ایک مصری مصنف کا نام ''انی'' تھا اس کا زمانہ معلوم نہیں ہوسکا لیکن بہت پُرانے وقتوں میں تھا۔ بہت بوڑھا بھی تھا اس نے اپنے بیٹے کے لیے مکالمے کی صورت میں ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب کے ان حصوں سے بھی جو آج تک باقی ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ مصر کی اخلاقی حالت اچھی نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انی'' اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:-

''اس عورت سے ہشیار رہ جو اپنے گھر سے چوری چھپے نکل کر شہر میں ماری ماری پھرتی ہے، نہ اس عورت کا پیچھا کر نہ اس جیسی کسی اور عورت کا۔ ایسی عورتوں کا تجربہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی ایسے سمندر میں جانے کا تجربہ کرے جس کی گہرائی کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوا۔

وہ عورت جس کا مرد گھر سے دور ہے، تجھے خط پر خط بھیجتی ہے اور روز اپنے پاس بلاتی ہے مگر اُسی وقت جب اکیلی ہوتی ہے۔ خبردار! اگر وہ تجھے اپنے جال میں پھانس لے گی تو یاد رکھ، یہ ایسا جرم ہے جس کے کھلتے ہی موت کی سزا ہو جاتی ہے۔ چاہے آدمی نے بے وقوفی کا کام نہ بھی کیا ہو، اور یہ سزا اس لیے دی جاتی ہے کہ اکیلے میں ایسی ترغیب اور بوجھ کے ہوتے ہوئے آدمی ہر قسم کا گناہ اور جرم کر سکتا ہے''۔

''انی'' کی ان سطروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پُرانے مصر میں بدکاری کا زور تھا، عورتوں میں بے حیائی بڑھی ہوئی تھی، مردوں کو خود بلاتی تھیں، ساتھ ہی یہ مصری قانون بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اکیلے گھر میں عورت سے ملنا چاہے کسی ارادے سے ہو، بہت بڑا جرم تھا اور اس جرم پر موت کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ سخت قانون اسی لیے بنایا گیا ہوگا کہ ایسے جرم عام ہو چکے تھے۔

آگے چل کر بوڑھا ''انی'' اپنے بیٹے سے کہتا ہے:-

''شراب خانوں میں جھگڑا نہ کرنا ورنہ تجھے ان لفظوں پر بُرا کہا جائے گا جو بیہوشی کی حالت میں تیرے منہ سے نکل جائیں گے۔ بہت نشہ ہو جائے گا تو گر پڑے گا، تیرے گھر والے بے سہارا ہو جائیں گے اور خود تجھے سنبھالنے کے لیے کوئی ہاتھ بھی نہ بڑھے گا۔ تیرے جانی دوست بھی جو تیرے ساتھ ہوں گے، چلا اٹھیں گے ''نکالو اس بدمست شرابی کو، یاد رکھ تو پیدا ہوا ہے کچھ کام کرنے کے لیے مگر تو پایا گیا ہے لڑکھتا ہوا زمین پر ننھے بچوں کی طرح''۔

یہ نصیحت بھی ظاہر کرتی ہے کہ مصریوں کا اخلاق زیادہ اونچا نہ تھا۔ شراب خانوں میں بدمست ہو کر لڑتے تھے اور گہرے دوست بھی وقت پر ساتھ چھوڑ دیا کرتے تھے لیکن ''انی'' نے اپنے بیٹے کو ماں کے بارے میں جو نصیحت کی ہے وہ اثر میں ڈوبی ہوئی ہے اور اس لائق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ دنیا بھر کے آدمیوں کے ساتھ رہے...... ''انی'' لکھتا ہے:-

''سب ماؤں کی طرح جب تیری ماں تجھے اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھی تو تو بھاری بوجھ تھا، مگر وہ تجھ سے یہ بھی کہہ نہ سکتی تھی کہ اپنا بوجھ اٹھانے میں اُس کا ساجھی بن جا اور جب تو نو مہینے پورے ہو جانے پر پیدا ہوا تو تجھے پالنے اور سکھ دینے کے لیے وہ خود اپنی مرضی سے تیری لونڈی بن گئی۔ اس کی چھاتی تین برس تیرے منہ میں پڑی رہی، تیری عادتیں میلی ہوتی جاتی تھیں مگر اس کے دل نے کبھی گھن نہیں کھائی۔ اس نے کبھی یہ بھی نہیں کہا کہ یہ سب میں کیوں کروں! اور جب تو لکھنا پڑھنا سیکھنے مدرسے جاتا تھا تو وہ روز تیرے پیچھے گھر سے کھانا پانی لے جاتی تھی۔

اب تو پورا جوان ہے، تیری بیوی بھی آ گئی ہے تو اپنے لیے الگ گھر بھی بنا چکا ہے مگر نہ تجھے اپنی پیدائش بھولنی چاہیے اور نہ وہ تکلیف جو تیری ماں تیرے لیے اُٹھا چکی ہے۔ خبردار! اس کا غصہ کبھی تجھ پر بھڑکنے نہ پائے اور وہ تجھ سے کُڑھ کر کبھی اپنے ہاتھ خدا کی طرف نہ اُٹھائے کیونکہ خدا اُس کی فریاد ضرور سن لے گا''۔

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ مصر میں گاؤں گاؤں کا دیوتا الگ الگ تھا، ساتھ ہی یہ بھی کہا جا چکا ہے کہ جس دیوتا کے پوجنے والے زیادہ لڑائیاں جیت لیتے تھے وہی دیوتا زیادہ مشہور ومقبول ہو جاتا تھا۔ شہر تھیبس کا دیوتا اسی لیے سب سے اونچا ہو گیا تھا کہ تھیبس کے فرعونوں نے ایسے پالے مارے تھے جو کبھی مصریوں کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ اس عقیدے کی وجہ سے دیوتاؤں کی تعداد میں بہت کمی ہو گئی۔ پھر بھی مصری بہت سے دیوتا مانتے ہی رہے جن میں سے بعض کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

خنمو:-

اس دیوتا کا دھڑ آدمی کا سا ہوتا تھا اور چہرہ بھیڑ کا۔ اس کے سر پر ''مقدس'' تاج دکھاتے تھے جس کی حفاظت ایک سانپ کیا کرتا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مصریوں کا یہ ایک سب سے پُرانا دیوتا ہے مصری لوگ سمجھتے تھے کہ خنمو میں دیوتا امن اور دیوتا فتاح کی بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے خمو کی تصویریں اس طرح بناتے تھے کہ وہ مٹی سے آدمی کے پُتلے ڈھال رہا ہے۔ یہ صفت فتاح کی تھی۔ مصریوں کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ خمو ہی نے اوزیرس دیوتا کی بکھری ہوئی ہڈیاں جمع کی تھیں۔ ساتھ ہی خمو کو دیوتاؤں کا باپ بھی مانتے تھے، اس کا بُت ہمیشہ ہرے رنگ میں رنگا رہتا تھا۔

فتاح:۔

یہ دیوتا خمو سے بھی زیادہ پرانا سمجھا جاتا ہے۔ مصر کی پہلی راج دھانی ممفس میں اس کی پوجا پہلے شاہی خاندان کے جنم لینے سے بھی پہلے ہوئی تھی (تقریباً ۲۰۰۰ ق۔م میں)۔ مصری کہتے تھے کہ تمام دیوتا اسی فتاح کی آنکھ سے پیدا ہوئے ہیں اور آدمی اُس کے منہ سے۔ ہندوستان میں بھی دیوتا برہما کے بارے میں قریب قریب ایسا ہی عقیدہ ہندو رکھتے ہیں۔ ہندو کہتے ہیں کہ برہمن برہما کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں چھتری اُس کے بازو سے، ویش اُس کے پیٹ سے اور شودر اُس کے پاؤں سے! بہرحال مصری اپنے اس دیوتا کی تصویر اس طرح بناتے تھے کہ عصا اس کے ہاتھ میں ہوتا تھا جسے قوت، زندگی اور دوام کا نشان مانتے تھے۔

تمُو یا اتمُو:۔

یہ دیوتا دن اور رات کا ختم کرنے والا مانا جاتا تھا۔

مُوت:۔

یہ شہر تھیبس کی ایک دیوی تھی، جسے پیدا کرنے والے نیچر کا مظہر مانتے تھے۔

خنیرہ:۔

اسے بھی فتاح کی صفتوں کا مالک مانا جاتا تھا۔ کہتے تھے اس دیوتا نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے۔ اس کی صورت اس طرح بناتے تھے کہ دھڑ آدمی کا اور منہ کوبرے (کالے سانپ) کا۔ یہ اعتقاد پھیل گیا تھا کہ یہ دیوتا سب دیوتاؤں کا باپ ہے اور دنیا بھی اسی نے پیدا کی ہے۔

بَست:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دیوی شمالی مصر کے شہر بَست (بوسطہ) میں پوجی جاتی تھی۔ اس کی صورت آدمی کی سی اور سر بلی کا سا ہوتا تھا۔ فتاح کی صفتوں میں شریک مانی جاتی تھی۔ بعض مؤرخوں نے اس کا نام ''سخت'' لکھا ہے۔

نَت:۔

یہ صعید (جنوبی مصر) کی دیوی تھی۔ اس کے ہاتھ میں تیر کمان دکھاتے تھے اور اس کے بت کو سبز رنگ سے رنگا کرتے تھے۔

رَا:۔

یہ آفتاب کا دیوتا ہے۔ ہیلو پولیس (عین شمس) میں پوجا جاتا تھا، پھر بہت سے شہروں میں پُجنے لگا۔ اس کی شکلیں کئی قسم کی تھیں اور اس کا نام خاص خاص موقعوں کے علاوہ زبان پر لایا نہیں جاتا تھا۔

ہُورِس:۔

یہ دیوتا صبح کا سورج ہے، اس کا سر شکرے کا سا ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ ایزیس اور اُوزیرس کا بیٹا ہے۔ اس کا لقب تھا ''اپنے باپ کا بدلہ لینے والا'' کیونکہ اس نے ''ست'' سے بدلہ لیا تھا۔

اُوْزیرِس:۔

یہ شہر مندس کا دیوتا تھا۔ شروع شروع میں اسے دریائے نیل کا مظہر سمجھتے تھے مگر زمانہ تاریخ سے بہت پہلے اسے مُردوں کا اور آخرت کا دیوتا مان لیا گیا تھا اور اس کی پرستش سارے مصر میں پھیل گئی تھی۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ اوزیرس سبُو کا بیٹا ہے اور اس نے اپنی بہن ایزیس سے شادی کی۔ پھر اپنے باپ کو مصر کے تخت پر بیٹھا کر ساری دنیا کو فتح کرنے اور مہذّب بنانے کے لیے چلا گیا مگر اس کے ہم زلف ست نے دغا سے اسے مار ڈالا، مدت تک اس کی ہڈیاں بکھری رہیں پھر اوزیرس زندہ ہوگیا اور آسمان کی بادشاہی کا مالک بن گیا۔ آخرت میں حساب کتاب کرنا بھی اس کا کام ہے اور اسی کی خوشنودی سے پُرانے مصریوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بقول آدمی نجات پا سکتا ہے۔

ایزیس :-

یہ دیوی ہوریس کی ماں اور اوزیرس کی بیوی کہی جاتی تھی۔ اوزیرس کے قاتل ست نے نفتیس سے شادی کی تھی جو ایزیس کی بہن تھی یعنی وزیرلس، ایزیس، نفتیس اور ست، یہ سب آپس میں بہن بھائی تھے۔ ایزیس کی صورت دو قسم کی ہوتی تھی کبھی حسین عورت کی صورت اور کبھی حسین عورت کے جسم کے ساتھ گائے کا منہ۔

نفتیس :-

اوزیرس اور ایزیس کی بہن اور ست کی بیوی۔ اس کی تصویریں اس طرح ہیں کہ اوزیرس کی لاش کے سامنے کھڑی ماتم کر رہی ہے۔ مصری خرافات میں ہے کہ ایک دفعہ دھوکہ سے اوزیرس اسے ایزیس یعنی اپنی بیوی سمجھا۔ اس غلطی کا یہ نتیجہ نکلا کہ حمل رہ گیا اور انوبیس پیدا ہوا۔

ست :-

یہ بدی کا دیوتا ہے۔ اوزیرس کو اسی نے مارا تھا، لیکن اوزیرس کے بیٹے ہورس نے اس سے بدلہ لیا۔ ہیکسوس اسے پوجتے تھے اور اس کی ماں فیتاس کے نام پر قربانیاں کرتے تھے۔

اَنوبیس :-

اوزیرس کا ناجائز لڑکا جسے مردوں کا دیوتا سمجھتے تھے اس کا جسم آدمی کا اور سر گیدڑ کا ہوتا تھا۔

سَیبو :-

(آسمان) کا شوہر اور ایزس، ایزس اور دوسرے بہت سے دیوتاؤں کا باپ سمجھا جاتا تھا۔

تُوت :-

آخرت کے دیوتا، اوزیرس کا میر منشی، وقت کا حساب لگانے والا اور گنتی کا ایجاد کرنے والا مانا جاتا تھا۔ اس کی تصویریں اس طرح ہیں کہ اوزیرس کی عدالت میں کھڑا ہے، ہاتھ میں کاغذ اور قلم ہے تا کہ نیکیوں اور بدیوں کا وزن لکھتا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبک :-

اس دیوتا کا سر مگر مچھ کا تھا۔ لوم، امبو اور فیوم میں پوجا جاتا تھا۔

ہاتور :-

اتوم کی بیوی تھی جو "را" دیوتا کا ایک روپ ہے۔ اس کی شکل عورت کی تھی، جو اپنے سر پر باز کی صورت کا ایک خول چڑھائے رہتی تھی اور اس پر سینگ بھی ہوتے تھے۔ اس دیوی کے کئی نام تھے: دیوتاؤں کی محبوبہ "مغرب کی ملکہ" تھیبس کی ہاتو۔ یہ نسوانی فطرت کی طاقت کا مظہر تھی۔ اس میں ایزمن کی قوت اور سُوت کی بعض صفتیں مانی جاتی تھیں۔ اسے اکثر گائے کی صورت کا بناتے تھے جو تھیبس کی پہاڑیوں سے نکل رہی ہو۔

مَارث :-

یہ قانون کی دیوی تھی اور "را" یعنی سورج دیوتا کی بیٹی سمجھی جاتی تھی۔ اس کی صورت عورت کی سی تھی جس کے سر پر قانون کا پر لگا رہتا تھا۔

جابی :-

یہ دریائے نیل کا دیوتا تھا اور اس طرح بنایا جاتا تھا کہ آدمی ہے جو سر پر پھول اُٹھائے ہوئے ہے اسے ہرے اور لال رنگوں سے رنگا جاتا تھا۔

اَپیس :-

یہ گائے کا بچھڑا ہوتا تھا اور بہت پُرانے وقتوں سے ممفس میں پجتا تھا۔ سقارہ کی زمین سے کئی ممی کیے ہوئے بچھڑے نکلے ہیں جنہیں حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے ایک ہزار ساڑھے پانچ سو برس پہلے کا خیال کیا جاتا ہے۔

اَمن :-

پایۂ تخت تھیبس میں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے ایک ثالوث تھا (یعنی تین دیوتاؤں کا مجموعہ تھا) جس میں امن سب سے بڑا تھا۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ امن فتاح دیوتا کا بیٹا ہے اس کا لقب تھا "دونوں مصروں کا خدا اور دیوتاؤں کا شہنشاہ"۔ اس کی شکل کبھی انسان کی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناتے تھے جو سر پر سینگ پہنے رہتا تھا۔ مصری اسے اپنے آزادی وخود مختاری کا بھی دیوتا یقین کرتے تھے کیونکہ اسی کے پوجنے والے مصری نوابوں نے مصر کو ہیکسوس کی غلامی سے نکالا تھا اور بڑی بھاری سلطنت قائم کر دی تھی۔

مُوت:۔

یہ تھیبس کے ثالوث کی دیوی ہے۔ امن کی بیوی، اسے پیدا کرنے والے نیچر کا مظہر مانا جاتا تھا۔

خَنسُو:۔

تھیبس کے ثالوث کا دیوتا اور امن کا بیٹا مانا جاتا تھا۔ اسے چاند کا دیوتا سمجھتے تھے اس کی شکل اس طرح کی تھی کہ دھڑ آدمی کا اور منہ باز کا۔ یہ اپنے سر پر چاند اُٹھائے دکھایا جاتا تھا، اس کا دوسرا نام نفر حتپ تھا۔

منتو:۔

بعد کی قوموں کی طرح پرانی مصری قوم کے بھی جنگی دیوتا تھے۔ ان دیوتاؤں میں دو زیادہ مشہور ہیں۔ ایک کا نام منتو ہے۔

منتو کو بعد کے زمانے میں دیوتا ''را'' (سورج) کے ساتھ ملا دیا گیا تھا، اور اُسے ''منتورا'' کہنے لگے تھے۔ اس کی پوجا بہت سے مقاموں میں ہوتی تھی جیسے تھیبس مذاموو، ارمنت، طوو، اور اس دیوتا کے القاب بھی بہت تھے۔ پُرانی تحریروں میں اسے ''تھیبس کے سردار، دیوتاؤں کے بادشاہ، اور دو قوتوں کے دیوتا'' کے القاب سے یاد کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دیوتا بہت پرانا تھا کیونکہ اس کا نام دوسرے دیوتاؤں کے ساتھ اہراموں پر بھی ملتا ہے اور اس کی پرستش بھی کم سے کم چھٹے شاہی خاندان کے زمانے سے عام ہو چکی تھی، کیونکہ اس خاندان کا ایک فرعون ''مرن را'' اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ میں دیوتا منتو کی طرح میدان جنگ سے فتح یاب لوٹا۔

دیوتا منتو کو عام طور پر ایک ایسے انسان کی صورت میں دکھایا جاتا تھا جس کا دھڑ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کا ہے مگر سر باز کا سا ہے۔ جس پر سورج کا تاج رکھا ہے اور دو پر بھی تاج کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ایک تصویر میں اُسے اس طرح بھی دکھایا گیا ہے کہ لمبا نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے ہے جس کی انّی لوہے یا برونز دھات کی ہے اور ایک دشمن قیدی پر وار کر رہا ہے۔

لیکن اس دیوتا کی جب پرستش شہر زِرّت میں شروع ہوئی (یہ شہر آج کل ایک گاؤں ہے طود اس کا نام ہے، اور اقصر سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے) تو اس کی صورت بدل گئی اگرچہ اس کی جنگی طبیعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور یہ بدستور لڑائی کا دیوتا ہی رہا۔ زرت میں اسے آدمی کی طرح بنانے لگے جس کا سر بیل کا ہوتا تھا، اور اس کے ہاتھ میں کئی قسم کے ہتھیار رہتے تھے۔

جنگ قادش کے حالات میں اس دیوتا کا بہت تذکرہ آیا ہے۔ لکھا ہے کہ فرعون رام سس دوم میدان جنگ پر اس طرح چمکا جس طرح ''را'' (سورج) چمکتا ہے اور اس نے بات منتو کے اختیار اپنے ہاتھ میں لیے پھر دشمنوں پر تھیبس کے سردار منتو دیوتا کی طرح ٹوٹ پڑا۔ فرعون نے ہتھیار اُٹھائے، اپنی رتھ پر سُوار ہوگیا، معرکے میں گھس پڑا اور تمام دشمنوں کو برباد کر کے فتح یاب ہوگیا۔

منتو دیوتا کا ایک لقب ''طاقتور بیل'' بھی تھا۔ اس لقب سے غرض یہ تھی کہ دیوتا کو طاقت و قوت کا مظہر بتایا جائے۔ شہر مدامود کے مندر پر یہی لقب لکھا ہوا ہے اور پرانی تحریروں میں بتایا گیا ہے کہ اس شہر میں لڑائی کا ایک میدان بھی تھا جس میں ''مقدس بیل'' (جو منتو دیوتا کا مظہر سمجھا جاتا تھا) لڑتا تھا۔ ظاہر ہے لڑائی کا مطلب اصلی لڑائی نہیں ہوسکتا کیونکہ اصلی لڑائی میں ''مقدس بیل'' کے زخمی ہونے یا مرجانے کا اندیشہ تھا، اور معلوم ہے مصری اپنے دیوتا کا یہ حشر دیکھنا پسند نہیں کر سکتے تھے۔

لہٰذا لڑائی سے مراد فرضی لڑائی ہے، خود مدامود کا مصری نام ''حت عجات'' تھا جس کے معنی ہیں ''لڑائی کا گھر'' ۔ منتو دیوتا کا اصلی مندر مدامود ہی میں تھا اور اس کی عبادت پر وہ تمام فرعون بہت زور دیتے تھے جو جنگ اور فتوحات کے شائق تھے۔ اٹھارویں خاندان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دیوتا نے بڑی اہمیت حاصل کرلی تھی، کیونکہ یہ خاندان بڑا جنگ جو تھا۔ اس خاندان کے مشہور فرعون تھوتھمس سوم نے جسے پُرانے مصر کا نپولین کہا جاتا ہے منتو دیوتا کا مندر نئے سرے سے بنایا تھا۔ اس کے بعد فرعون امنوفیس اور تھوتھمس چہارم نے اس مندر میں بہت اضافہ کیا۔ انیسویں خاندان کے فرعون بھی یہی کرتے رہے۔ سیتی اول اور رامسس دوم نے اس دیوتا کے لیے ایک عظیم الشان نیا مندر بنایا۔ عجیب بات یہ ہے کہ یونانی دور میں بھی اس دیوتا کی عظمت باقی رہی۔ بطلیموس سوم نے جو بڑا جنگ جو بادشاہ تھا، اس دیوتا کے لیے ایک نیا مندر مداموو شہر ہی میں بنا کر اپنی عقیدت کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد بطلیموس پنجم نے بھی ایک مندر بنوایا حتیٰ کہ جب رومن شہنشاہی قائم ہوئی اور مصر روم کا ایک صوبہ بن گیا، تب بھی اس دیوتا کی بڑائی قائم رہی۔ خود رومن فاتحوں نے اس سے عقیدت ظاہر کی اور اس کے مندر کو زیادہ سے زیادہ آراستہ کر دیا۔ مسیحی زمانے ہی میں یہ دیوتا ہمیشہ کے لیے ختم ہوا ہے۔

بُردی کاغذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہویں خاندان کے دورِ حکومت میں بھی منتو کی بڑی تعظیم کی جاتی تھی اور سال میں دو دفعہ اس کے نام پر تہوار منائے جاتے تھے جن میں فرعون سے لے کر معمولی مصری بھی شریک ہوتے اور خوشیاں مناتے تھے، یہ بھی لکھا ہے کہ ان تہواروں میں اگر رات کو کوئی سو جاتا تھا تو اُسے اٹھا دیتے تا کہ خوشی میں اپنا پورا حصہ لے۔

دیوی سخ مَت :-

یہ دیوی جلانے والے سورج کی گرمی کا مظہر سمجھی جاتی تھی اور اسی لیے قتل اور بربادی کی دیوی تھی۔ اس کے بارے میں پُرانے مصریوں نے ایک لمبا قصہ گھڑا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

”رَا بہت ہی زبردست دیوتا تھا اور مدتوں مصر پر حکومت کرتا رہا لیکن جب بوڑھا ہو گیا تو اس کی کمر جھک گئی اور طاقت گھٹ گئی۔ اس کے ہونٹ کانپنے لگے، اور رال بہنے لگی۔ لوگوں نے یہ دیکھا تو دیوتا کا مذاق اڑانے لگے اور کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے دیوتا کا گوشت سونا بن گیا ہے۔ ہڈیاں چاندی ہو چکی ہیں اور بال لاجورد کے تار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوتا جلد ہی سمجھ گیا کہ اُس کا مذاق اُڑایا جارہا ہے کبھی اس کو خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کے غلام اور چاکر ایسی گستاخی کریں گے، مگر اب وہ دیکھ رہا تھا کہ یہ لوگ گستاخی کررہے ہیں۔ بہت سوچنے کے بعد دیوتا را نے دوسرے دیوتاؤں کو جمع کیا اور انہیں گستاخوں کا حال سُنا کر کہا کہ ناشکروں سے بدلہ لینا ضروری ہے۔ ایک دیوتا نے کہا کہ معاملہ بالکل آسان ہے۔ مجرموں کو پکڑ لیا جائے، ان پر مقدمہ چلایا جائے اور ایسی سزائیں دی جائیں کہ سب لوگ ہمیشہ کے لیے ڈر جائیں۔ مگر رآ نے کہا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ گرفتاریاں شروع ہوتے ہی لوگ صحرا میں بھاگ جائیں گے اور مصر ویران ہو جائے گا۔ آخر بہت صلاح مشورے کے بعد دیوتاؤں نے طے کیا کہ رآ اپنی ایک آنکھ کے نام فرمان صادر کرے اور اسے اجازت دے دے کہ ان لوگوں سے پورا پورا بدلہ لے لے، جنھوں نے یہ گستاخی کی ہے۔ رآ نے یہ اصلاح مان لی اور اس کی آنکھ نے ایک عورت کی صورت اختیار کر لی جس کا سر شیرنی کا تھا۔ رآ کی یہی آنکھ دیوی سخ مت ہے۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ دیوی سخ مت خون اور قتل کی پیاسی ہو کر پہاڑوں، میدانوں شہروں اور آبادیوں میں دوڑنے اور بڑی ہی بے رحمی سے قتل عام کرنے لگی۔ حالت یہ ہو گئی کہ ملک بھر میں ہر طرف خون کی ندیاں ہی بہتی دکھائی دیتی تھیں۔ رآ نیک دل معبود تھا اور بہت ہی نرم مزاج۔ اُس نے دیکھا کہ جو دنیا اُس کے ہاتھوں بنی اور پروان چڑھی تھی، اب ویران ہو چکی ہے اور اُس کے پیدا کیے ہوئے آدمی موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ دنیا میں جو کچھ بھی اچھا اور خوبصورت تھا، فنا ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر رآ کو بہت رنج ہوا اور وہ بڑی ندامت سے اپنے دل میں کہنے لگا کہ آخر میں نے یہ کیا کیا؟۔

رآ نے چاہا کہ خوں ریزی اور بربادی ختم ہو جائے گی مگر سخ مت خون پینے کی عادی بن چکی تھی۔ اس نے دیوتا کی ایک نہ سنی اور اپنا کام کرتی رہی۔ قتل عام کرتی ہوئی مصر کے درمیانی علاقوں میں بھی پہنچ گئی مگر یہاں رات ہو گئی اور دیوی بے اختیار سو گئی۔

"را" نے یہ موقعہ غنیمت جانا اور سوچنے لگا کہ کسی طرح اور زیادہ خون ریزی نہ ہونے پائے، بہت سوچ کے بعد اس نے حکم دیا کہ بیر شراب بنائی جائے۔ فوراً بے شمار مقدار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیر بن گئی۔ دیوتا نے حکم دیا کہ زمین پر ہر جگہ یہ شراب بہا دی جائے۔ یہی کیا گیا اور جب سخ مت جاگی تو اسے ہر طرف یہ شراب دکھائی دی جس کا رنگ خون جیسا تھا۔

سخ مت یہ دیکھ کر خوش ہوگئی اور سمجھی کہ یہ سب خون خود اُسی نے بہایا ہے پھر اُس نے زمین پر بہتی ہوئی شراب پینی شروع کردی، کیونکہ خون پینے کی اُسے لت پڑ چکی تھی، اور وہ اس شراب کو خون ہی سمجھتی تھی۔ جب بہت پی گئی تو شراب کا اس پر اثر ہوا، مست ہوکر سوگئی اور صبح جب جاگی تو بھول چکی تھی کہ قتل اور خونریزی اس کا کام تھا۔

اب سخ مت رَا کے پاس واپس آگئی کیونکہ نیک بن چکی تھی۔ را نے اس کا شاندار استقبال کیا اور حکم دیا کہ ہر سال نوروز پر سخ مت کے لیے بیئر پیش کی جائے۔

اس وقت سے اس دیوی کو برابر خوراک پہنچ رہی ہے۔

غرض کہ سخ مت دیوی بھی مصریوں کے جنگی دیوتاؤں میں سے ایک تھی۔

وحدانیت کی طرف کھنچاؤ:۔

اوپر آپ دیکھ آئے ہیں کہ دیوتاؤں کے بارے میں مصریوں کی ذہنیت کیا تھا اور کس طرح جنگی فتوحات نے پایۂ تخت تھیبس کے دیوتا امن کو سب سے زیادہ مشہور و مقبول بنا دیا تھا۔ مصریوں کی یہ ذہنیت، تمدن کی ترقی کے ساتھ مضبوط ہوتی چلی گئی اور وہ آہستہ آہستہ وحدانیت کی طرف کھنچنے لگے۔

مصری مذہب کی تاریخ کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونچے درجے کے لوگ عام طور پر را یعنی سورج کو پوجتے تھے۔ تھیبس مصر کی راج دھانی تھا اور تہذیب کا مرکز، مگر اس شہر کا دیوتا را نہیں امن تھا۔ کھلی بات ہے امن ایک فرضی اور بناوٹی دیوتا تھا اور را بہرحال زبردست مادّی وجود رکھتا تھا۔

سورج بھی خدا کی ایک مخلوق رہی ہے مگر بڑی شاندار ہے، اور خدا نے ہماری زمین کی زندگی کا ذریعہ سورج ہی کو بنا دیا ہے۔ بہت سی قومیں سورج کی عظمت اور اُس کا جلال دیکھ کر اُس کی پجاری بن گئیں۔ مصریوں کا بھی یہی حال ہوا، اُن کے خواص امن اور دوسرے سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوتاؤں پر را یعنی سورج دیوتا کو ترجیح دینے لگے۔ تھیبس والوں نے یہ سب دیکھا تو ڈرے کہیں امن کے ساتھ تھیبس کی بڑائی بھی ختم نہ ہو جائے، عقلمند لوگ تھے انہوں نے آمن اور را کو ایک ساتھ ملا دیا اور ''امن را'' کے نام سے اپنے دیوتا کی شہرت پھیلا دی۔

اُنہوں نے بس یہی نہیں کیا بلکہ ''امن را'' کو ایک مستقل دیوتا قرار دیا اور مصر کے خواص میں رآ (سورج) کی وحدانیت کا جو خیال پھیل چکا تھا، اُسے ''امن را'' سے جوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس عجیب دیوتا کی شان میں ایسی مناجاتیں پاتے ہیں جو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ہو سکتی تھیں۔ ایک مناجات کا ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے:-

تجھی نے زمین، چاندی، سونا بنایا ہے اور تجھی نے بالکل اپنی خوشی سے سچے جواہرات بنائے ہیں۔ تجھی نے ہری بھری گھاس اگائی ہے جسے چرند چرتے ہیں اور تجھی نے سبزیاں پیدا کی ہیں، جن پر آدمی جیتے ہیں۔

تو ہی مچھلی کو دریا میں زندہ رکھتا ہے اور چڑیوں کو جو ہوا میں سانس لیتی ہیں۔

اور تو ہی انہیں ہوا پہنچاتا ہے جو انڈوں کے اندر بند ہیں اور تو ہی کیڑوں میں روح پھونکتا ہے۔

تو ہی جھنجھیریوں میں، پیٹ پر رینگنے والوں میں، مچھروں میں سانس پھونکتا ہے اور تو ہی بلوں میں چوہے کو روزی دیتا اور ڈال پر چڑیا کو سنبھالتا ہے۔

تیرے ہی یہ سب احسان ہیں اور اسی لیے تو مبارک ہے۔

تو ایک اکیلا ہے لیکن تیرے ہاتھ بہت سے ہیں۔

آدمی تیری دونوں آنکھوں سے نکلے ہیں اور جب آدمی تیری ستائش کرتے ہیں تو جلد ہی تھک کر ان کا سانس پھول جاتا ہے، چاہے وہ مصری ہوں، یا لیبیا کے حبشی ہوں، یا ایشیا کے۔

مرحبا ہے تیرے لیے اے معبود سب ہی کہتے ہیں تیرے لیے حمدیں، کیونکہ تو ہم میں ٹھہرا رہتا ہے۔

تیرے لیے ہمارے سب ہی احترام ہیں کیونکہ تو ہی نے ہمیں پیدا کیا ہے تجھ پر ساری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکتیں آ رہی ہیں، تمام زندہ چیزوں کی طرف سے!

تیرے پُجاری ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں آسمان کی اونچائیوں میں بھی اور زمین کی چوڑائیوں میں بھی اور سمندر کی گہرائیوں میں بھی۔

تیری عظمت کے آگے سب دیوتا جھک جاتے ہیں۔

دیوتا تجھ سے عرض کرتے ہیں:-

چلا جا سلامتی میں، اے وہ جو سب دیوتاؤں کے باپوں کا باپ ہے۔

جس نے آسمانوں کو کھمبوں کے بغیر تان دیا ہے، جس نے زمین کو بچھونا بنا دیا ہے جو پیدا کرنے والا ہے سب جانداروں کا، جو بنانے والا ہے سب چیزوں کا۔

تو دیوتاؤں کا سردار اور شہنشاہ ہے۔ ہم تیری روحوں کو آداب عرض کرتے ہیں کیونکہ تو ہی نے ہمیں بنایا ہے۔

ہم تجھ پر دل کھول کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں کیونکہ تو ہی نے ہم میں جان ڈالی اور ہم جیتے جاگتے آدمی بن گئے۔

ہم تجھ پر برکتوں کی بارش کرتے ہیں، کیونکہ تو ہم میں سدا رہتا ہے۔

پرانے کتبوں اور مہنتوں کی لاشوں پر کی گئی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امن دیوتا کے سب مہنت ایک درجے کے نہیں تھے بلکہ ان کے کئی درجے ہوتے تھے۔ سب سے اونچے درجے کے مہنت وہ تھے جو آسمانی، دنیوی، اخروی، شہبازوں کے سردار کہلاتے تھے۔ یہ لوگ گویا مصری مذہب کے امام تھے اور اسی لیے صرف انہی کے لیے جائز تھا کہ دیوتا کے مندر کے آخری حصے تک یعنی اُس حصے تک بھی چلے جائیں، جہاں خود دیوتا کا بڑا بت نصب تھا۔

باقی مہنتوں کے لیے وہ جگہیں مقرر تھیں، جہاں تک وہ جا سکتے تھے۔ مندر کا پہلا حصہ سب کے لیے کھلا رہتا تھا اور ہر شخص اُس میں جا سکتا تھا لیکن دوسرے حصے میں جو مصری زبان میں تخیت کہلاتا تھا صرف وہی مہنت جا سکتے تھے، جو قربانیاں اُٹھاتے تھے۔

پھر یہ لوگ بھی اس حصے کی ایک حد تک جا سکتے تھے۔ یہاں کھڑے ہو کر وہ قربانی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق خاص مناجاتیں پڑھتے اور لوٹ آتے تھے۔

مندر میں ایک ایوان کا نام ''آسمان کا ایوان'' تھا۔ اس ایوان میں خاص خاص لوگ ہی جا سکتے تھے۔ اس ایوان میں جب روشنی ہوتی تو آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوجاتی تھی کیونکہ ایوان کی دیواریں الیکٹروم دھات کی چادروں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور جب قندیلیں جلائی جاتی تھیں، تو دیواریں جگمگ جگمگ کرنے لگتی تھیں اور ایوان کا رنگ آسمانی ہو جاتا تھا، اِسی مناسبت سے اُسے ''آسمان کا ایوان'' کہتے تھے۔

امن دیوتا کے مہنتوں میں ایک گروہ ''بونی نفر'' یعنی مقدس باپ کہلاتا تھا۔ معلوم نہیں ان لوگوں کے فرائض کیا تھے مگر عجیب بات یہ ہے کہ نابالغ لڑکوں کی ممیوں پر بھی یہ لقب لکھا ہوا ہے۔ شاید یہ لقب اعزازی تھا اور مہنتوں کے مخصوص خاندانوں کا ہر آدمی اسی لقب سے یاد کیا جاتا تھا چاہے وہ خود مہنت نہ بھی ہو۔ یہ خیال اس لیے بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس لقب کے ساتھ ہر ممی پر کوئی اور لقب بھی موجود ہے اور اس دوسرے لقب سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ مہنت خاندان کے یہ لوگ جو مقدس باپ کہلاتے تھے مندر کی جائیدادوں کا بھی انتظام کرتے تھے اور اُن میں جو آدمی جس نوعیت کا کام کرتا تھا، اُس کی مناسبت سے اُسے دوسرا لقب بھی دے دیا جاتا تھا۔ چنانچہ مہنت خاندانوں کے افراد کی ممیوں پر اس قسم کے القاب لکھے ہیں: امن کے بیلوں کا نگران، رَا دیوتا کے مویشیوں کا رکھوالا، آمن کے گھر کی چہار دیواری کا پاسبان، آمن کی جائیداد کا کارپرداز، مقدس آمدنی کا میر منشی، آمن کے رجسٹر کا رکھنے والا، آمن کے گھر سے دھاتیں نکالنے والوں کا سردار، شہر تھیبس میں انصاف کا حکم دینے والا، سردار اتوبیا کے گھر کا داروغہ، وغیرہ وغیرہ۔

امن دیوتا اور بعض دوسرے بڑے دیوتاؤں کے خادم صرف مرد ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ عورتیں بھی ہوتی تھیں۔ ان عورتوں کے بھی کئی گروہ تھے، ایک گروہ کی عورتیں ''کماتیونی امنو'' کہلاتی تھیں اور ان کی پوزیشن ایسی ہی تھی جیسے ''مقدس باپوں'' کی، یعنی عورتیں مندر میں دیوتا کی حمد وثنا کے گیت تو گاتی تھیں مگر گھر گرہست بھی تھیں۔ اپنے شوہروں اور رشتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داروں کے ساتھ مندر میں مقررہ وقتوں میں آتی تھیں اور اپنا کام کر کے چلی جاتی تھیں۔

ان عورتوں کے علاوہ اور عورتیں بھی تھیں جو مندر سے زیادہ گہرا تعلق رکھتی تھیں، انہیں ''حسیت'' کہا جاتا تھا اور یہ بھی دیوتا کی بڑائی کے گیت گاتی تھیں۔ ان کے بارے میں زیادہ تفصیل اب تک معلوم نہیں ہو سکی۔

ان دونوں گروہوں سے الگ عورتوں کا ایک اور گروہ بھی تھا۔ یہ عورتیں ''کنواری'' رہتی تھیں جو دیوتا کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتی تھیں اور مندر ہی کی عمارتوں میں رہتی تھیں۔ یہ گویا ہندوستان کی بول چال میں ''داسیاں'' یا ''اچھوتیاں'' تھیں مگر حقیقت میں یہ عورتیں بہت بڑا فتنہ تھیں، ان عورتوں کی سردار عورت کا لقب ''خزتیو'' تھا۔

ان عورتوں کے ٹھیک مقابلے میں مردوں کا بھی ایک گروہ رہتا تھا، یہ لوگ نفریو کہلاتے تھے یعنی ''نوجوان'' اور یہ بھی ''مجرد'' رہا کرتے تھے۔

''حسیت'' عورتوں کے جواب میں ''حسیو'' نام کے مرد تھے اور وہی کام کرتے تھے جو ''حسیت'' عورتیں کرتی تھیں۔

ان کے علاوہ مردوں کا ایک گروہ تھا جو ''بو'' کہلاتا تھا یعنی راہبوں کا گروہ تھا۔ ان لوگوں کا کام صرف یہ تھا کہ دیوتا کی ہر وقت ''عبادت'' کرتے رہیں۔

ایک اور گروہ بھی تھا جسے ''حریکبو'' کہتے تھے۔ اس گروہ کے لوگ لکھے پڑھے ہوتے تھے اور مصری مذہب کے گویا فقیہ تھے۔

ایک اور گروہ ''محن نتر'' کہلاتا تھا، یہ لوگ بہت بڑے عالم فاضل سمجھے جاتے تھے اور ان کی بہت عزت بھی کی جاتی تھی۔

مہنتوں اور پجاریوں کی یہ تقسیمیں مندر کے اصول پر تھیں مگر سرکاری طور پر ایک ہی بڑا مہنت مانا جاتا تھا جسے پاپائے اعظم کہنا چاہیے۔ یہ سب سے بڑا مہنت امن دیوتا کے دین اور مندر کا سب سے بڑا افسر ہوتا تھا اور ''محن نترنی امن را'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

شروع شروع میں یہ شخص محض مذہبی پیشوا ہوتا تھا اور فرعون کے اثر میں رہتا تھا لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوتا امن کی مقبولیت جتنی بڑھتی گئی، یہ پیشوا بھی اُتنا ہی طاقتور ہوتا چلا گیا۔

سب سے پہلے اٹھارویں خاندان کے فرعون ''اخناتون'' نے اس پیشوا کی قوت و اقتدار سے خطرہ محسوس کیا اور اس خطرے سے بچنے کے لیے فرعون نے آمن دیوتا ہی سے بغاوت کردی اور را (سورج) دیوتا کی پرستش جاری رکھی، مگر آمن دیوتا فرعون سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا اور اُس کے مہنت اکیسویں خاندان میں فرعون ہی بن بیٹھے جیسا کہ تفصیل سے اوپر لکھا جا چکا ہے۔

مصر میں مذہبی انقلاب :-

اُوپر بتایا جا چکا ہے کہ مصر کے خواص صرف ایک دیوتا را یعنی سورج کو پوجنا پسند کرتے تھے لیکن مصر کے عوام بہت سے دیوتاؤں پر ریجھے ہوئے تھے۔ عوام اور خواص کی ذہنیتوں کا یہ اختلاف ملک میں خرابی ڈال سکتا تھا، یہی سوچ کر پایۂ تخت تھیبس کے مدبروں اور مہنتوں نے یہ کیا کہ اپنے دیوتا امن کو را سے ملا دیا اور دونوں کو ایک ہی دیوتا کہنا شروع کر دیا۔ یہ کارروائی اصل میں عوام و خواص کے مذہبی خیالات میں ایک طرح کا سمجھوتہ تھی، اور تاریخ بتاتی ہے کہ یہ سمجھوتہ دانشمندانہ اور مصر کے حالات کے ٹھیک موافق تھا، کیونکہ یہ سمجھوتہ اُس وقت تک باقی رہا جب تک مصریوں نے عیسائی مذہب قبول نہ کر لیا۔

لیکن مصر میں ایک ایسا فرعون بھی گزرا ہے جو اپنے خیالات میں بہت سخت تھا، اُسے یہ لیپا پوتی پسند نہ آئی اور اُس نے طاقت کے زور سے صرف ایک دیوتا کی پرستش پر اپنی رعایا کو مجبور کر دیا۔

مصر کی تاریخ کے باب میں ہم اس فرعون کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، یہ امن ہوتپ چہارم تھا جو ۳۷۵ ق۔م سے ۳۵۸ ق۔م تک بادشاہی کرتا رہا اور اخن اتون کے نام سے مشہور ہوا۔

اخن اتون یا اخناتون کا مذہبی انقلاب سمجھنے کے لیے خود اس فرعون کے کچھ حالات جان لینے مناسب ہیں۔ یہ امنہوتپ سوم کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کی موت پر جب تخت نشین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو اس کی عمر صرف گیارہ برس کی تھی مگر بلا کا ذہین تھا۔ اس چھوٹی عمر میں بھی سمجھ کا یہ حال تھا کہ فرعون بنتے ہی اس نے اپنا ایک لقب یہ قرار دیا "وہ جو سچائی میں رہتا ہے"۔ مصریات کے مشہور عالم، سرفلنڈر پیٹرک نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ بچے اخناتون کا یہ لقب اُسے زیب بھی دیتا تھا کیونکہ اپنے قول و فعل میں وہ ہمیشہ سچا رہا اور کبھی جھوٹ یا بناوٹ سے اُس نے کام نہیں لیا۔

فرعونوں کا دستور تھا کہ اپنی تصویریں اور اسٹیچو زیادہ سے زیادہ شاندار اور خوبصورت بنواتے تھے، چاہے خود کتنے ہی کمزور اور بدصورت ہوں۔ اپنی رنج کی زندگی بھی تصویروں میں کبھی نہیں دکھاتے تھے کیونکہ ڈرتے تھے کہ عام لوگوں میں بے قدر نہ ہو جائیں لیکن اخناتون نے یہ ریاکاری ختم کر ڈالی۔ وہ جیسا تھا ویسا ہی اپنی تصویروں اور اسٹیچوؤں میں ظاہر ہوا۔ انہوں نے اپنی رنج کی زندگی کے مرقعے بھی عام کر دیے تاکہ سب جان جائیں۔ فرعون اپنے محل میں بال بچوں کے ساتھ کس طرح رہتا تھا؟ بہت سی تصویروں میں وہ اپنی ملکہ کے ساتھ ہے، دونوں بڑی محبت سے گلے مل رہے ہیں، یا آمنے سامنے بیٹھے ہنس بول رہے ہیں اور ان کے بچے کلیلیں کر رہے ہیں۔ پہلے کے اور بعد کے فرعون اپنی ایسی تصویریں کبھی پبلک میں لانے کی ہمت ہی نہ کر سکے، لیکن اخناتون، بناوٹ اور جھوٹ سے گھن کھاتا تھا اسی لیے وہ جیسا تھا ویسا ہی اپنی رعایا کے سامنے آ گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، بڑے ہی دل گردے کا آدمی ایسا کر سکتا ہے۔ بادشاہوں کے لیے یہ کام اور بھی مشکل ہے۔

اخناتون بہت ہی دبلا پتلا، بے رعب اور اوچھا سا آدمی تھا۔ آخر عمر تک ایسا ہی رہا۔ زیادہ سے زیادہ تیس برس جیا۔ ڈاڑھی مونچھ نکلی ہوگی، مگر مصر میں فرعون بھی اور عام آدمی بھی سر کے ساتھ داڑھی مونچھ بھی منڈوا دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اخناتون اپنی تصویروں میں بالکل بے رُو بلکہ زنانہ سا دکھائی دیتا ہے۔

اخناتون سچائی اور سادگی چاہتا تھا۔ پروہتوں اور مہنتوں کے اقتدار کا مخالف تھا اور صرف اپنا اقتدار چاہتا تھا۔ امن دیوتا کے مہنت بہت طاقتور ہوتے جاتے تھے اور فرعون اُن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا زور بڑھا دینا چاہتا تھا۔

اخناتون کا مذہبی انقلاب یہ تھا کہ اس نے سب دیوتاؤں کی پوجا بند کردی۔ امن سب سے بڑا بن گیا تھا۔ اسی لیے امن کی پوجا اُس نے جرم قرار دیدی اور جہاں بھی اس دیوتا کا نام لکھا پایا مٹا ڈالا، فرعون نے ایک اکیلے سورج کی پوجا ضروری ٹھہرائی۔

مصری زبان میں ''را'' سورج ہے، مگر ایسا سورج جس کے ساتھ کوئی صفت نہ ہو، اخناتون نے اپنے دیوتا کا نام راؔ نہیں ''اتون'' رکھا۔ یہ لفظ صدیوں سے مصر میں بولا جاتا تھا اور اس کے معنی، مصری زبان میں یہ تھے کہ ایسا سورج جو دکھائی دیتا ہے۔ اتون دیوتا یا سورج کے کئی اور نام بھی تھے جیسے شو، اتوم، اور کھیپر ا، مگر اخناتون نے صرف اتون نام ہی لیا تا کہ کئی ناموں کی وجہ سے لوگ دھوکا کھا کر کسی اور کو دیوتا نہ سمجھ لیں۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ صرف ایک اتون چمکتے ہوئے سورج ہی کی سب پوجا کریں۔

اخناتون امن ہوتپ چہارم کے نام پر تخت پر بیٹھا تھا۔ امن ہوتپ کے معنی ہیں امن کا دیوتا مگر اپنی بادشاہی کے چھٹے سال اُس نے ''امن'' دیوتا کو بالکل چھوڑ دیا اور اپنا نام بدل کر ''اخن۔ اتون'' رکھا، یعنی ''اتون کا سعادت مند'' ساتھ ہی اپنا مذہبی انقلاب بھی جاری کردیا۔

پایۂ تخت تھیبس اور دیوتا امن میں چولی دامن کا ساتھ تھا۔ تھیبس میں رہتے ہوئے امن کا سر کچلا نہیں جا سکتا تھا۔ یہی سوچ کر اخناتون نے تھیبس کو چھوڑ دیا اور ''تل العمران'' کی زمین پر ایک نیا شہر بسایا۔ اس شہر کا نام ''اخیتاتون'' یعنی تون کی افق رکھا، اسی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ ساتھ ہی اتون کے لیے بہت ہی عالی شان مندر بنوایا اور خود آپ اس دیوتا کا سب سے بڑا مہنت بن گیا۔

اخناتون نے یہی نہیں کیا بلکہ اپنے دیوتا اتون کے مندروں میں اپنی اور اپنی ملکہ نیفرتیتی کی تصویریں بھی بنوا دیں اور دیوتا کے ساتھ اِن تصویروں کی پوجا بھی ضرور ٹھہرا دی۔ یہ اس لیے کہ اخناتون اپنے آپ کو اور اپنی ملکہ کو اتون کی سگی اولاد سمجھتا تھا اور کہتا تھا، مجھے اور میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ کو اتون نے اسی لیے پیدا کیا ہے کہ اُس کے نام پر ہم دونوں ساری دنیا پر حکومت کریں۔

اخناتون نے اپنا مذہبی انقلاب برپا کر کے خود اپنے لیے جو خاص مذہبی پوزیشن حاصل کر لی تھی وہ اُس کے وقت کی تحریروں سے ظاہر ہے۔ اُسے اُتون دیوتا تو نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن اتون کے بعد وہی سب سے زیادہ مقدس مانا جاتا تھا۔

اخناتون کے وقت کی ان تحریروں سے آپ سمجھ لیں گے کہ اس فرعون نے مذہبی انقلاب برپا کر کے اپنے آپ کو کتنا اونچا کر دیا تھا۔

ان تحریروں میں اخناتون ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

''تو قسمت کا بنانے والا ہے، تعلیم دینے والا ہے، بڑی عمر بخشنے والا ہے، زندگی کا مالک ہے''۔

ایک درباری نے اخناتون کو اس طرح مخاطب کیا تھا۔

''تو میری زندگی ہے، تیرے دیکھنے ہی سے میری تندرستی ہوتی ہے اور لاکھوں نیل، خداوند، بڑائیاں ہیں تیرے لیے، تو ہی نے مجھے ڈھالا ہے اور تو ہی مجھے بھلائیوں سے نہال کرتا ہے''۔

ایک اور درباری کہتا ہے:-

''تو نیل ہے جس کے حکم سے آدمی مالا مال ہو جاتے ہیں اور اے اچھے حاکم! تو ہی نے مجھے بنایا ہے، مجھے پالا ہے اور مجھے شہزادوں کے برابر کر دیا ہے حالانکہ میں کچھ بھی نہ تھا۔ او خدا! تیرا ہی نور دیکھ کر میں جیتا ہوں''۔

عجیب بات یہ ہے کہ اخناتون نے یہ بڑا مذہبی انقلاب تو برپا کیا، لیکن اپنی قوم کے لیے نہ کوئی اخلاقی ضابطہ بنایا نہ روح اور آخرت کے بارے میں ان کے عقیدوں کو چھیڑا، حالانکہ ان عقیدوں میں بڑی اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت تھی۔ یہ سچ ہے کہ اخناتون نے پرانی قدامت پرستی کا خاتمہ کر دیا مگر ملک میں کوئی عملی اصلاح اس کے ہاتھوں سے نہیں ہوئی۔

اخناتون کے مذہب کی عمر بھی اُتنی ہی ہوئی جتنی خود اُس کی اپنی فرعونی کی تھی۔ تاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوشی کے سترہویں برس جب فرعون کی آنکھیں بند ہوگئیں تو اس کا مذہب بھی مر گیا۔ صرف وہی تھوڑے سے آدمی فرعون کو چاہ سکتے تھے جنہیں اُس نے بڑھایا تھا، باقی تمام مذہبی پیشوا اور وہ سب عہدے دار اور عوام جن کی عزت کو، دولت کو، اثر کو، مذہب کو، فرعون نے نقصان پہنچایا تھا، اُس کے مرتے ہی نئے مذہب سے بغاوت کر بیٹھے اور دیکھتے دیکھتے اتون کا نام اس کی پوجا اور اُس کے مندر سب چیزیں اس طرح مٹ گئیں جیسے کبھی تھی ہی نہیں۔ خود اخناتون کے دامادوں نے جیسا کہ ہم تاریخ کے حصہ میں بیان کر آئے ہیں، پوری سختی سے نئے مذہب کا نام ونشان مٹایا حتیٰ کہ اخناتون کی تصویریں اور اسٹیچو بھی توڑ ڈالے گئے۔ جہاں بھی اُس کا نام لکھا پایا گیا، حرف غلط کی طرح اُڑا دیا گیا۔ اُس کے پایۂ تخت کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا ڈالی گئی اور کھنڈر تک باقی رہنے نہ دیے گئے بلکہ تعصب اس قدر بڑھا کہ اخناتون کا نام لینا بھی جُرم ہوگیا اور اگر کبھی مجبوراً کسی کو اس کا نام لینا پڑتا تھا تو گنہگار مجرم اخناتون کہتا تھا! نئے سرے سے امن را اور دوسرے دیوتاؤں کی پوجا زندہ کردی گئی۔

اسی عام بربادی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے اتون کی پرستش کس طرح کی جاتی تھی؟ ہاں چند مناجاتیں کس طرح بچ رہی ہیں، جو اتون کے لیے ہیں، یہاں ہم ان کا ترجمہ درج کرتے ہیں:-

تجھے سلام اے اتون، جب تو اُٹھتا ہے جب تو ڈوبتا ہے۔

تو ظاہر ہوتا ہے، ظاہر ہوتا ہے۔

تو چمکتا ہے، چمکتا ہے۔

تو جو کائنات کا شہنشاہ بن کر اپنے سر پر تاج رکھ چکا ہے۔

تو مالک ہے زمین کا، تو مالک ہے آسمانوں کا، تو پیدا کرنے والا ہے اُن سب چیزوں کا جو افق میں ہیں اور جو زمین کی گہرائیوں میں سانس لے رہی ہیں، تو ہی معبود ہے بالکل اکیلا معبود جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔

تو نے ہی زمین پیدا کی ہے، تو نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے، تو نے ہی گوندھ کر آسمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے کیے ہیں، تو نے ہی نیل بہایا ہے۔

تو ہی پانی کا اور سمندروں کا پیدا کرنے والا ہے، تو ہی اُن سب کو جیتا رکھتا ہے جو پانیوں کے اندر چھپے رہتے ہیں۔

تو نے ہی پہاڑ بنائے ہیں اور تیرے ہی پاک ہاتھوں سے سب آدمی اور سب جاندار بنے ہیں۔

تو نے ہی زمین، آسمان اور سب کائنات اسی لیے بنائی ہے کہ تیری بڑائی کی جائے، مجھے یوں پوجا جائے، اے مالک سب کے!

تو ایک ہے، اکیلا ہے تیرے جیسا کوئی نہیں، تو سب طرح مکمل ہے۔

سلام ہے تجھے، اے وہ جسے ہر کوئی سلام کرتا ہے۔

﴿ایک مناجات اس طرح ہے﴾

سلام تجھ پر اے شہزادے! جو فطرت کے مرکز سے آرہا ہے۔ سلام تجھ پر جو اولین مادے کا جلوہ ہے، سلام تجھ پر اے سنہرے دائرے جو مندروں میں اپنی تجلی دکھاتا ہے۔

سلام تجھ پر جو وقت کا چلانے والا ہے اور مہینے برس بنانے والا ہے۔

سلام تجھ پر جو دائمی زندگی کا مالک ہے۔

ایک اور مناجات جسے مصریات کے عالم خود اخناتون کی تصنیف سمجھتے ہیں، یہ ہے:-

تو مصر کی دونوں زمینوں (شمال و جنوب) کو اپنی محبت سے بھرپور کیے ہوئے ہے اور اچھے حاکم جس نے خود اپنے آپ کو بنایا ہے۔

تو ہی سب زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ان سب کا بنانے والا جو زمینوں پر دکھائی دیتے ہیں، انسان بھی، جانور بھی، مویشی اور بھی پیڑ بھی جو نرم زمین پر اگتے ہیں ...... یہ سب جیتے ہیں، جب تو ان کے لیے اٹھتا اور چمکتا ہے۔

تو ماں بھی ہے اور باپ بھی اُن سب کا جنہیں تو نے پیدا کیا ہے۔

تو جب پچھم کے افق پر جا بیٹھتا ہے تو سب جاندار اس طرح لیٹ جاتے ہیں جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردے ہوں۔ اُن کے ہاتھ گرم کپڑوں میں لپٹے ہوتے ہیں اور نتھنے بند رہتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے دن صبح تڑکے تو پورب کے افق پر نمودار ہو، اُس وقت سب کے ہاتھ تیری حمد وثنا کے لیے اُٹھ جاتے ہیں۔

جب تو اپنی کرنیں چھوڑتا ہے تو ہر زمین تہوار منانے لگتی ہے، گانے بجانے والے خوشی سے بھرپور ہو کر تیری بڑائی کے گیت گانے لگتے ہیں۔

تو اختاتون کو ہر جگہ سے پیار کرتا ہے جہاں اچھے اور چربیلے کھانے چنے جاتے ہیں۔

سب آدمی تیرا جلوہ دیکھ کر جیتے ہیں، آسمان پر تیرے اٹھتے ہی پورا ملک کھڑا ہو جاتا ہے اور سب ہاتھ تیری جلالی اُٹھان کو سلام کرنے کے لیے اُٹھ جاتے ہیں۔

سب آدمی، سب جانور، سب پرند، سب رینگنے والے جو زمین پر سانس لیتے ہیں تجھی کو دیکھ کر جیتے ہیں اور جب تو بیٹھ جاتا ہے تو وہ بھی لیٹ جاتے ہیں۔

روح اور آخرت:-

مصریوں کے مذہبی اعتقاد میں یہ عجیب بات بھی دکھائی دیتی ہے کہ وہ دنیاوی زندگی سدھارنے کی اُتنی فکر نہیں کرتے تھے جتنی آخرت کی زندگی میں خوشی حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ بھی مانتے تھے کہ دیوتاؤں، خاص کر اوزیرس کی خوشنودی کے بغیر اُن کی آخرت اچھی نہیں ہوسکتی۔ اُن کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ دیوتا نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور بدیوں سے ناخوش۔ مگر جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، یہ خیال بھی اُن میں پھیلا ہوا تھا کہ دیوتاؤں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ دنیا کی کسی شائستہ قوم میں ایسا خیال کبھی پایا نہیں گیا۔ حیرت ہوتی ہے کہ مصر میں یہ خیال آیا کہاں سے اور صدیوں باقی رہا کیسے؟

لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس خیال نے مصریوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا، اخلاقی بھی، ذہنی بھی، مالی بھی۔ وہ اپنی زندگی کو نیکیوں سے سنوارنے اور سجانے کی بجائے جادو کے چکر میں پڑ گئے۔ وہ سمجھ بیٹھے کہ جادو کے منتروں اور دعاؤں کے اثر سے ضرور دیوتاؤں کی عدالت میں سُرخرو ہو جائیں گے۔ اُنہوں نے اپنی تمام قوتیں مقبرے بنانے اور آخرت میں عیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے کی دُھن میں خرچ کر ڈالیں، مگر یہ دُھن جھوٹی تھی کیونکہ نیکیاں اس کے ساتھ نہ تھیں۔ ملک کی دولت کا بہت بڑا حصہ مُردوں پر تلف ہو گیا اور زندہ لوگ غربت و پستی میں گرتے چلے گئے۔ حالت یہ تھی کہ فرعون کا سب سے بڑا انعام و اعزاز یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ کسی سے خوش ہو، اور اس کے لیے مقبرہ بنوا دے۔ پائیدار مقبرہ بنانے پر بڑی بھاری رقم خرچ ہوتی تھی، خوش حال لوگ بھی یہ خرچ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اسی لیے مصریوں کی آرزو رہتی تھی کہ فرعون کو کسی طرح خوش کریں اور اُن کے لیے ایسا مقبرہ بن جائے جو ہمیشہ باقی رہے۔

مصریوں کا عقیدہ تھا کہ انسان دو چیزوں سے بنا ہے، جسم سے اور روح سے۔ سب قومیں ہی مانتی ہیں لیکن مصریوں کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جسم کی طرح روح کو بھی فانی مانتے تھے۔ وہ روح کو طرح طرح کی صورتوں میں خیال کرتے اور اُس کی تصویریں بناتے تھے، کبھی مرغابی کی صورت میں، کبھی باز کی صورت میں، کبھی انسانی سر کے ساتھ باز کی صورت میں اور کبھی روشن لاٹھی کی صورت میں۔

مصریوں کا یہ عیقدہ تھا کہ روح پر جو کچھ گزرتا ہے، وہی لاش پر بھی گزرتا ہے اور جسم کی جو حالت ہوتی ہے وہی روح کی ہوتی ہے کیونکہ موت کے بعد بھی جسم اور روح کا ساتھ چولی دامن کا رہتا ہے اور دونوں کبھی ایک دوسرے سے الگ ہو نہیں سکتے۔

اسی لیے وہ کہتے تھے کہ موت آنے پر جسم گرفتار ہو جائے گا تو روح بھی فنا ہو جائے گی لہٰذا ضروری ہوا کہ روح اور جسم دونوں کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کا سامان کیا جائے۔ اسی خیال نے انہیں مجبور کیا کہ لاش محفوظ رکھنے کا طریقہ ایجاد کریں اور اُنہوں نے ایجاد بھی کر لیا اسے ممی کرنا کہتے ہیں۔

ممی کرنے یا بنانے کا ایک نہیں بلکہ تین طریقے تھے۔ پہلا طریقہ جس پر زیادہ خرچ بیٹھتا تھا، یہ تھا کہ پہلے نتھنوں کی راہ سے دماغ نکال لیتے تھے پھر ایک تیز نوکیلے پتھر کے اوزار سے لاش کے پہلو میں سوراخ کرتے اور آنتیں وغیرہ کھینچ لیتے تھے۔ آنتوں کو صاف کر کے کھجور کی تاڑی اور بعض خوشبوؤں میں کچھ دن رکھنے کے بعد لاش میں لوٹا دیتے اور اُس کے پیٹ میں ایلوے کا سفوف اور دار چینی وغیرہ خوشبوئیں بھر کر پہلو کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوراخ سی دیتے تھے۔ پھر دو مہینے دس دن لاش کو بورۂ ارمنی میں رکھ کر غسل دیتے اور عربی گوند میں سوتی کپڑے کی پٹیاں بھگوا ور سکھا کر لاش پر لپیٹ دیتے، پھر اُس کے وارثوں کو واپس دے دیتے تھے۔

ممی کرنے کا دوسرا طریقہ اس سے سستا تھا، لاش کے اندر نیچے کی طرف سے کوئی ایسا مصالحہ داخل کر دیتے تھے جسے آج کل کوئی نہیں جانتا مگر وہ مصالحہ پیٹ کی سب چیزوں کو پگھلا کر بہا دیتا تھا۔ جب آنتیں وغیرہ غائب ہو جاتی تھیں تو اس مصالحے کو بھی لاش کے اندر سے نکال دیتے تھے، کیونکہ اندر رہ جانے سے وہ پوری لاش کو پگھلا ڈال سکتا تھا۔ اس کے بعد لاش پر بورۂ ارمنی چڑھا دیتے تھے تاکہ گوشت بھی پگھل جائے، پھر لاش کو سوتی پٹیوں میں لپیٹ دیتے تھے۔

ممی کرنے کا تیسرا طریقہ غریب آدمیوں کے لیے تھا اور بہت ہی سادہ تھا۔ لاش کو پہلے شربین کے عرق میں رکھتے تھے، پھر ستر دن بورۂ ارمنی میں رکھ دیتے تھے، اس کے بعد سوتی پٹیوں میں لپیٹ کر اُسے وارثوں کے حوالے کر دیتے تھے۔

ممی کرنے والے وہی لوگ تھے جن کے باپ دادا صدیوں سے یہی پیشہ کرتے تھے، کوئی اور آدمی کسی لاش کی ممی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر ممی بھی تمام مذہبی رسموں اور دعاؤں کے ساتھ کی جاتی تھی کیونکہ اس کے بغیر مصریوں کے خیال میں آخرت کی خوشی نصیب ہی نہیں ہو سکتی تھی۔

اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حسین عورتوں کی لاشیں تین دن اپنے گھروں میں رہتی تھیں، اس کے بعد ممی کرنے والوں کے ہاں بھیجی جاتی تھیں کیونکہ بہت سے واقعات نے ثابت کر دیا تھا کہ ممی کرنے والے خوبصورت عورتوں کی لاشوں سے ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس پر جانور بھی شرما جائیں۔

لاش محفوظ رکھنے میں تو مصری کامیاب ہو گئے، کیونکہ اُن کی بہت سی لاشوں پر سینکڑوں، ہزاروں برس گزر چکے ہیں مگر جیسی تھیں آج تک ویسی ہی باقی ہیں لیکن ایک اور مشکل سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ روح بھی اُن سب کھانوں اور چیزوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاج ہے جس کی ضرورت زندہ جسم کو ہوتی ہے۔ اگر روح کے لیے یہ سب سامان مہیا نہ کیا جائے تو وہ مر جاتی ہے۔ اس مشکل کو اس طرح دور کیا گیا کہ زندہ لوگ روحوں کی ضرورتیں پوری کیا کریں۔

مگر اندیشہ تھا کہ زندہ آدمی کہیں مُردوں سے بے پرواہ نہ ہو جائیں، اس لیے یہ عقیدہ پھیلا دیا گیا کہ جگہ جگہ روحوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے، آئندہ لوگ اگر ان کی ضرورتیں پوری نہیں کریں گے تو وہ اُن سے دوستی کریں گی۔ راتوں کو گھروں میں چلی آئیں گی، زندوں کے جسموں میں گھس جائیں گی، انہیں ستائیں گی۔ طرح طرح کی بیماریاں پیدا کر کے انہیں گھلائیں گی اور مار ڈالیں گی۔

اس عقیدے کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ڈر گئے اور بڑی مستعدی سے روحوں کے ''مطالبے'' پورے کرنے لگے۔ ہر خاندان اپنے مُردوں کے لیے زیادہ سے زیادہ پائیدار قبر بنواتا اور قبر کے ساتھ ہر قسم کے کھانے، روٹی، میوے، گوشت، اناج[1]، برتن، کپڑے، سبزیاں غرض کہ وہ اُن چیزوں کا ڈھیر لگا دیتا جس کی ضرورت زندہ لوگوں کو رہتی ہے۔ تہواروں میں ہر جگہ ہر گھر اپنے مُردوں کے مقبروں میں یہ چیزیں پہنچاتا تھا۔

صاف پانی، معطر پانی لال اور سفید شرابیں، چار قسم کی بیئر، دہی، کباب، روغنی روٹی، سبزیاں، کھجور، انار، انجیر، عناب، کپڑے، پینے کی بعض ایسی چیزیں جن کی ترتیب اس زمانے میں کوئی نہیں جانتا اور مقدس گائے کا گوشت، ہرن کا گوشت، زبان، پسلیاں، رانیں، جگر سینہ، گردے، بطخ کا گوشت، کبوتر کا گوشت، سؤر کا گوشت، غور کیجئے اس سب سامان پر کتنا خرچ ہوتا ہوگا؟

مدت تک یہی دستور رہا کہ انسانی ضروریات کی سب چیزیں مقبرے میں رکھ دیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ رُوح اُن سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ بعد میں یہ دستور بدل گیا اور تابوت اور دیواروں پر سب چیزوں کی تصویریں بنا دینا کافی سمجھ لیا گیا مگر مُردے کے پورے نام اور القاب ساتھ لکھوا کر کیونکہ اُن کے خیال میں آدمی کا نام، اُس کے وجود اور ہستی کا لازمی حصہ تھا اور جس کا نام مٹ جاتا، اُس کا وجود بھی مٹا ہوا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ

[1] پُرانے مصری مقبروں سے جو اناج نکلا ہے، وہ بویا گیا مگر اُگا نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے آدمی کی روح اسی طرح فنا ہو جاتی ہے جس طرح بجھنے کے بعد چراغ فنا ہو جاتا۔

نام و القاب کے ساتھ جادو والی دعائیں بھی لکھ دی جاتی تھیں اور یقین کیا جاتا تھا کہ جب کوئی آدمی یہ سب تحریریں پڑھے گا تو جادو کے اثر سے وہ سب چیزیں روح کو مل جائیں گی جن کی تصویریں بنا دی گئی ہیں۔

اسی عقیدے کے بموجب مقبروں پر زندہ آدمیوں کو مخاطب کر کے یہ التجا لکھی جاتی تھی۔

اے شہزادو! اے سردار کاہنو! اے پروہتو! اے فقیہو! اے عہدہ دارو! اے قوم کے لوگو! اے شہر کے بسنے اور آئندہ پیدا ہونے والو! جب تم یہاں آؤ، اور اس قبر کو دیکھو، تو قبر کی یہ سب تحریریں بھی پڑھو، اگر چاہتے ہو کہ اوزیرس (دیوتا) ہمیشہ مندر میں تمہارے لیے روغنی روٹی بھیجتا رہے اور انوبیس (گیدڑ) جس کی محبت ہی میں تمہاری خوشی ہے تمہارے دل کو ہمیشہ کے لیے بادشاہ کے دل کی طرح شاد رکھے تو اپنی زبان سے دُعا کرو کہ اس قبر کے مُردے کو ہزاروں روٹیاں، شرابیں، بیل بطخیں، عطر، کپڑے اور وہ سب دے دیا جائے جو اچھا ہے اور جس سے آدمی جیتے ہیں اور تمہیں یہ اس لیے بھی کرنا چاہیے کہ پرہیز گار مصری ہمیشہ مُردے کا حکم مانتے ہیں اور جب تم مرو گے تو تمہارے لیے بھی زندہ آدمی اسی طرح دعا کیا کریں گے۔

لیکن اب بھی شک تھا کہ ممکن ہے قبر پر نہ کوئی آدمی آئے، نہ یہ دعائیں اور تحریریں پڑھے۔ ایسی صورت میں روح کے مرجانے کا ڈر تھا کیونکہ مصریوں کا خیال تھا کہ روح کو جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور اُسے اپنی قبر کے پاس موجود نہیں پاتی تو مر جاتی ہے۔ اُس کی یہ موت آخری ہوتی ہے اور پھر کبھی جی نہیں سکتی۔

اسی خیال سے اُنہوں نے یہ کیا کہ مقبرے میں کھانے پینے اور ضرورت کی سب چیزوں کی تصویروں کے ساتھ بہت سے نوکروں اور ماؤں کی تصویریں بھی بنانی شروع کر دیں اور فرض کر لیا کہ جب کبھی روح کو کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو اُس چیز کی یا اُسے تیار کرنے والی چیزوں کی تصویروں پر نگاہ ڈالتے ہی سب کچھ روح کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔ پھر روح نوکروں کو حکم دے دے گی اور وہ اُس کی ضرورت فوراً پوری کر دیں گے۔

اس قسم کی تصویریں بہت سے مقبروں پر ملتی ہیں ان میں کھیتی باڑی کے، کھانا پکانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے، کپڑا بُننے اور سینے کے، کپڑے دھونے کے، جوتا بنانے کے، حجامت بنانے کے، گانے بجانے کے اور دوسری بہت سی چیزوں کے مناظر موجود ہیں۔ یہ سب تصویریں اُسی غرض سے بنائی گئی ہیں جو ہم ابھی بیان کر آئے ہیں یعنی روح کو کوئی تکلیف نہ ہو اور وہ اپنی سب ضرورتیں وقت پر حاضر پائے تاکہ ہمیشہ کی موت سے بھی بچی رہے اور آخرت کی دنیا میں زیادہ سے زیادہ عیش و آرام پا سکے۔

مصریوں کا ایک عجیب عقیدہ یہ بھی تھا کہ مرجانے کے بعد بھی آدمی سے دیوتا طرح طرح کے کام لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کام کرنے سے روح کو تکلیف ضرور ہوگی اور مصری اپنے مُردے کی روح کو ہر قسم کا آرام دینا چاہتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے جادو کی مورتیاں بنا کر ہزاروں کی تعداد میں ہر مقبرے میں رکھنی شروع کر دیں اور طے کرلیا کہ یہ مورتیاں وہ سب کام کر دیں گی جو دیوتا مُردوں سے لینا چاہیں گے۔ وہ لوگ صرف مورتیں ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ مورتیوں کے نام حکم بھی مقبروں پر لکھ دیتے تھے۔

ان مورتیوں کا نام مصری زبان میں ''شبتایو'' تھا، یعنی پکار پر دوڑنے والیاں کیونکہ مصری سمجھتے تھے، جونہی دیوتا کسی کام کے لیے مُردے کو پکاریں گے یہ مورتیاں مُردے کا کام کر دینے کے لیے دوڑ پڑیں گی۔ ان مورتیوں کے ساتھ جو تحریریں لکھا کرتے تھے اُن کا نمونہ ''پتاح موزلیس'' کے نام کے ایک مردے کی قبر پر سے ترجمہ کرکے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

آواز پر دوڑنے والی مورتیو! جب پتاح موزلیس کو آخرت کی دنیا میں کسی کام کے لیے پکارا جائے یا دشمن سے لڑنے کے لیے اُسے بھرتی کیا جائے، یا کھیت بونے، نہروں میں پانی بھرنے اور پورب سے پچھم کو اناج لینے کے لیے بیگار میں پکڑا جائے تو تم چلا اُٹھنا کہ ہم حاضر ہیں۔ مُردے کو نہیں، ہمیں پکارو، کیونکہ ہمیں پکارنا ہر وقت اور ہر گھڑی آسان ہے۔ ہم یہاں اسی لیے ہیں کہ پتاح موزلیس کے سب کام پورے کر دیں......!

ہم بتا چکے ہیں کہ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ روح اپنی قبر اور لاش کے ساتھ برابر رہتی ہے مگر بعد میں یہ عقیدہ بدل گیا اور وہ یقین کرنے لگے کہ روح قبر کی اندھیری کوٹھڑی میں قید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنا پسند نہیں کرتی، بلکہ قبر سے الگ ہو کر کسی جنت میں رہا کرتی ہے۔

اس خیال نے اور ترقی کی اور بیسویں خاندان (تقریباً ۱۲۰۰ق۔م) کے زمانے میں پایۂ تخت تھیبس کے اونچے طبقے نے کہنا شروع کر دیا کہ آخرت میں آدمی کو پوری خوشی دیوتا امن راہی کی بدولت مل سکتی ہے اور وہ خوشی یہ ہے کہ آدمی مرکر ''را'' یعنی سورج میں مل جائے اور سورج کی کشتی میں بیٹھ کر ساری دنیا کی سیر بھی کرے اور جنتوں میں رہے۔ اس خیال کے مطابق مُردے کا نہ اپنی مورتی سے کوئی رشتہ باقی رہتا تھا اور نہ اوزیریں دیوتا ہی سے، بلکہ وہ اپنی روح کے ساتھ قبر سے بھی آزاد ہو جاتا تھا اور سورج بن جاتا تھا مگر مصر میں پہلی دفعہ یہ شرط بھی ضروری ٹھہرائی گئی کہ آدمی کو یہ خوشی مل ہی نہیں سکتی جب تک کہ وہ اپنی دنیا کی زندگی میں نیکیاں نہ کرتا رہا ہو۔

لیکن تھیبس کے مذہبی پیشوا بڑی سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ وہ اخناتون کا مذہبی انقلاب بھی دیکھ چکے تھے۔ ڈرے کہیں پھر کوئی نیا انقلاب نہ ہو جائے، اسی لیے انہوں نے اونچے طبقے کے اس نئے خیال کو پُرانے خیالات میں سمو کر ایک دوسرا ہی عقیدہ پھیلا دیا۔ اُنہوں نے کہا: بیشک مُردے سورج سے مل جاتے ہیں اور آخرت کی سب سے بڑی خوشی یہی ہے لیکن روحیں آزاد رہتی ہیں اور جب چاہتی ہیں اپنی قبر میں مورتیوں اور لاش کے پاس بھی آجاتی ہیں اور جب آتی ہیں تو اُن کے لیے وہ سب چیزیں بھی مہیا رہنی چاہئیں جن کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔

بیسویں خاندان اور بعد کے آثار قدیمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مصریوں نے یہ بے جوڑ عقیدہ بھی مان لیا تھا کہ کیونکہ اس زمانے کے تمام مقبروں پر یہ تحریر لکھی ملتی ہے جس میں ہر مُردے کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے:-

جا اے شخص (نام ولقب) تیرے لیے آسمان بالکل کھول دیا گیا ہے، زمین بھی تیرے لیے کھول دی گئی ہے اور آخرت کا راستہ بھی تجھ پر کھول دیا گیا ہے۔ جب تیرا جی کہیں جانے کو چاہے تو چلا جا اور جب لوٹنا چاہتے تو تُو لوٹ سکے گا۔ تو ''را'' کے ساتھ رہے گا۔ پوری آزادی سے لازوال زندگی رکھنے والے دیوتاؤں کی طرح ''را'' میں چل پھر سکے گا اور تو وہ روغنی روٹیاں بھی کھاتا رہے گا جو پتاح (دیوتا) تجھے دے گا۔ اس طرح تو ہمیشہ حُوریس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستر خوان پر کھاتا پیتا رہے گا۔

مُردے کی آخرت کی زندگی باقی رکھنے کے لیے تابوت کا ہونا بھی ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اسی لیے وہ لوگ زیادہ سے زیادہ مضبوط پتھر کے تابوت بناتے تھے اور یقین کرتے تھے جب تک تابوت باقی ہے، مُردے کی روح بھی باقی رہے گی۔ شروع شروع میں ایک تابوت ہوتا تھا، بعد میں دو بنانے لگے، ایک کو ایک کے اندر رکھ دیتے تھے۔ یہ بھی اس خیال سے تھا کہ لاش کی زیادہ سے زیادہ حفاظت ہوتی رہے۔

دفن :-

مورّخ ڈیوڈ صقلی کا بیان ہے کہ جب کوئی مصری مرتا تھا تو اُس کے رشتہ دار اور دوست اپنے سروں پر کیچڑ مل کے شہر بھر میں روتے پیٹتے پھرتے تھے، یہاں تک کہ اُن کا مُردہ دفن ہوجائے۔ اس تمام مدت میں نہ نہاتے تھے، نہ شراب پیتے تھے، نہ کوئی اچھا کھانا کھاتے تھے اور نہ اچھا کپڑے پہنتے تھے۔ امیر آدمیوں کے جنازے پر ساڑھے پانچ ہزار سکے خرچ ہوتے تھے۔ درمیانی درجے کے جنازے پر تقریباً دو ہزار سکے، اور غریبوں کے جنازے پر اس سے کہیں کم۔

ہیرو ڈوٹس مورّخ لکھتا ہے، جب کوئی بڑا مصری مرتا تھا تو اس کے گھر کی عورتیں اپنے منہ اور سر پر کیچڑ تھوپ لیتی تھیں، کمر باندھ لیتی تھیں، سینہ کھول دیتی تھیں اور شہر بھر میں ماتم کرتی پھرتی تھیں۔ ان کے رشتہ دار مرد بھی اسی حال سے روتے اور بین کرتے جاتے تھے۔

جنازہ ہمیشہ صبح کو گھر سے اُٹھتا تھا اور آہستہ آہستہ دریائے نیل کے کنارے پہنچایا جاتا تھا۔ جنازے کے ساتھ آدمیوں کا ایک بڑا جلوس ہوتا تھا، رشتہ دار اور دوست بھی اور کرایہ کے رونے والے اور رونے والیاں بھی۔ ایک گروہ مُردے کو مخاطب کرکے چلّاتا تھا:-

''تو مغرب کو جارہا ہے، اے تو جو سب آدمیوں سے اچھا تھا، مغرب کو جارہا ہے جہاں اوزیرس کا گھر ہے! ہاں تو ہی ہے جو مکاری اور جھوٹ سے ہمیشہ نفرت کیا کرتا تھا''۔

فوراً دوسرا ماتمی گروہ چلا کر یوں کہتا تھا:-

''ارے او سردار! تو مغرب کو جارہا ہے، خود دیوتا بھی تجھ پر ماتم کررہے ہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوہ اور لڑکے بالے اپنے مُردے کے جنازے سے بہت قریب ہو کر چلتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہوتی تھی، پیچھے مزدور ہوتے تھے جو میّت کے ساتھ دفن ہونے والا تمام سامان اُٹھائے چلتے تھے۔

جنازے کی صورت، کشتی کے مشابہ ہوتی تھی، کیونکہ "را" دیوتا اور اوزیرس دیوتا کی بھی کشتیاں تھیں جن پر وہ دنیا کی سیر کیا کرتے تھے اور اب مردہ بھی دیوتاؤں کے ساتھ سیر کرے گا، اس لیے دنیا سے کشتی ہی پر سوار ہو کے جائے۔

مُردے کی یہ کشتی بیل گاڑی پر رکھ دی جاتی تھی۔ مصری اپنے جنازے بیل گاڑیوں ہی پر اُٹھاتے تھے اور گاڑی ہانکنے والا، بیلوں کو بار بار مارتا اور چلاتا جاتا تھا:-

"مغرب کو او بیلو! تم لیے جا رہے ہو تابوت مغرب کو او بیلو! تمہارے پیچھے ہی چلا آ رہا ہے"۔

جنازہ دریائے نیل کے کنارے جب پہنچ جاتا تو اُسے ایک بڑی کشتی پر رکھ دیتے تھے، تا کہ دریا کے اُس پار قبرستان جائے۔ نیل کا یہ سفر مُردے کے لیے بہت ضروری اور اہم سمجھا جاتا تھا کیونکہ اوزیرس اور را بھی روز سفر کر کے شام کو اپنے آرام کی جگہ چلے جاتے تھے۔ اسی طرح مُردہ بھی اس سفر سے آرام کی جگہ پہنچ جائے گا۔ قبرستان ابی دوس نامی مقام میں تھا۔ اسے قبرستان کی بجائے شہر کہنا چاہیے کیونکہ یہاں بڑی آبادی تھی یہ لوگ ابی دوس کو مقدس سمجھتے تھے اور یہاں دفن ہونے میں نجات یقین کرتے تھے۔

میّت کی کشتی پر صرف اُس کی رشتہ دار عورتیں ہوتی تھیں اور جادوگرنیاں یا مہنت عورتیں، رشتہ دار عورتیں بین کرتی رہتی تھیں اور جادوگرنیاں منتر پڑھتی تھیں۔ ایک اور کشتی بھی ہوتی تھی، اس میں میت کے ساتھ جانے والے لوگ ہوتے تھے اور دفن ہونے والا سامان۔

دریا کے کنارے میت کے دوست کھڑے ہوتے تھے اور ایک گروہ چلاتا تھا:-

پہنچ جا سلامتی میں، تھیبس کے مغرب میں، سلامتی میں، سلامتی میں ابی دوس کی طرف پہنچ جا، وہاں چلا جا سلامتی میں ابی دوس کی طرف، سلامتی میں مغرب کے سمندر کی طرف۔

اس کے جواب میں دوسرے لوگ چیخ کر کہتے تھے:-

مغرب کو! مغرب کو، انصاف کی زمین کو، اس زمین کو جس سے تو نے محبت کی تھی، ہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ زمین تیرے بغیر بے کل ہے، تیری جدائی میں روتی ہے۔

یہ سنتے ہی عورتوں کی چیخیں بلند ہو جاتی ہیں۔

سلامتی میں سلامتی میں مغرب میں، او عزت دار مالک چلا جا سلامتی میں، خدا کی مرضی ہوگی اور کبھی نہ ختم ہونے والا دن جب چمکے گا تو ہم تجھے دیکھیں گے کیونکہ دیکھ: تو اُس زمین کو جا رہا ہے جہاں سب آدمی ایک ساتھ ہو جاتے ہیں۔

یہ بین ختم ہوتے ہی میت کی بیوہ ایک پر اثر سُر میں گاتی تھی:

او میرے بھائی! او میرے خاوند! او میرے پیارے ٹھہر! اپنے گھر ہی میں رہ، اپنی دنیا کی جگہ چھوڑ کر نہ جا! ہائے تو کشتی پر چلا جا رہا ہے تاکہ دریا کو پار کر لے۔

ارے کشتی چلانے والو! جلدی نہ کرو، میرے پیارے کو چھوڑ جاؤ، تم تو اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ گے مگر میرا پیارا میرا جانی، تو وہ جا رہا ہے بہت دور جا رہا ہے، دوام کی زمین میں جا رہا ہے۔

''اوزیرس کی کشتی! ہائے تو کیوں میرے پیارے کو مجھ سے چھین لینے کے لیے چلی آئی''۔

آہ لٹ گئی میں کیونکہ میرا بھائی، میرا خاوند، میرا چہیتا مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے۔

جب ممی یا میت قبرستان میں کھڑی کر دی جاتی تھی تو پھر ماتم ہوتا تھا۔ عزیز دوست اور کرایہ کے نوحہ کرنے والے سر پیٹتے تھے۔ دھاڑیں مار مار کے روتے تھے اور زمین پر گر پڑتے تھے۔ رشتہ دار میت کو اپنے ننگے سینوں سے چمٹاتے اور اُس کی چھاتی اور گھٹنے چومتے تھے۔

اس موقعہ پر بیوہ یہ بین کرتی تھی:

میں تیری بہن ہوں اور بڑے آدمی! نہ چھوڑ مجھے۔

کیا سچ مچ تو یہی چاہتا ہے کہ میں تجھے چھوڑ کر چلی جاؤں؟ میں چلی جاؤں گی تو یہاں تو اکیلا رہ جائے گا۔ او پیارے! بتا تو وہ کون ہے جو یہاں تیرے پاس ہوگا اور تیرے ساتھ جائے گا۔

اے وہ جو مجھ سے ہنسا بولا کرتا تھا، اب کیوں چپ ہے؟ کچھ تو بول!۔

اس پر غم بھرے سُر میں سب لوگ ایک ساتھ گانا شروع کر دیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتم! ماتم! کرو تم، بُرے بغیر کرو ماتم! جتنا تم کر سکتے ہو اُتنا ہی کرو ماتم۔

او اچھے مسافر جو دوام کی سرزمین کو جارہا ہے تو ہم سے چھن گیا ہے۔ اے وہ جس کے گرد بہت سے عزیز پیارے جمع رہتے تھے، اب تو اُس زمین میں ہے جہاں تنہائی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

تو بڑی چستی و تیزی سے چلنا پسند کیا کرتا تھا، مگر آج تو قید ہے، بندھا ہوا ہے۔ پٹیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ تیرے پاس کس چیز کی کمی تھی؟ سب ہی اچھی چیزوں کے ڈھیر تیرے آگے لگے رہتے تھے لیکن آج تو سوتی کپڑوں میں لپٹا پڑا ہے۔

اسی موقعہ پر جنوبی مصر کے سانڈ کی قربانی کی جاتی تھی اور مہنت ممی کے ہونٹوں کے سامنے جب ماتمی لوگ رخصت ہو جاتے تھے تو جادوگر گویا مُردوں کی کتاب سے یہ عجیب گانا مُردے کے سامنے گاتا تھا:۔

او ممی، او دیوتاؤ، ہاں تم کہ سنتے ہو حمدیں اس مرے ہوئے آدمی کی اور بڑھاتے ہو روز خوبیاں اس ممی کی، جو زندہ ہے، زندہ ہے ہمیشہ کے لیے ایک دیوتا کی طرح۔

اور اے تو بھی جو زندہ رہے گا آنے والی نسلوں میں، تم سب جو آؤ گے اور پڑھو گے اس مناجات کو جو مذہب کی رسموں کے مطابق لکھ دی گئی ہے۔ قبر پر آؤ گے تو وہاں تم یہ دھراؤ گے: نیچے کی دنیا کی بڑائی (یعنی آخرت کی) اور وہ بڑائی کیا ہے؟ مقبرے کی معذوری مگر کس لیے یہ؟ اس لیے کہ دوام کی سرزمین کی تصویر ہو جائے یہ۔

دوام کی سرزمین سچا ملک ہے وہ مُلک جہاں کوئی جھگڑا نہیں اور جہاں تشدد سے نفرت کی جاتی ہے۔ وہاں نہ کوئی اپنے پڑوسی پر حملہ کرتا ہے اور نہ ہماری نسلوں میں سے کوئی باغی ہے۔

اس وقت سے جب سے تمہاری نسل چلی ہے اور اُس وقت تک جب وہ بہت ہی بڑھ جائے گی سب ہی چلے جا رہے ہیں۔ ایک ہی رات پر کیونکہ مصر کی سرزمین پر کوئی نہیں جو باقی رہے گا، سب کو یہ زمین چھوڑ ہی دینی پڑے گی۔

اور سب سے کہا جارہا ہے جو یہاں دنیا میں ہیں کہ جاؤ اطمینان سے تندرستی اور سلامتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ پھلو پھولو، کیونکہ تمہیں آخر قبر میں چلا ہی جانا ہے۔

مبارکوں میں ایک مبارک سردار تو وہ ہے جو ہمیشہ اپنے دل میں اُس دن کا خیال رکھتا ہے جب تو اپنے دفن کے بچھونے پر لیٹے گا۔

یہ گانا بہت ہی پرانا ہے اور اس میں ایک طرح کی چھپی ہوئی ترغیب ہے کہ آدمی مرنے سے پہلے عیش کر لے۔ صدیوں کے بعد یہ گانا بدل کر یوں ہو گیا اور اس میں عیش کی دعوت کھلے لفظوں میں دے دی گئی جس سے پرانے مصریوں کی اخلاقی حالت کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

سردار (اوزیرس) کے سامنے بے کھٹکے نکل جانا ہی اصل خوش نصیبی ہے۔

خدا کے وقتوں سے آج تک جسم اسی لیے پیدا ہوتے ہیں کہ چلے جائیں اور نئی نسلیں اُن کی جگہ لے لیتی ہیں۔

برابر یہی ہوتا آیا ہے کہ ''را'' صبح کو نکلتا ہے اور تومو لیٹ جاتا ہے تا کہ شام کی دنیا میں آرام کرے۔

تمام نر پیدا کرتے ہیں اور مادائیں بچے جنتی ہیں، ہر ناک سونگھتی ہے، اپنی پیدائش کی صبح سے اُس دن تک جب اپنی آخری جگہ چلی جائے۔

او آدمی! تو خوش رہ ایک دن۔

ہوں تیرے نتھنوں کے لیے خوشبوئیں اور عطر۔

اور ہوں تیرے کندھوں کے لیے اور تیری پیاری بہن[1] (بیوی) کے لیے ہار اور کنول کے پھول، وہ تیری بہن جو تیرے پہلو میں پیار سے بیٹھتی ہے۔

اور تیرے سامنے گانا بجانا بھی ہو اور اپنے سب غم بھول کر نام لو صرف خوشی کا، یہاں تک کہ وہ دن آ جائے جب تجھے کبھی نہ بولنے والی دیوی کے ملک میں جانا پڑے گا۔

مگر اس حالت میں بھی تیرے لڑکے کا دل جو تجھے چاہتا ہے برابر دھڑکتا رہے گا۔

او آدمی ایک دن کے لیے خوش رہ! میں نے اپنے بزرگوں کے بارے میں سنا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن پر کیا بیتی، اُن کی دیواریں ڈھ گئیں، ان کے گھر ناپید ہو گئے اور وہ خود ایسے ہو گئے جیسے خدا کے وقت سے انہیں کبھی زندگی ملی ہی نہ تھی۔

تیرے مقبرے کی دیواریں مضبوط ہیں تو نے اپنے تالاب کے کنارے پیڑ لگائے ہیں، تیری روح اُن کی چھاؤں میں سُکھ پاتی ہے اور پانی بھی پیتی ہے۔

وہی کر جو تیرے دل کو اچھا لگتا ہے، ہاں وہی کر جب تک تو زمین پر ہے۔

اور جس آدمی کے پاس زمین نہیں ہے تو اسے روٹی دے تاکہ ہمیشہ تیرا نام رہے۔

اُن دیوتاؤں کے بارے میں سوچ جو بہت پہلے جیتے تھے مگر اب اُن کے چڑھاوے اس طرح ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑے ہیں جیسے انہیں کسی تیندوے نے پھاڑ ڈالا ہو، اُن کی روٹیاں مٹی میں مل گئی ہیں، اُن کی مورتیاں اب رَا کے مندر میں کہیں دکھائی بھی نہیں دیتیں، اُن کے ماننے والے پڑے بھیک مانگ رہے ہیں۔

''او آدمی ایک دن کے لیے خوش رہ''

جو لوگ تجھ سے پہلے جا چکے ہیں اپنی خوشی کا حصہ بھرپور لے گئے انہوں نے اپنے آپ سے اُداسی دور کر دی تھی، جو عمر گھٹاتی ہے، یہاں تک کہ وہ دن آجاتا ہے جب دل اُجاڑ کے مٹا ڈالے جاتے ہیں۔

''او آدمی ایک دن کے لیے خوش رہ''

سوچ اُس دن کو جب تجھے اُس ملک میں زبردستی پہنچا دیا جائے گا جہاں سب آدمی مل جل کے رہتے ہیں اور جہاں کوئی اپنا سامان بھی ساتھ لے نہ جا سکا اور جہاں سے کبھی کوئی واپس بھی نہ آ سکا۔

پہلے لاش کو قبر میں اُس کے بائیں پہلو پر اس طرح رکھتے تھے کہ اُس کا سر اُتر کی طرف رہتا تھا اور پاؤں دکھن کی طرف، منہ پورب کی طرف اور پیٹھ پچھم کی طرف۔ بعد میں یہ دستور بدل گیا اور لاش کو پیٹھ کے بل رکھنے لگے مگر اس کا منہ پورب ہی کی طرف ہوتا تھا۔

قبروں کے ساتھ لکڑی یا پتھر کی تختیاں بھی کھڑی کرتے تھے جن پر مُردے کی اصلی یا

ل مصری اپنی سگی بہنوں سے شادی کیا کرتے تھے، خود فرعون اور اُن کے خیال میں دیوتا بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرضی نیکیاں اور خوبیاں لکھی جاتی تھیں اور یقین کیا جاتا تھا کہ آخرت میں حساب کے وقت مُردے کو اس تحریر سے فائدہ پہنچے گا۔ فرعونوں کی قبروں کے ساتھ بھی تختیاں ہوتی تھیں مگر اُن پر فرعون کی بڑائیاں لکھی جاتی تھیں اور فتوحات کا حال۔ اس قسم کی بہت سی تختیاں، مصری عجائب خانے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک پر دیوتا امن کی زبان سے فرعون تھوتھمیس سوم کی شان میں قصیدہ ہے جسے پُرانی مصری شاعری کا ایک شاہکار سمجھا جاتا ہے، ہم اس کا ترجمہ مصری ادبیات کے باب میں دیں گے۔

آخرت میں حِسابُ :-

مصریوں کا عقیدہ تھا کہ آخرت میں مُردوں سے دیوتا اوزیرس حساب لیتا ہے اور اُس کے ساتھ عدالت میں بیالیس جج بیٹھتے ہیں۔ روحیں تولنے کی ترازو بھی عدالت میں موجود ہوتی ہے۔ مُردہ عدالت میں کھڑا کیا جاتا ہے اور اُس سے سوال کیے جاتے ہیں۔ جواب میں مُردہ کہتا ہے ''میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دیا، میں نے کسی بیوہ کو ستایا نہیں، میں نے کبھی پنچایت میں جھوٹ نہیں بولا، میں نے کبھی مزدوروں کے سردار سے زیادہ کام کرنے کا مطالبہ نہیں کیا، میں نے کبھی کام سے جی نہیں چرایا، میں نے کبھی کسی کا غلام نہیں چھینا، میں نے کسی کو بھوکا نہیں رکھا، میں نے کسی کو نہیں رُلایا، میں نے کبھی کوئی قتل نہیں کیا، میں نے کسی قاتل کو دھوکہ دینے کا حکم نہیں دیا، میں نے کبھی حرام کی کمائی نہیں کھائی، میں نے کبھی کوئی چیز غصب نہیں کی، میں نے کبھی ڈنڈی نہیں ماری، میں نے کبھی کسی بچے کو اُس کی ماں کے دودھ سے محروم نہیں کیا، میں پاک ہوں، بے گناہ ہوں، میں پاک ہوں بے گناہ ہوں۔

اے انصاف کرنے والو! آج کے بڑے دن جبکہ حساب ہو رہا ہے مجھ مُردے کو اپنے قریب آنے دو کیونکہ یہ مُردہ وہ ہے جس نے نہ کبھی گناہ کیا، نہ جھوٹ کو جانا، نہ کسی کو ستایا، نہ کوئی بُرائی کی، نہ کوئی جھوٹی گواہی دی، نہ کوئی برا کام اپنی پاک روح کے مقابلے میں کیا، بلکہ یہ مردہ ہمیشہ سچائی کے ساتھ جیا، ہمیشہ حلال کھاتا رہا، اسی لیے سب آدمیوں نے اس کی نیکیوں کی تعریف کی اور تمام مخلوق اس کے کاموں سے خوش رہی اور سب دیوتا بھی اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش رہے کیونکہ یہ مُردہ بھوکوں کو روٹی دیتا تھا، پیاسوں کو پانی پلاتا تھا، ننگوں کو کپڑا پہناتا تھا، دیوتاؤں کے سامنے قربانیاں کرتا تھا، مردوں کے لیے دعائیں کیا کرتا تھا، لہٰذا اس مُردے کا منہ بھی پاک ہے اور ہاتھ بھی پاک ہیں۔

مُردے کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پُرانے مصری بھی نیکیوں اور بدیوں کو خوب جانتے تھے۔ یہ سچ ہے مگر عملی زندگی میں نیکیوں اور بدیوں کی وہ زیادہ پروا نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ ہم بتا آئے ہیں کہ اُن کے خیال میں چرب زبانی اور جادو کے زور سے دیوتاؤں کو دھوکہ دے دینا ممکن تھا۔ مردے کا یہ بیان بھی زندہ لوگ بُردی کاغذوں پر لکھ کے قبر میں رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ جب مُردہ یہ بیان عدالت میں دے گا تو دیوتا ضرور اُسے نیک مان لیں گے۔

یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے پڑھنے والوں کو عجیب معلوم ہوسکتا ہے مگر واقعی یہی ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ مصریوں کے خیال میں آدمی کا دل جھوٹ نہیں بول سکتا تھا لہٰذا ڈرتے تھے کہ کہیں آخرت کی عدالت میں دل سب کچھ ٹھیک ٹھیک نہ کہہ دے۔ اسی ڈر سے وہ مردے کا دل نکال ڈالتے تھے اور اس کی جگہ گوبر کے کیڑے کی مورت بنا کر رکھ دیتے تھے۔ ساتھ ہی ایک جادو کا منتر بھی لکھتے اور سمجھتے کہ گوبر کا کیڑا دل کی طرف سے عدالت میں وہی کہے گا جس کا اسے حکم دے دیا گیا ہے۔ منتر کا ترجمہ یہ ہے جس میں گوبر کے کیڑے کو دل ہی فرض کرلیا گیا ہے۔

”او میرے دل! میرے دل جو میری ماں کی طرف سے میرے سینے میں آیا ہے ہاں میرے دل! جس کے ساتھ میں برابر دنیا میں رہا، دیکھ مقدس سرداروں کے سامنے مجھ سے جھگڑا نہ کیجیو ایسا نہ ہو تو مجھے آخرت کی دنیا کے مالک، معبودِ اعظم کے سامنے چھوڑ بیٹھے“

”اوزیرس کے دل جو آخرت میں رہتا ہے تجھ پر سلام، پاک آنتوں (آنتیں) تم پر سلام، گندھی داڑھیوں کے دیوتاؤ جو اپنی لاٹھی کے روز سے ہر اختیار رکھتے ہو، تم پر سلام، ہاں دیوتاؤ مردے کو اچھائی سے یاد کرو اور اس پر احسان بھی کرو تا کہ وہ تمہاری سفارش سے عیش کر سکے......“

اور کبھی یہ منتر کچھ بدلے ہوئے لفظوں میں لکھا جاتا تھا، ترجمہ یہ ہے:-

”او میرے دل! جو میری ماں نے میرے سینے میں اپنے سینے سے رکھ دیا ہے اور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری زندگی رہا ہے، دیکھ میرے خلاف گواہی نہ دینا، حساب کے وقت مجھے جھوٹا نہ بنانا، نیچے کی دنیا کے مالک، معبودِ اعظم کے سامنے نہ ترازو کے نگہبان کے سامنے مجھ سے جھگڑا کرنا"

"دیکھ تو میرے بدن کے اندر موجود ہے اور میری جان بنا رہا ہے، تو دیوتا خمو کی طرح ہے جو میرے جوڑ جوڑ کو سکھ دیتا رہا ہے۔ میں تیری خوشامد کرتا ہوں کہ جب حساب کے مبارک مقام پر ہم جائیں گے جہاں جانا ضروری ہے تو اُن سرداروں کا غصہ تو مجھ پر بھڑکا نہ دیجیو جو آدمیوں کو ہمیشہ کی زندگی دیا کرتے ہیں"۔

دیکھ تیرا نام میرے لیے مفید ہونا چاہیے اور وہ مفید نہیں ہوگا جب تک حساب آسان نہ ہو جائے۔ دیکھ معبودِ اعظم کے سامنے مجھے جھوٹا نہ بنا دیجیو۔

گنڈے تعویذ :-

مصری گنڈے تعویذ بھی بہت استعمال کرتے تھے مگر سب قوموں کے برخلاف اُن کے گنڈے تعویذ، قسم قسم کے جانوروں اور کیڑوں کی صورت کے ہوتے تھے۔ سیاہی، بلی، کتا، بیل، مینڈھا، بندر، سور اور خرگوش وغیرہ کی صورتوں کے گنڈے تعویذ بناتے تھے، زندہ بھی انہیں پہنتے تھے اور مُردوں کو بھی پہنا کر دفن کرتے تھے۔

سانپوں سے مصری بہت ڈرتے تھے، اسی لیے سانپوں سے بچنے کے لیے طرح طرح کے تعویذ بناتے تھے۔ سانپوں کو صرف زندوں ہی کے لیے مہلک نہیں سمجھتے تھے بلکہ مردوں کے لیے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ لاش کو سانپ سے بچانے کے لیے بہت سے تعویذ قبر میں رکھ دیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

مصریوں کا تمدّن

مصری تمدن سینکڑوں نہیں، ہزاروں برس زندہ رہا، اس لیے مصریوں کی تمدنی و شہری زندگی کا نقشہ اتارنا آسان نہیں ہے۔ تمدن کی ترقی کے ساتھ زندگی کے طور طریقے بھی بدلتے رہے۔ سب تبدیلیوں کا حال لکھا جائے تو پڑھنے والے گھبرا جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت اختصار کے ساتھ ضروری معلومات یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

جغرافیہ کا نقشہ دیکھیے، مصر کے دونوں طرف ریگستان پھیلا ہوا ہے، بیچ میں دریائے نیل ہے اور اسی نیل کی بدولت مصر ہے ورنہ مصر کی جگہ بھی بے آب و گیاہ بیابان ہوتا۔ نیل ہی کی وجہ سے مصر میں انسانی آبادی بہت پرانے زمانے سے پھیل گئی اور نیل ہی کے سبب یہاں کے رہنے والے اور ملکوں سے زیادہ مہذب بن گئے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ مصر کی زمین کے اوپر آج تک پتھر کے زمانے[1] کی کوئی یادگار پائی نہیں گئی۔ اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اُس زمانے کی زمین نیل کی مٹی کے نیچے چھپ گئی ہے۔ نیل میں ہر سال سیلاب آتا ہے اور پانی کے ساتھ وسطی افریقہ اور حبش و

---

[1] پتھر کے زمانے سے مراد وہ زمانہ ہے جب انسان لوہے سے کام لینا نہیں جانتا تھا اور اس کی جگہ وہ پتھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوڈان سے مٹی اور کھاد بہہ کر آ جاتی ہے۔ مدتوں سے یہی ہو رہا ہے اور اب مصر کی زمین پر دریا کی لائی ہوئی مٹی اور کھاد کی پندرہ پندرہ فٹ موٹی تہہ جم گئی ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دریائے نیل پتھر کے زمانے کے بعد پھوٹا ہے کیونکہ نیل کی جمع کی ہوئی مٹی کے نیچے بہت سی پرانی یادگاریں نکلی ہیں اور یہ یادگاریں پتھر ہی کے زمانے کی ہیں۔ ان یادگاروں سے ثابت ہوتا ہے کہ پتھر کے زمانے میں بھی جبکہ انسان بالکل جنگلی تھا مصر والے بہت کچھ ترقی کر چکے تھے۔ یہ اس لیے کہ ان کی بنائی ہوئی پتھر کی چیزیں بڑی خوبصورت ہیں اور پتھر کاٹنے اور اس سے قسم قسم کے ہتھیار، اوزار اور برتن بنانے میں مصریوں کے کمال کی گواہ ہیں۔ اس واقعہ سے یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ مصر کی تہذیب کسی اور ملک سے نہیں آئی بلکہ خود مصر ہی میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی ہے۔ یہ دعویٰ اس لیے کیا گیا ہے کہ کسی اور ملک میں پتھر کے زمانے کی ویسی اچھی یادگاریں نہیں ملیں جیسی مصر میں ملی ہیں۔

علم الحیات کے ماہروں کا تقریباً اتفاق ہے کہ جن انسانی جماعتوں نے ترقی کی ہے وہ پہلے شکار پر زندگی بسر کرتی تھیں، پھر مویشیوں کے گلّے پالنے اور چرانے لگیں، اس کے بعد انہوں نے کھیتی شروع کی مگر مصر میں یہ قول بالکل غلط ہو گیا ہے کیونکہ ہم پورے یقین سے جانتے ہیں کہ مصر کے باشندے ہمیشہ سے کھیتی کرتے آئے ہیں۔ وہ نہ شکاری تھے نہ گلّہ بان بلکہ دشت سے نکلتے ہی کسان بن گئے تھے۔

یہ بات نہیں ہے کہ مصری سرے سے شکار جانتے ہی نہ تھے یا اُن کے پاس مویشیوں کے گلّے نہ تھے۔ پُرانی تصویروں میں ہم ریگستان میں انہیں شکار کھیلتے دیکھتے ہیں۔ اس زمانے میں ریگستان کی حالت کچھ ایسی تھی کہ وہاں شیر، تیندوے، نیل، بیل، ہرن وغیرہ جنگلی جانور پائے جاتے تھے کیونکہ تصویروں میں یہ جانور دکھائی دیتے ہیں، مگر ہم یہ بھی یقین سے جانتے ہیں کہ مصریوں کی زندگی کا دارومدار شکار پر نہیں تھا۔ شکار امیر آدمیوں کے دل کا بہلاوا تھا اور دوسرے لوگ شکار کھیلتے بھی تھے تو زیادہ تر امیروں ہی کے لیے لذیذ گوشت مہیا کرنے کے لیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی حال گلّہ بانی کا ہے۔ مصریوں کی گذر بسر کبھی گلّوں سے نہیں ہوئی، ثبوت یہ ہے کہ مصر میں شروع ہی سے چراگاہوں کی بڑی کمی تھی اور ہونی بھی چاہیے کیونکہ ہری بھری زمین یا صرف نیل کے دونوں طرف ہے اور اس زمین کی چوڑائی، بالائی مصر میں تو کہیں کہیں چند سو گز ہی رہ گئی ہے۔ نشیبی مصر کی چوڑائی بھی زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو میل ہے۔ جس ملک کا یہ حال ہو وہاں چراگاہیں کیونکر ہو سکتی ہیں اور جب چراگاہیں نہیں تو گلّہ بانی بھی نہیں۔

اس سلسلے میں یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مصری بہت ہی پُرانے زمانے سے مویشی پالنا جانتے تھے۔ اُن کے دودھ اور گوشت، اُون سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ کتے بھی پالتے تھے مگر سلوقی نسل کے یہ کتے اب تک سوڈان میں بہت مقبول ہیں۔ بلی پالنے کا رواج بھی عام تھا، گدھے بھی پالے جاتے تھے، اُن سے بوجھ اٹھانے اور سواری لینے کا کام لیا جاتا تھا مگر ہیکسوس فاتحوں کے آنے سے پہلے مصری گھوڑے کو جانتے ہی نہ تھے۔ اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مصری اونٹ سے بھی ناواقف تھے یہاں تک کہ یونانی زمانہ میں یہ جانور مصر پہنچا۔

مصری بیل کو بڑی اہمیت دیتے تھے کیونکہ کھیتی بیلوں کی مدد سے ہوتی تھی۔ کوہان والے سانڈ اس لیے پالے جاتے تھے کہ ان کی نسل بڑھائی جائے۔ پرانی تصویریں بتاتی ہیں کہ سانڈ تین قسم کے ہوتے تھے۔ لمبے سینگوں کے، چھوٹے سینگوں کے اور ٹنڈے۔ پوری کوشش کی جاتی تھی کہ تینوں نسلیں الگ الگ رہیں اور ملنے نہ پائیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بھینس کی نسل سب سے پہلے مصریوں ہی نے پیدا کی۔ بھینس کے جدِامجد بیل ہیں۔

زیادہ سے زیادہ پرانے زمانے میں بھی مصر جو کی ایک قسم کے گیہوں (Spelt) کی اور سن کی کھیتی کرتے تھے۔ کئی قسم کی ترکاریاں بھی پیدا کرتے تھے۔ کھیتی کا طریقہ بہت آسان تھا اور آج تک وہی پُرانا طریقہ چلا آتا ہے۔ نیل کی طغیانی ختم ہوتے ہی کسان زمین میں بو دیتے تھے اور دریا کے کنارے چرخیاں لگا کر چمڑے کے چرخوں اور پروں سے کھیتوں میں پانی پہنچایا کرتے تھے۔ ہندوستان کے دریاؤں کے کنارے پر بھی ٹھیک اسی طریقہ سے کھیت ہوتی ہے مگر پرانے مصر میں یہ خاص دستور تھا کہ اناج کی صرف بالیں کوٹ لیتے تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈنٹھل اور تنے کھیتوں میں ہی چھوڑ دیتے تھے یا تو اس وجہ سے کہ ان چیزوں سے کام لینا نہیں جانتے تھے یا پھر کھیتوں میں کھاد بڑھانا چاہتے تھے۔

مصریوں کی جو خوراک آج ہے تقریباً وہی شروع سے چلی آتی ہے۔ گوشت، مچھلی، ترکاریاں، ساگ، ہمیشہ سے مصری کھاتے رہے ہیں مگر پیاز ان کے کھانے میں شروع سے آج تک سب سے زیادہ مقبول رہا ہے۔ پُرانی یادگاروں اور تصویروں سے ثابت ہے کہ مصری ہمیشہ سے پیاز کے عاشق ہیں اور پیاز کھائے بغیر نہ پہلے رہ سکتے تھے نہ اب رہ سکتے ہیں۔ پیاز کے طبّی فائدے معلوم ہیں شاید مصری ان فائدوں کو اس وقت بھی جان چکے تھے جن کو دور ملکوں والے نہ جانتے تھے۔

مصر کے مزدور اور کسان:۔

دنیا میں شاید مصر ہی ایک ایسا ملک ہے جس کی سوسائٹی میں پچھلے پانچ ہزار سال میں کوئی بڑی بنیادی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پہلے شاہی خاندان کے وقت جیسی سوسائٹی تھی تقریباً ویسی ہی آج تک چلی آتی ہے۔

مصری سوسائٹی میں ہمیشہ سے تین طبقے رہے ہیں: جاگیردار، سرکاری نوکر اور کسان۔ سب سے اوپر فرعون اور اس کا خاندان تھا، اس کے نیچے جاگیردار تھے، پھر نوکر پیشہ گروہ تھا اور سب سے نیچے کسان تھے اور وہ غلاموں کی سی زندگی بسر کرتے تھے، ہاں ایک طبقہ اور تھا اور یہ مذہبی پیشواؤں کا تھا مگر مصری مذہب کے ساتھ ساتھ یہ طبقہ بھی مٹ گیا۔

مصریوں کو کاروبار اور تجارت سے دلچسپی تھی۔ زیادہ تر تجارت خود فرعون کرتے تھے اور اس ذریعہ سے اپنی دولت بڑھاتے چلے جاتے تھے البتہ درمیانی بادشاہی کے زمانے میں کچھ مصری سوداگر موجود ملتے ہیں اور اچھا وقار بھی حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ ان کے بڑے بڑے مقبرے ملے ہیں جو اپنی شان و شوکت میں امیروں کے مقبروں کا مقابلہ کرتے ہیں مگر بعد کے زمانوں میں تاجروں کا طبقہ پھر غائب ہو جاتا ہے۔

جس طرح مذہبی پیشواؤں اور فرعونوں میں رقابت رہا کرتی تھی اور دونوں اپنا اپنا اقتدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے، اسی طرح جاگیرداروں اور فرعونوں میں بھی کشمکش چلی جاتی تھی۔ کبھی جاگیردار زور پکڑ لیتے تھے اور کبھی فرعون انہیں دبا دیتے تھے۔ یہ زور آزمائی پہلی بادشاہی سے شروع ہوئی اور مصر کی غلامی تک جاری رہی۔

مصری کسانوں کی حالت بہت بُری تھی۔ زمینیں ان کی اپنی نہ تھیں، جاگیردار انہیں لگان پر زمین دیتے تھے اور ان کی پیداوار کا بڑا حصہ خود لے لیتے تھے۔ مصر میں نہ لگان نقد لیا جاتا تھا نہ مال گزاری نقد کی صورت میں وصول کی جاتی تھی۔ جاگیردار کسانوں سے لگان میں اناج لیتے تھے اور فرعون کو مال گذاری بھی اناج ہی کی صورت میں دیتے تھے۔ فصل کے زمانے میں کسانوں کو کھیتی کرنی پڑتی تھی اور فصل کے بعد خالی دنوں میں انہیں زبردستی مزدور بنالیا جاتا تھا۔ شاہی عمارتوں، مقبروں، عمارتوں کے بنانے کا کام ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ اس کے لیے مزدوروں کی ضرورت ہوتی تھی۔ مصر میں مزدوروں کا کوئی الگ طبقہ موجود نہ تھا اس لیے کسانوں کو زبردستی پکڑ کے مزدور بنالیا جاتا تھا۔ کسان پتھر کاٹتے تھے، انہیں پہاڑیوں سے ڈھو کر عمارت کی جگہ لے جاتے تھے اور وہ سب کچھ کرتے تھے جو مزدوروں کو کرنا پڑتا ہے۔

مزدوروں کا انتظام فوج جیسا تھا، تھوڑے تھوڑے مزدوروں پر ایک سردار ہوتا تھا اور اس کا کام یہ ہوتا تھا کہ مزدوروں سے زیادہ کام لے اور اگر وہ سستی کریں تو کوڑوں سے پیٹے، کڑی محنت لی جاتی تھی مگر مزدوری بہت ہی کم دی جاتی تھی۔ مزدوری نقد کی صورت میں نہیں ہوتی تھی بلکہ کھانے اور کپڑے کا راشن مقرر تھا اور یہ اتنا کم تھا کہ مزدور چیخ چیخ اُٹھتے تھے اور موقعہ پا کر ہنگامے بھی کر بیٹھتے تھے۔

آج کل کے لوگ یہ سُن کر تعجب کریں گے کہ مزدوری کی ہڑتال نہ موجودہ زمانے کی ایجاد ہے نہ یورپ سے پھیلی ہے کیونکہ مصری مزدور بھی ہڑتال کردیا کرتے تھے۔ ایک پرانے بُردی کاغذ پر ایک ایسی ہی ہڑتال کی سرکاری رپورٹ اس طرح لکھی ہے:۔

مُردوں کے شہر کے مزدوروں کو ماہوار راشن ملتا تھا مگر وہ اسے مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی ختم کرچکے اور اپنے اوورسیر سے کہنے لگے: ''ہم بھوکوں مر رہے ہیں حالانکہ مہینہ میں ابھی اٹھارہ دن باقی ہیں، ہمیں اور راشن دیا جائے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوورسیر نے وعدے وعید کیے مگر مزدوروں نے اس کی بات پر یقین نہ کیا اور کام چھوڑ دیا، شور مچاتے اور نعرے لگاتے ایک پبلک جگہ جلسہ کرنے کیلیے چل پڑے۔ یہ دیکھ کر اوورسیر پولیس کمشنر اور دوسرے افسر بھی جلسے میں پہنچ گئے اور مزدوروں کو سمجھانے لگے۔

مگر مزدوروں کے لیڈر نے صاف اور اونچی آواز میں اعلان کیا۔

ہم کام پر واپس نہیں جائیں گے، اوپر کے حاکموں کو خبر دے دی جائے۔

اس کے بعد رپورٹ لکھنے والا کہتا ہے:۔

ہم نے مزدوروں کی باتیں سنیں، واقعی ان کی شکایت ٹھیک ہے اور لکھا ہے کہ اس ہڑتال کے بعد حکومت نے مہینہ بھر کے بجائے ہر پندرھویں روز راشن بانٹنے کا حکم دے دیا۔

ایک اور بُردی کاغذ میں جو بعد کے زمانے کا ہے لکھا ہے کہ مزدوروں نے کام چھوڑ دیا اور جماؤ کر کے اناج کے سرکاری گندم پر دھاوا بول دیا اُس کی دو دیواریں بھی توڑ ڈالیں اور جب سنتریوں نے یہاں مزدوروں کو روکا تو انہوں نے کہا:۔

ہم اس لیے آئے ہیں کہ بھوک اور پیاس کے ستائے ہوئے ہیں، ہمارے پاس نہ کپڑا ہے نہ تیل ہے نہ مچھلی ہے نہ سائے ہے۔ ہمارے مالک فرعون کو، ہمارے آقا بادشاہ کو خبر دو کہ ہم مر رہے ہیں ہماری ضرورتیں ہمیں دے دے، نہیں تو ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے۔

لیکن شہنشاہی کے زمانے میں مصری کسانوں کی حالت کچھ بہتر ہوگئی تھی کیونکہ مفتوح ملکوں سے ہزاروں غلام آنے لگے تھے، ساتھ ہی بنی اسرائیل سے بھی زبردستی مزدوری لی جانے لگی تھی، مگر مزدوری کے بدلے اس زمانے میں مصری کسانوں کو فوج میں بھرتی ہو کر لڑنا پڑتا تھا، شہنشاہی کے بعد کسان پھر پُرانی حالت میں ہوگئے تھے۔

مصریوں کے تہوار :۔

مصری قوم فطرتاً زندہ دل واقع ہوئی ہے جو حال آج ہے وہی ہمیشہ تھا۔ کتنی ہی تکلیف مصیبت ہو، مصری ہنسنا اور غم بھول جانا جانتا ہے اور جانتا تھا۔ اونچے حلقوں کی طرح پُرانے مصری کسان بھی سب کچھ جھیلنے پر بھی خوش ہی رہتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیروں کی طرح غریب بھی جب موقعہ پاتے، جلسے کرتے اور دوستوں کو دعوتیں دیتے، دل کھول کر کھاتے اور جی بھر کر پیتے پلاتے۔ شراب کے بڑے رسیا تھا، قسم قسم کی شرابیں بناتے اور دعوتوں میں مٹکوں کے مٹکے خالی کر دیتے۔ ایسے جلسوں میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی برابر کی شریک ہوتی تھیں اور بڑی بے تکلفی سے سب دوست مل کر جشن مناتے تھے۔ کوئی دعوت مکمل سمجھی نہیں جاتی تھی جب تک اس میں گانا بجانا اور ناچ بھی نہ ہو۔ یہ خدمت زیادہ تر پیشہ ور عورتیں انجام دیا کرتی تھیں۔ پرانی تصویروں سے صاف ظاہر ہے کہ مصری عورتیں جس طرح آج کل ناچتی ہیں اُس طرح اُس وقت میں بھی ناچا کرتی تھیں، نیم برہنہ رہتی تھیں اور اُن کے ناچ میں سب سے زیادہ نمایاں حرکت ''پیروں کی حرکت'' ہوا کرتی تھی۔ اکثر انہیں ناچنے والیوں کو ساقی بھی بنا دیا جاتا تھا اور یہ مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ پلا کر میزبان سے بھاری انعام وصول کیا کرتی تھیں۔

زندہ دل قوموں میں تہوار، جشن اور خوشی کے جلسے لازمی طور پر بہت زیادہ ہوتے ہیں، مصریوں کا بھی یہی حال تھا۔ پرانی تصویروں سے یہ بات صاف ظاہر ہے لیکن بعض تصویروں پر تحریریں اچھی طرح پڑھی نہیں گئی ہیں اور جو پڑھی گئی ہیں ان میں سے اہم تہواروں کا حال یہاں لکھا جاتا ہے:-

تہوار دو قسم کے تھے، مذہبی اور شاہی، اگرچہ شاہی تہوار بھی مذہبی رنگ میں رنگے ہوتے تھے کیونکہ فرعون کو دیوتا اور امن ‌رع کا بیٹا یقین کیا جاتا تھا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

الدیرالبحری کی تصویروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں سالانہ ایک بہت بڑا تہوار شادی کی عید کے نام سے منایا جاتا تھا۔ یہ نام اس لیے تھا کہ مصریوں کے خیال میں دیوتا امن نے ملکہ احموسی سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کا نتیجہ تھا کہ ملکہ سے نئی پشت پیدا ہوئی۔

تصویروں کے ساتھ لکھا ہے کہ امن نے احموسی کے بارے میں دیوتا توت سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کیسی ہے؟ توت نے بتایا: ''احموسی اتنی حسین اور سوہنی ہے کہ زمین پر کوئی عورت ویسی نہیں، جوانی اس پر پھٹ پڑی ہے اور وہ ملکہ بھی ہے''۔

یہ سن کر اس نے شاہی جوڑا پہن لیا اور جب بن سنور چکا تو توت اسے احموسی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاندار محل میں لے گیا۔ امن نے دیکھا، اہموسی سو رہی ہے لیکن دیوتا کی خوشبو نے اُسے جگا دیا۔ لکھا ہے" ملکہ دیوتا کو دیکھ کر مسکرانے لگی اور بے اختیار اس کے پاس چلی گئی۔ دیوتا کا دل بھی محبت سے بھرپور ہو گیا۔ بے اختیار ہو گیا اور اپنی اصل الٰہی صورت میں نمودار ہو گیا تا کہ ملکہ اس کے مقدس جمال سے مسحور ہو جائے۔

دفعتاً تمام محل ایسی خوشبوؤں سے مہکنے لگا جیسی دنیا میں کبھی نہ تھیں۔ دیوتا اور ملکہ رات بھر ساتھ رہے، صبح دیوتا نے ملکہ سے کہا: "تیری لڑکی مصر کی ملکہ ہوگی میں اسے اپنا تاج بھی دوں گا، اپنا اقتدار بھی اور وہ بڑے جاہ و جلال سے حکومت کرے گی کیونکہ خود میری بیٹی ہوگی اور میری اپنی نسل سے ہوگی۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ اہموسی کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام ہست شی پست رکھا گیا، دیوی مسخت نے اُسے دعا دی کہ دیوتا حورس کے تخت پر دائمی زندگی کے ساتھ بیٹھی رہے، پھر دیوتا امن اپنی پیاری لڑکی مات کار (ہست شی پست) کو دیکھنے آیا اور اس سے کہنے لگا "مرحبا! مرحبا! سلامتی ہو، میری بیٹی پر سلامتیاں رہیں، جسے میں نے پیدا کیا اور دل سے چاہا ہے" یہ کہہ کر امن حکم دیتا ہے کہ دو انائیں لڑکی کو دودھ پلائیں اور اس کی تعلیم و تربیت ایسی کی جائے کہ "وہ مصر کے شاہی تخت پر بیٹھے، بڑی ہی خوشی اور خوبی سے حکومت کرے اور اپنے سر پر دونوں مصروں کا تاج رکھے جیسا کہ دیوتاؤں کے آقا دیوتا کا حکم ہے۔

پھر دیوتا انوبیس، لڑکی کی طرف بڑھتا ہے اور خاص اپنی طرف سے اُسے زندگی، تندرستی بخشتا ہے۔ پھر اس کے سامنے ہر قسم کی پینے کی چیزیں ہر رنگ و روپ کے آدمی پانی میں رہنے والے تمام جاندار اور سب مخلوقات رکھ دیتا ہے تا کہ لڑکی تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو اور اُسی طرح دنیا پر حکومت کرے جس طرح دیوتا نے حکومت کی تھی۔

اس تہوار کے موقعہ پر ایک بہت بڑا جلوس کرنک کے مندر سے نکلتا تھا۔ کشتیوں پر نیل میں چل کر اقصر کے مندر میں جاتا تھا اور پھر وہاں سے لوٹ آتا تھا۔ جلوس کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ چار بڑے بڑے صندوق ہوتے تھے جنہیں اسی منہت اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوتے تھے، ان کے پیچھے بہت سے آدمی ہوتے تھے اور ہر آدمی لمبے لمبے دستوں کی چونریاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہوتا تھا، چار آدمی صندوق کے دائیں بائیں چلتے تھے اور شیروں کی کھالیں اوڑھے ہوئے ہوتے تھے۔ پورے جلوس کے آگے بڑا مہنت ہوتا تھا اور اپنے ہاتھ میں لوبان دان لیے رہتا تھا۔ فرعون دیوتا امن کی کشتی کی سواری کے ٹھیک پیچھے ہوتا تھا، جلوس کے ساتھ ڈھول تاشے اور ہر قسم کے باجے بجتے تھے، مصری فوج بھی ہتھیار لگائے ساتھ ہوتی تھی۔

جب جلوس نیل کے کنارے پہنچ جاتا تھا تو صندوق، کشتیوں پر رکھ دیئے جاتے تھے اور کشتیاں چل پڑتی تھیں۔ جلوس والے کشتیوں کے ساتھ کنارے کنارے ساتھ چلتے تھے۔ فرعون کی سواری اب بھی جلوس کے ساتھ رہتی تھی اور سب آدمی، دیوتا امن اور فرعون کی تعریف کے گیت گاتے رہتے تھے۔ جلوس انصرو کے مندر کے سامنے پہنچتا تو صندوق کشتیوں پر سے اتار لیے جاتے اور مہنت انہیں اپنے کاندھوں پر اُٹھا کے مندر میں لے جاتے، یہاں اُن کے سامنے قربانیاں کی جاتیں۔ اس موقعہ پر عورتیں ''مقدس'' ناچ ناچتی رہتی تھیں، یہاں تک کہ صندوق مندر سے باہر لوٹ آئیں اور پھر کشتیوں پر رکھ دیے جائیں۔ کرنک کے مندر میں واپسی پر بھی قربانیاں کی جاتی تھیں، یہ تہوار ہر برس نوروز کو منایا جاتا تھا۔

اسی طرح کے اور بہت سے دینی تہوار تھے، مگر اُن کے حالات اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ یہاں لکھنا بے فائدہ ہے۔ شاہی تہواروں میں سب سے بڑے چار تہوار تھے، فرعون کی تاج پوشی کا تہوار، دونوں مصروں (جنوب وشمال) کے اتحاد کا تہوار، مندر پر غلاف چڑھانے کا تہوار اور فرعونی سواری نکلنے کا تہوار۔

تاج پوشی تو ہر فرعون کی ایک ہی دفعہ ہوتی تھی مگر اس تاج پوشی کی سالگرہ ہر برس منائی جاتی تھی، باقی تینوں تہوار بھی سالانہ ہوا کرتے تھے۔

فرعون کی تاج پوشی:-

فرعون کی تاج پوشی ویسی تاج پوشی نہ تھی جیسی بادشاہوں کی ہوا کرتی تھی یا ہوتی رہتی ہے بلکہ فرعون کی تاج پوشی مصریوں کی نظر میں اُن کی قوم اور ملک کا سب سے بڑا اور اہم واقعہ تھی کیونکہ فرعون محض بادشاہ ہی نہیں تھا بلکہ دیوتا بھی تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم فرعون کی پوزیشن پچھلے صفحوں میں بہت کچھ بیان کر آئے ہیں، یہاں اختصار کے ساتھ پھر یاد دلانا چاہتے ہیں کہ مصر کے سب سے بڑا دیوتا امن کے بعد فرعون کا درجہ تھا۔ فرعون کو امن کا بیٹا مانا جاتا تھا اور یقین کیا جاتا تھا کہ وہ فرعون ہی دنیا کو ہوا بخشتا ہے جس کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔

فرعون کی بڑائی کا اندازہ اس ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ۲۳۰۰ ق م میں فرعون نے مصر کے سب سے اونچے خاندان کے آدمی کو اپنا مقرب بنایا، کئی صدیوں سے اس خاندان میں وزارت چلی آئی تھی اور ملک میں یہ خاندان بہت اقتدار حاصل کر چکا تھا۔ فرعون نے اس خاندان کے آدمی کو اپنا مقرب و مصاحب ہی نہیں بنایا تھا بلکہ اپنی سب سے بڑی بیٹی بھی اس سے بیاہ دی تھی۔ اس کے بعد بھی یہ شخص اپنے مقبرے پر عبارت چھوڑ گیا ہے ''میرا آقا (فرعون) مجھے زمین چومنے کے بجائے اپنے قدم چومنے کی اجازت دیتا تھا، اتنا بڑا امیر کبیر بھی اپنا سب سے بڑا فخر یہ سمجھتا تھا کہ فرعون کے پاؤں چومتا ہے۔

ایک پرانی تختی پر لکھا ہے کہ فرعون رام سس دوم نے کسی معاملے میں مشورہ کرنے کے لیے اپنے درباریوں کو بلایا تو درباریوں کے سردار نے فرعون کو مخاطب کر کے کہا:

آقا تو اپنے سب کاموں میں دیوتا را کی طرح ہے، تیرا دل جو فیصلہ بھی کرتا ہے اس کا پورا ہو جانا قطعی ہے، رات میں تو چاہتا ہے تو دن میں ضرور ہو جاتا ہے۔ جب سے تو مصر کا بادشاہ بنا ہے ہم تیرے عظیم الشان کارنامے دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے کبھی نہ کچھ دیکھا نہ سُنا مگر ہر چیز کو پورا ہی پورا پایا۔ تیرے منہ سے جو بول نکلتے ہیں بعینہ دیوتا ہورس کے بول ہوتے ہیں، جو وہ افق میں بولتا ہے۔ تیری زبان اے آقا ترازو ہے اور تیرے ہونٹ دیوتا توت کی ترازو کے پلڑوں سے بھی زیادہ ٹھیک ہیں۔ کیا چیز ہے جسے تو نہیں جانتا، کون ہے جو وہ سب کچھ کر سکتا ہے جو تو بڑی آسانی سے کیا کرتا ہے، کونسی جگہ ہے جسے تیری لازوال آنکھیں دیکھ نہیں چکی ہیں، کوئی زمین نہیں، جسے تیرے پاک پاؤں روند نہ چکے ہوں اور ہر زمین میں جو کچھ بھی ہوتا ہے فوراً تیرے مقدس کانوں تک پہنچ جاتا ہے۔ آقا تو حاکم ہے اس وقت سے جبکہ تیری ماں نے تجھے جنا بھی نہ تھا کیونکہ تو اپنے سے پہلے فرعون کا بیٹا ہے۔ تو اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بادشاہ ہے جب بچہ تھا، اور تیری زلفیں تیرے گالوں سے کھیلا کرتی تھیں، تو اس وقت بھی سپہ سالار تھا جب تیری عمر دس برس بھی نہ تھی۔ آقا اگر تو پانی سے کہہ دے کہ تو پہاڑ پر چڑھ جائے تو تیرے بول ختم ہونے سے پہلے ہی وہ چڑھ جائے گا، تو بیشک دیوتا ہے بہت ہی بڑا دیوتا، خوش اخلاقی کا دیوتا، تیرے منہ میں سے علم کا دیوتا میرے دل میں ہے، تیری زبان انصاف کے دیوتا کا تخت ہے اور تیرے ہونٹوں پر انصاف کا دیوتا بیٹھا رہتا ہے۔

ابودوس کے مندر پر ایک کتبہ موجود ہے جس میں درباریوں نے نوجوان فرعون کو اس طرح مخاطب کیا ہے۔

وہ تو ہی ہے جو سرداروں کو پیدا کرتا ہے اور معاملات انجام دیتا ہے وہ تو ہی ہے جس کے منہ کے بول مقدس مانے گئے ہیں۔ وہ تو ہی ہے جو جاگتا رہتا ہے جب سب سوتے ہوتے ہیں۔ وہ تو ہی ہے جس کی قوت سے مصر نے نجات پائی ہے۔ وہ تو ہی ہے جو اجنبی ملکوں کو چکنا چور کر کے فتح یاب لوٹا ہے۔ عدل و انصاف کو پیار کرنے والے آقا! اے وہ جس کی عمر لمبی اور قوت بے پناہ ہے، تو ہی ہمارا بادشاہ ہے تو ہی ہمارا آقا ہے، تو ہی ہمارا آفتاب ہے۔ تیرے ہی حکم سے سب جیتے ہیں، مالک دیکھ ہم تیرے حضور آئے ہیں کہ ہمیں زندگی بخش، کیونکہ تیرے سوا زندگی بخشنے والا کون ہے؟ تو فرعون ہے اس لیے تیرے واسطے زندگی ہے، تندرستی ہے، سلامتی ہے، تو ہوا ہے جن میں ہم سانس لیتے ہیں، اے وہ جس کے نور سے ساری دنیا جی رہی ہے۔

یہ فرعون کی عظمت تھی، ظاہر ہے اس کی تاج پوشی کتنا بڑا واقعہ سمجھی جاتی ہوگی اور کس طرح پورا مصر خوشیاں مناتا ہوگا۔

دستور یہ تھا کہ فرعون کی اصلی ملکہ کا سب سے بڑا بیٹا اپنے باپ کا جائز جانشین مانا جاتا تھا۔ نئے فرعون کی تاج پوشی مکمل اور صحیح نہیں ہوسکتی تھی جب تک بڑے بڑے دیوتا بھی جلسے میں شریک نہ ہوں۔ دیوتا خود کیسے آتے؟ ان کے نمائندے آتے تھے اور یہ نمائندے اُن کے مندروں کے مہنت ہوا کرتے تھے۔ ہر مہنت اپنے دیوتا کا روپ بھر کر آتا تھا، چنانچہ مصری مندروں کی دیواروں پر تاج پوشی کی جو تصویریں موجود ہیں ان میں ہر دیوتا کا مہنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دیوتا کے روپ یعنی کسی نہ کسی جانور کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔

تاج پوشی کا جلسہ اس طرح شروع ہوتا تھا کہ دیوتا توت اور دیوتا ہورس مقدس پانی سے بادشاہ کے ہاتھ پاک کرتے تھے، تاکہ یہ پانی بادشاہ کو زندگی بخشے۔ تصویروں میں دکھایا گیا ہے کہ نیا فرعون ان دونوں دیوتاؤں کے بیچ میں کھڑا ہے اور یہ دونوں اس پر دو برتنوں سے پانی انڈیل رہے ہیں۔ اس طرح جب فرعون کے ہاتھ پاک ہوجاتے تھے تو دونوں دیوتا اُسے شمال اور جنوب کے سب دیوتاؤں کے سامنے پیش کرکے کہتے: اب فرعون زندوں میں خوش نصیب ہے، شمال اور جنوب کا بادشاہ ہے اور ہورس کے تخت پر ہمیشہ بیٹھا رہے گا۔

تاج پوشی کا یہ پہلا جلسہ ہوتا تھا اور اسے دینی جلسہ کہنا چاہیے، اس کے بعد ہی دوسرا جلسہ شروع ہوتا تھا، اس جلسے میں درباری ارکان سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ دار جمع ہوتے تھے اور نئے فرعون کی تخت نشینی کا اعلان کردیا جاتا تھا، ساتھ ہی فرعون کے وہ نام یا لقب بھی ظاہر کردیے جاتے تھے جو وہ اپنے لیے پسند کرچکا ہوتا تھا۔ اس کے بعد تمام صوبوں اور کمشنریوں کے اعلیٰ افسران کو نئے فرعون کی تخت نشینی کی خبر بھیج دی جاتی تھی۔

مصری عجائب خانے میں مٹی کی ایک تختی موجود ہے جس پر فرعون تھوتھمیس اول نے اسوان کے گورنر کو اپنے فرعون بننے کی اطلاع اس طرح دی تھی:۔

شاہی فرمان تمھیں بتایا جاتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت ہورس کے تخت پر جلوہ افروز ہوگئے ہیں، اس طرح مابدولت دونوں مصروں کے بادشاہ اور مالک ہمیشہ کے لیے بن گئے ہیں۔ ہمارے القاب یہ ہیں...... ہورس طاقتور سانڈ ماؤت کا محبوب دونوں تاجوں کا آقا، جس کا ظہور آگ کی طرح ہے، زبردست وخودمختار، سہرا ہورس پاک برسوں والا، دلوں کو زندہ کرنے والا، دونوں مصروں کا بادشاہ "عاجر کارا" سورج کا فرزند، تھوتھمیس جو ہمیشہ جیتا رہے گا۔ اب تم پر فرض ہے کہ جنوب کے اور شمال کے دیوتاؤں کے لیے قربانیاں کرو اور خود بھی سچے دل سے دعائیں کرو کہ "عاخیر کارا" کو سراسر تندرستی اور خوشی حاصل رہے۔ تمھیں یہ خوشخبری بھی سنائی جاتی ہے کہ شاہی خاندان ہر طرح خیریت سے ہے، یہ تحریر لکھی گئی ہے موسم بریت کے تیسرے مہینے کی اکیسویں تاریخ سال اول میں کہ یہی تاریخ مابدولت کی تاج پوشی کے جلسے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ہے۔

اس کے بعد تیسرا جلسہ شروع ہوتا تھا۔ اس جلسے میں فرعون کو تاج پہنایا جاتا تھا اور شاہی عصا اس کے ہاتھ میں دے دیا جاتا تھا۔ فرعون تاج پوشی کے ایوان میں داخل ہوتا تھا۔ یہاں اونچے چبوترے پر دو شاہی تخت بچھے ہوتے تھے ایک جنوبی مصر کا دوسرا شمالی مصر کا۔ عین اسی وقت دو مہنت نمودار ہوتے تھے۔ ایک کے سر پر ہورس (شمالی مصر کے دیوتا) کا نشان ہوتا تھا اور دوسرے کے سر پر سیت (جنوبی مصر کے دیوتا) کا نشان ہوتا تھا۔ دونوں مہنت فرعون کو پہلے جنوب مصر کے تخت پر بٹھاتے تھے اور ایک ساتھ کہتے تھے، ہم نے تجھے جنوب کا بادشاہ بنا دیا۔ اب تو ہورس کے تخت پر بیٹھا ہے جو ہمیشہ سب کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ اس کے بعد یہی دونوں مہنت فرعون کو شمالی مصر کے تخت پر بٹھا کے کہتے ''ہم نے تجھے شمال کا بادشاہ بنا دیا، جنوبی مصر کے تخت فرعون کو سفید رنگ کا تاج پہنایا جاتا تھا اور شمالی مصر کے تخت پر سُرخ رنگ کا ، دونوں تاج پہننے اور شاہی عصا ہاتھ میں لینے کے بعد فرعون جائز بادشاہ قرار پا جاتا تھا۔

اس کے بعد دونوں مصروں (شمال و جنوب) کے اتحاد کا جلسہ ہوتا تھا۔ اس جلسے کی تصویریں سیتی اول کے مندر کی دیواروں پر موجود ہیں۔ ان میں دکھایا گیا ہے کہ فرعون اپنے تخت پر اس طرح بیٹھا ہے کہ دائیں بائیں تخت (جنوبی مصر کی دیوی) اور (شمالی مصر کے دیوی) موجود ہیں۔

اس موقعہ پر دیوتا ہورس اور دیوتا سیت آتے ہیں اور بُردی اور ہورس دونوں کے تودے ساتھ دیتے ہیں بُردی شمالی مصر کا نشان ہے اور لوسس جنوبی مصر کا، دونوں کے ساتھ بندھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں مصر ایک ہو گئے۔

اس کے بعد مندر کے طواف کرنے کا جلسہ ہوتا تھا۔ نئے فرعون کو مندر کے چاروں طرف دوڑ کے طواف کرنا پڑتا تھا۔ یہ رسم بہت ہی پرانے زمانے سے چلی آتی تھی۔ ابھی چند سال پہلے تک مینائس کو مصر کا پہلا فرعون سمجھا جاتا تھا اور یہ رسم بھی اسی فرعون کی طرف منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مینائس جب دونوں مصروں کو اپنے جھنڈے تلے لانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کامیاب ہوگیا تو اس نے شکر گزاری ظاہر کرنے کے لیے دوڑ کر مندر کا طواف کیا تھا۔ بعد کے سب نے فرعونوں کے لیے یہ رسم انجام دینا ضروری ہوگیا ممکن ہے کہ اس رسم سے کچھ مذہبی اقدار بھی وابستہ ہوں۔

ایک اور شاہی جشن بھی منایا جاتا تھا جسے ''فرعون کی سواری کا جشن'' کہتے ہیں۔ یہ تہوار سالانہ ہوتا تھا۔ پرانے شہر ھابو (اقصر) کے مندر کی دیواروں پر جو تصویریں رام سس سوم کی سواری کی ہیں ان میں یہ جشن تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویریں رام سس سوم کی ہیں۔ ان میں دکھایا گیا ہے کہ فرعون اپنے محل سے سرسبزی کے دیوتا مین کے مندر کو جارہا ہے۔ اس کا تخت معمولی آدمیوں کے نہیں بلکہ خود اس کے اپنے بیٹوں اور مصاحبوں کے کندھوں پر رکھا ہے اور یہ سب اسے اٹھائے چلے جارہے ہیں۔

اس موقعہ پر چار کبوتر اڑا دینا ضروری تھا ہر کبوتر کی پیٹھ پر لکھا ہوتا تھا۔

جلدی جا جنوب میں یا شمال میں یا مغرب میں یا مشرق میں۔ سن لے اریس اوراوزیرس کے بیٹے نے اپنے سر پر جنوب کا تاج اور شمال کا تاج رکھ لیا ہے، اس نے رامسیس سوم اپنے سر پر دونوں تاج رکھ چکا ہے۔

اس موقعہ پر مہنت فرعون کے سامنے سونے کی درانتی پیش کرتا ہے اور فرعون اسے جو کے چند پیڑ کاٹ دیتا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس رسم سے مقصود یہ تھا کہ فرعون زمین کی پیداوار سب سے پہلے حاصل کرے گا یعنی اس رسم کو نیک شگون سمجھا جاتا تھا۔

پُرانی مصری تصویروں میں ملکہ ہست شی پست کی تاج پوشی کی رسمیں بہت تفصیل سے دکھائی گئی ہیں۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مصر کی پوری قدیم تاریخ میں صرف یہی ایک عورت ہے جو فرعون بنی۔ اس لیے اس کی تاج پوشی بذات خود ایک غیر معمولی واقعہ تھی۔ پھر حالات نے اس واقعہ کو اور بھی زیادہ اہمیت دے دی تھی۔

فرعون تھوتھمیس اول کی اصلی ملکہ سے صرف ایک ہی اولاد تھی اور یہی مصری قانون کے مطابق فرعون کی جائز وارث تھی مگر یہ لڑکی تھی اور کبھی کوئی عورت فرعون نہیں بنی تھی۔ اس لیے درباریوں میں جانشینی کے بارے میں اختلاف تھا اور دوسری بیویوں سے فرعون کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے سازش میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے فیصلہ کیا کہ اپنے جیتے جی ہی اپنی لڑکی ہست شی پست کو جانشین بنا دے اور اس نے یہی کیا۔ ساتھ ہی اس کی تاج پوشی کی رسم بھی ادا کر دی۔

ہست شی پست کی تاج پوشی کی رسمیں تقریباً وہی ہیں جو ہم ابھی بیان کر کے آئے ہیں، نئی بات یہ ہے کہ فرعون تھوتھمیس نے اس موقع پر اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے اور درباریوں کو مخاطب کر کے ایک لمبی تقریر کی جواب تک مندر کی دیوار پر موجود ہے۔

فرعون نے کہا: یہ میری بیٹی ہست شی پست میری جانشین ہے اور مصر کے تخت پر اس طرح بیٹھے گی کہ کوئی بھی اس کی مخالفت کی ہمت نہ کر سکے گا۔ اسی کا حکم ہر جگہ چلے گا، یہی تم سب پر حکومت کرے گی، تم اس کے نام کے نعرے لگاؤ گے اور جب یہ بلائے گی تو اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جایا کرو گے۔ جو کوئی اس کی تابع داری کرے گا زندگی پائے گا اور جس بدنصیب کے دل میں اس کی طرف سے کھوٹ ہو گی اس کا سر تلوار سے اُڑا دیا جائے گا۔

فرعون کی تاج پوشی پر اور اُس کی سالانہ یادگار پر ملک بھر میں عام جشن منایا جاتا تھا، ہر ممکن طریقے سے خوشی ظاہر کی جاتی تھی، خوب ناچ رنگ ہوتا تھا، دل کھول کے فقیروں کو کھلایا جاتا تھا، قیدی چھوڑ دیے جاتے تھے اور کوشش کی جاتی تھی کہ ایک آدمی بھی اداس اور غمگین نہ رہنے پائے۔

تاج پوشی کے موقعہ پر درباری شاعر قصیدے پڑھتے تھے اور انعام حاصل کرتے تھے۔ بُردی کاغذوں میں بعض قصیدے اب تک موجود ہیں، جن کا ترجمہ ہم آئندہ باب میں پیش کریں گے۔

یہاں ایک اور اہم بات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے۔ یہودی اور عیسائی بادشاہوں میں قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ تاج پوشی کے موقع پر بادشاہ کے سر پر ''مقدس'' تیل لگایا جاتا ہے۔ یورپ کے تمام مسیحی بادشاہوں کی تاج پوشی میں بھی یہ رسم ضرور برتی جاتی ہے لیکن اس رسم کی ایجاد بھی مصر ہی میں ہوئی تھی۔ تل العمارنہ کے رسائل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے ایک ہزار چار سو برس پہلے قبرص کے حاکم نے جو مصر کا باج گزار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، نئے فرعون کی تاج پوشی کے موقع پر اعلیٰ تیل کی ایک شیشی بھیجی تھی اور اپنے عریضے میں لکھا تھا کہ فرعون کے سر پر یہ تیل اس وقت لگایا جائے جب وہ تخت پر بیٹھے تا کہ اس تیل کی برکت سے ہمیشہ خوش وخرم اور مظفر ومنصور رہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہودیوں کے ہاں ''مسیح'' سے مراد ایسا بادشاہ ہے جسے مقدس تیل نے چھوا ہو۔ کیا عجب ہے بنی اسرائیل ''مسیح'' کا یہ خیال مصر ہی سے اپنے ساتھ لے گئے ہوں۔

مصریوں کی گھریلو زندگی:-

مصری سوسائٹی میں عورت کی پوزیشن کسی حال میں گھٹیا نہ تھی۔ مصری زبان میں عورت کا عام لقب تھا ''بنت پر'' یعنی گھر کی مالک اور واقعی عورت اپنے شوہر کے گھر کی مالک ہی ہوتی تھی۔ جس طرح چاہتی تھی گھر چلاتی تھی، شوہر کو دخل دینے کا حق نہ تھا۔ بہت پرانے زمانے میں صرف عورت ہی زمین کی مالک ہوتی تھی اور اس لیے وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو کھلانے کی ذمہ دار سمجھی جاتی تھی۔

مصری اپنی بیویوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ مصری سوسائٹی کا تقاضا ہی یہ تھا کہ مرد اپنی بیوی کی قدر کرے اور اس سے جہاں تک ممکن ہوسکے محبت سے پیش آئے۔ مصری فلسفی پتاح ہوتپ کہتا ہے: ''اگر تم حیثیت والے آدمی ہو تو ایک گھر بناؤ (یعنی شادی کرو) اور اپنی بیوی سے اتنی محبت کرو جتنی مناسب ہے۔

اس کا پیٹ بھرو، اس کی پیٹھ پر کپڑا پہناؤ اور اس کا دل اس وقت تک خوش رکھو جب تک وہ زندہ رہے۔

www.KitaboSunnat.com

پرانی تصویروں میں میاں بیوی کو انتہائی محبت کی حالت میں دکھایا گیا ہے۔ کسی تصویر میں عورت اپنے شوہر کے گلے میں باہیں ڈالے کھڑی ہے، کسی میں اس کے گھٹنے پر بیٹھی باتیں کررہی ہے، کسی میں اس کے ساتھ شکار پر جارہی ہے اور کسی میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے سیر کررہی ہے۔

مصری اپنی بیویوں سے کس قدر محبت کرتے تھے، اس کا اندازہ ایک بردی کاغذ سے کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتا ہے جس میں لکھا ہے:

ایک شخص کی بیوی مرگئی تھی اس پر وہ برسوں روتا رہا اور گھلتے گھلتے سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ جب حالت زیادہ خراب ہوگئی تو ایک جادوگر سے صلاح لینے گیا۔ جادوگر نے بتایا کہ بیماری کی اصلی وجہ یہ ہے کہ تمہاری بیوی تم سے ناخوش مری ہے اور تندرستی چاہتے ہو تو بیوی کے نام خط لکھو اور اس کی قبر کے اندر رکھ دو۔ اس شخص نے یہی کیا اور ذیل کا خط اپنی بیوی کے نام لکھا۔

''پیاری بہن: جس دن سے ہماری شادی ہوئی تھی میں نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا، جس پر ڈرتا کہ تو جان جائے گی تو غصہ ہوگی۔ میں تجھے اس وقت بیاہ لایا تھا جب میں ایک ہری ٹہنی تھا۔ یوں تیرے ساتھ ہمیشہ رہا، تجھ سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے تیرے دل کو دکھ پہنچتا، پھر پیاری تو مجھ سے خفا کیوں ہے؟ دیکھو تیرے پیچھے میرا کیا حال ہے......؟ تیرا غم مجھے کھا گیا ہے، اگر بھولے چوکے سے کوئی خطا مجھ سے ہوگئی ہو تو میری جان مجھے معاف کردے، کیونکہ میرے دل میں تیری محبت کے سوا آج تک کچھ نہیں ہے۔ میری پیاری بہن مجھے معاف کردے''۔

مصری میاں بیوی میں محبت کا یہ عالم تھا کہ مرنے پر دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہوتے اور یقین کرتے تھے کہ موت کے بعد بھی اسی طرح ساتھ رہیں گے اور اسی طرح آپس میں محبت کرتے رہیں گے جس طرح دنیا کی زندگی میں کیا کرتے تھے۔ ان کے عقیدے میں موت میاں بیوی کے رشتے کو کاٹ نہیں سکتی تھی بشرطیکہ دونوں ایک ہی قبر میں سورہے ہوں۔

مصری عام طور پر ایک ہی بیوی رکھتے تھے البتہ فرعون کئی کئی شادیاں کرتے تھے۔ شادی بیاہ کے مصری اصول وقانون معلوم نہ ہوسکے لیکن یہ واقعہ ہے کہ فرعون اپنی سگی بہنوں سے بھی شادی کرلیتے تھے۔ بعد میں یہ رواج بطلیموس خاندان میں بہت عام ہوگیا تھا۔ پرانی مصری غزلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہنوں سے شادی کرنا برا نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ بھائیوں کو اپنی بہنوں ہی سے عشق شروع ہوتا تھا۔ عورتیں بھی اپنے شوہروں کو بھائی کہا کرتی تھیں چاہے وہ بھائی نہ بھی ہوں۔ لیکن یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ محبوبہ یا بیوی کو بہن محض محبت ظاہر کرنے کے لیے کہتے تھے ورنہ سگی بہنوں سے شادی کا رواج عام نہ تھا۔ مورخ اب تک اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے ہیں۔

مصری اولاد کے لیے مرتے تھے۔ اولاد نہیں ہوتی تھی تو دوائیں بھی کرتے تھے، ٹونے ٹوٹکے بھی اور دیوتاؤں سے منتیں بھی مانتے تھے۔ اپنے بچوں کو "بابا" اور "ماما" کہہ کے پکارتے تھے اور انہیں دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے۔ لڑکوں کے نام، دیوتاؤں کے نام پر رکھتے تھے تاکہ مقدس ناموں کی برکت سے عمر بڑھے اور دنیا میں ہر قسم کی ترقی ملے۔ ماں اپنے بچے کو اس وقت تک دودھ پلاتی رہتی تھی جب تک وہ اچھی طرح چلنے نہ لگتا تھا۔ بچے گھر میں ننگے رہتے تھے لیکن جب مدرسہ جانے کی عمر کو پہنچتے تھے تو انہیں دو کپڑے پہنائے جاتے تھے جو طالب علموں کے لیے خاص تھے۔ مصری اپنے بچوں کو بہلانے کے لیے قسم قسم کے کھلونے گھر میں رکھتے تھے اور ان کی کوشش رہتی تھی کہ بچے رونے اور اداس ہونے نہ پائیں، بلکہ ہر وقت ہنستے کھیلتے ہی رہیں۔

مصری عورتیں اپنے بناؤ سنگھار کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ سرمہ لگانے کا رواج عام تھا ان کا لباس مختصر، ہلکا، مگر خوبصورت ہوتا تھا گلا اور سینہ کھلا رکھتی تھیں۔ چھاتی سے اور گھٹنوں تک لمبا کرتہ یا عبا پہنتی تھیں مگر اس طرح کہ کمر پر بہت چست رہے تاکہ کمر کا پتلا ہونا دکھائی دے۔ سینے کے اوپر بغلوں کے پاس پتلے فیتے ہوتے تھے جو کندھوں کے اوپر سے جا کر پیٹھ کی طرف سی دیئے جاتے تھے تاکہ کپڑا نیچے سرک نہ جائے۔ بعض تصویروں میں ایسی عبائیں بھی ہیں جو گھٹنوں سے نیچے اُتر کر پنڈلیوں کو بھی چھپا چکی ہیں، مگر ایسی عبائیں اوپر سے نیچے تک اتنی چست ہوتی تھیں کہ جسم بھر کی پوری بناوٹ ظاہر ہو جاتی تھی۔ خاص طور سے پنڈلیوں پر اس قدر تنگ ہوتی تھیں کہ چلنا مشکل ہو جاتا تھا۔

پُرانے مصر کی عورتوں کے لباس کی نقل، یورپ، امریکہ میں عام ہو چکی ہے۔ پیرس سے اب تک جتنے فیشن نکلے ہیں زیادہ تر پُرانی مصری عورتوں کی ایجاد ہیں۔ اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کی عورتوں نے بال کٹانے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ بھی مصر سے لیا گیا ہے۔ فیشن ایبل مصری عورتیں عام طور پر بال کٹاتی تھیں۔ یہ سچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بہت سی تصویروں میں عورتوں کے لمبے لمبے بال بھی دکھائی دیتے ہیں مگر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مصنوعی بال ہیں جو خاص خاص تقریبوں ہی میں استعمال کیے جاتے تھے۔ یہ اس لیے کہ ہم یقین سے جانتے ہیں کہ مصری مرد اپنے بال ترشواتے تھے بلکہ منڈا بھی ڈالتے تھے لیکن خاص موقعوں پر مصنوعی بال لگا کر ظاہر ہوتے تھے۔

عورتوں کی طرح مردوں کا لباس بھی مختصر اور ہلکا ہوتا تھا۔ شروع شروع میں تمام مصری مرد بھی اور عورتیں بھی تیندوے کی کھال سے ستر ڈھکتے تھے۔ یہ لباس مصر کے مذہبی پیشواؤں میں آخر تک رائج رہا۔ شاید اس لیے بھی کہ پُرانے وقتوں کی یاد زندہ رہے۔

تہذیب کی ترقی کے ساتھ لباس میں بھی تبدیلی و شائستگی پیدا ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ گھٹنوں کے برابر لمبی دھوتیوں کا رواج ہو گیا، پھر آہستہ آہستہ مصری اپنا پورا جسم ڈھکنے لگے مگر آستین والے کرتوں کا رواج ۱۵۵۸ق۔م سے پہلے نہیں ہوا تھا۔

مصری اپنے کپڑوں میں گھنڈیوں اور بوتاموں کا استعمال بھی جانتے تھے، کمر پر پٹیاں کسنے کے لیے قسم قسم کے کوک بھی بناتے تھے۔

فرعون کا لباس ہر زمانے میں سب سے ممتاز، شاندار اور قیمتی رہا۔ مختلف تقریبوں میں فرعون مختلف لباس پہنتے تھے، لیکن مذہبی تقریبوں میں اُن کا لباس وہی ہوتا تھا جو سب مذہبی پیشواؤں کا تھا مگر اس میں بھی ایسی خصوصیت پیدا کر دی جاتی تھی کہ فرعون کو دیکھتے ہی پہچان لیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے لباس میں بڑے بڑے سونے کے بٹن لگا دیے جاتے تھے، پھر فرعون کے سر پر ایسی ٹوپی ہوتی تھی جن پر شاہی نشان جگمگاتے رہتے تھے۔

مصری عورتیں اپنے ملک کے مذہب میں بھی خاص درجہ رکھتی تھیں۔ مندروں میں ان کا بڑا سوراخ تھا، دیوتاؤں کے سامنے گانا بجانا انہی کا کام تھا۔ مندروں میں بہت ''سی کنواریاں'' یا داسیاں بھی رہتی تھیں اور دیوتاؤں کے لیے خاص سمجھی جاتی تھی۔ ان کی سردار ''خدا کی بیوی'' کہلاتی تھی مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ کنواریاں مہنتوں، پجاریوں اور باا ثر عیاشوں کے کام آتی تھیں۔

غریب مصری عورتیں اپنے گھر کے سب کام خود ہی کرتی تھیں، کھانا پکاتی تھیں، سیتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروتی تھیں، کپڑے دھوتی تھیں، چرخہ کاتتی تھیں، بچے پالتی تھیں لیکن امیر گھروں میں مامائیں، اصیلیں اور نوکر چاکر ہوتے تھے اور گھر کی مالکہ کے حکم سے سب کچھ کرتے تھے۔

امیر گھروں میں مغلانیاں عام طور پر شامی ہوتی تھیں کیونکہ وہ بہت حسین ہوتی تھیں۔ ہر کام ایک مغلانی کے سپرد ہوتا تھا اور گھر کی بیوی اسی سے جواب طلبی کرتی تھی۔ باورچی خانے کی مغلانی الگ ہوتی تھی، توشہ خانے کی الگ، شراب رکھنے اور پلانے کی مغلانی الگ ہوتی اور گانے بجانے والے طائفہ کی مغلانی الگ۔

امیر گھروں میں بہت سا ساز و سامان ہوتا تھا۔ ایک گھر سے امیروں کا کام نہیں چلتا تھا کئی کئی گھر بناتے تھے اور ہر گھر کسی خاص موسم یا کام کے لیے خاص کر دیتے تھے۔ ہر گھر میں زیادہ سے زیادہ سجاوٹ ہوتی تھی۔ شاندار چارپائیاں، شاندار کرسیاں، شاندار صوفے بچھے رہتے تھے، جو زیادہ سے زیادہ خوبصورت اور اعلیٰ آرٹ کا نمونہ ہوتے تھے۔

پُرانے مصری میز کا استعمال زیادہ نہیں کرتے تھے، خاص خاص موقعوں پر ہی میزیں بچھائی جاتی تھیں۔ کرسیوں اور صوفوں پر نرم قیمتی گدے رکھے جاتے تھے۔ پاؤں رکھنے کی جگہ پر بھی قیمتی قالین کے ٹکڑے ڈال دیے جاتے تھے اور کھڑکیوں پر بہت خوش رنگ اور بیش قیمت پردے لگائے جاتے تھے۔

ایک پُرانی عمارت کی تصویروں میں دکھایا گیا ہے کہ مالدار مصری کی گھریلو زندگی کیسی ہوتی تھی، ہم ترتیب سے سب مناظر یہاں پیش کرتے ہیں:-

پہلا منظر:- (۱) صاحب خانہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہے۔ (۲) آرائش خانہ میں داخل ہوا ہے۔ (۳) آرائش خانے میں اس کے سامنے نہانے کا پانی اور تولیا، لوٹے، طشت، تیل، عطر، آئینے رکھے ہیں۔ (۴) اس کی پنڈلیاں ملی جارہی ہیں، پھر پیٹھ ملی جارہی ہے، پھر ہتھیلیوں اور تلووں پر مالش ہورہی ہے، ناخن کٹ رہے ہیں، فصد کھولی جارہی ہے۔ (۵) قیمتی لباس پہنے دیوان خانے میں بیٹھا ہے (۶) داروغے رپورٹ پیش کررہے ہیں کہ امیر کے گاؤں گراؤں سے کیا چیزیں آئی ہیں، گائیں، بھیڑیں بطخیں کتنی ہیں۔ (۷) مالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے قصور وار نوکروں کو سزا دے رہا ہے۔ (۸) اچھے نوکروں کو انعام بانٹ رہا ہے۔ (۹) اپنے پلنگ پر لیٹا آرام کر رہا ہے اور بیوی پاس بیٹھی ستار بجا کے اس کا دل بہلا رہی ہے۔

دوسرا منظر:- (۱) مالک گھر کے باہر کشتی میں سوار ہے اور نیل میں سیر کر رہا ہے۔ (۲) سواری پر بیٹھا کہیں جا رہا ہے۔ (۳) اپنے نوکروں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا ہے۔ (۴) اپنے مویشیوں کا معائنہ کر رہا ہے۔ (۵) سوغاتیں قبول کر رہا ہے۔ (۶) اپنے نوکروں اور مزدوروں کی نگرانی کر رہا ہے۔

تیسرا منظر:- (۱) ڈنڈا پھینک کر چڑیوں کا شکار کر رہا ہے۔ (۲) نیزے سے مچھلیاں مار رہا ہے (۳) دریائی گھوڑا مارنے کی کوشش میں لگا ہے۔ (۴) ریگستان میں بڑے بڑے جانور شکار کرنے جا رہا ہے۔ (۵) جال لگائے بیٹھا ہے کہ چڑیاں آئیں اور پھنس جائیں۔

ورزشی کھیل:-

مصر میں ورزش بہت ضروری سمجھی جاتی تھی، مرد ہی نہیں عورتیں بھی ورزش کرتی تھیں تاکہ موٹی اور بھدی نہ ہو جائیں اور جسم کی خوبصورتی برابر قائم رہے۔ پرانی تصویروں میں خصوصاً حسن کے مشہور مقبروں کی تصویروں میں ہم مصریوں کو، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی ورزش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ورزش ہی نہیں کشتی کے دنگل بھی جمے دکھائی دیتے ہیں۔ خود فرعون اپنے شہزادوں اور درباریوں کے ساتھ دنگل دیکھا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کشتی کا فن مصر میں کتنی اہمیت حاصل کر چکا ہے۔

کشتی کی جو تصویریں آج تک باقی ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری گاؤ زدری نہیں کرتے تھے بلکہ اس فن کے اصول اور پیچ داؤ بھی جانتے تھے۔ تصویروں میں مصری پہلوان، شامی اور نوبی پہلوانوں سے لڑ رہے ہیں مگر ہر تصویر میں مصری پہلوانوں ہی کو جیتا ہوا دکھایا گیا ہے۔

امن دیوتا کے سالانہ تہوار کے موقع پر ایک دلچسپ میچ ہوا کرتا تھا۔ ایک بڑا شہتیر کھڑا کر کے زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا اور اس کے گرد چار اونچی چکنی بلیاں بھی گاڑ دی جاتی تھیں جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سرشہتیر پر ٹکے رہتے تھے۔ کسرتی جوان آتے تھے اور ان بلیوں پر چڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کھلی بات ہے اونچی چکنی بلیوں پر چڑھ جانا بہت ہی مشکل کام ہے مگر کچھ لوگ چڑھ ہی جاتے تھے اور انہیں مندر کی طرف سے انعام میں مویشی، کپڑے اور کھالیں دی جاتی تھیں۔

مصری گتکا بھی خوب کھیلتے تھے، ان کی لکڑیاں چھوٹی ہوتی تھیں، سیدھے ہاتھ میں لکڑی لیتے تھے اور الٹے ہاتھ میں ڈھال ہوتی تھی، آنکھیں، ناک اور منہ کھلا چھوڑ کر گردن، چہرے، سر اور کانوں پر بہت موٹے کپڑے لپیٹ لیتے تھے تاکہ چوٹ نہ لگے۔ دستور تھا کہ کھیل کے شروع اور آخر میں کھلاڑی پہلے ہاتھ اُٹھا کر فرعون کو سلام کرتے تھے، پھر شہزادوں کے سامنے جھک کر رخصت ہوتے تھے۔

شہ سواری، شمشیر زنی اور کشتی چلانے کے بھی مقابلے ہوا کرتے تھے، دوڑ کے میچ بھی ہوتے تھے۔ غرض کہ پُرانے زمانے کے مصری ورزشوں اور ورزشی کھیلوں سے اپنے آپ کو تندرست رکھتے تھے۔

ان کھیلوں کے علاوہ شطرنج بھی بڑے ذوق و شوق سے کھیلا کرتے تھے؛ شطرنج کی تختی پر لمبان میں دس مربع خانے ترتیب کے ساتھ، خانوں کے رنگ گہرے اور ہلکے ہوتے تھے۔ مُہرے بھی کئی رنگوں اور شکل کے ہوتے تھے، توت امن کے مقبرے سے ہاتھی دانت اور آبنوس کی بنی ہوئی پوری شطرنج نکل آئی ہے۔ مصری عجائب گھر میں محفوظ ہے اور دیکھنے کی چیز ہے۔

زندہ فرعونی عادتیں:-

فرعونی زمانے میں باشندوں کے جو طور طریقے تھے ان میں سے کچھ تو ہم بیان کر چکے ہیں اور کچھ کو بیان کرنا ہے مگر اس کتاب کے پڑھنے والوں کو زیادہ دلچسپی اس طرح ہوگی کہ ہم اُن عادتوں اور رسموں کو جو اب تک بیان نہیں کی گئی ہیں، اس صورت میں لکھ دیں کہ موجودہ زمانے کے مصر پر بھی منطبق ہوتی جائیں یعنی ہم دکھائیں گے کہ فرعونی زمانے کی کون کون سی عادتیں اور رسمیں آج تک مصر میں باقی ہیں، اس طرح پُرانا زمانہ بھی سامنے آجائے گا اور موجودہ زمانہ بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورج کی تعظیم:-

پچھلے صفحوں میں بیان کیا گیا ہے کہ مصری سورج کو پوجتے تھے، آج بھی مصریوں میں سورج کی تعظیم باقی ہے، چاہے وہ قبطی ہوں یا مسلمان۔ چنانچہ نشیبی مصر کے دیہاتوں میں کسان اس طرح بھی قسم کھاتے ہیں "وَحَیَاۃِ الشَمس اَلحَرۃِ" اور "وَحَیَاۃِ الْبِهیَةِ الَّتِی تَطْلَعُ مِنْ جَبلَها" یعنی اس نور کی زندگی کی قسم جو اپنے پہاڑ سے نکلا کرتا ہے۔

سورج کی تعظیم کی ایک اور صوت بھی اب تک یہ باقی ہے کہ بچوں کے دانت جب گرتے ہیں تو سورج کی طرف پھینک دیے جاتے ہیں، لڑکا کہتا ہے "یَا شَمس یَاشَمُوسَه خُذِی مِنَّ الْحِمَاد وَمَاتِی سِنَّ الْ" یعنی او سورج اور سورجیا لے گدھے کا دانت اور دے ہرن کا دانت اور لڑکی کہتی ہے: "یَاشَمس یَا شَمُوسَه خُذِیْ مِنَّ الْحَامُوسَه وَمَاتِیْ الْعِر" یعنی او سورج اور سورجیا، لے بھینس کا دانت اور دے دلہن کا دانت۔

گوبر کے کیڑے سے عقیدت:-

پُرانے مصری گبریلے کو بھی مقدس سمجھتے تھے اور اُسے سورج کے ساتھ متحد خیال کرتے تھے۔ آج بھی جنوبی مصر کے علاقہ صعید میں جب لُو لگنے سے کسی کو بخار آجاتا ہے تو اپنے دامن کے کنارے میں گوبر کے کیڑے کو سی لیتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ گوبر کے کیڑے کی برکت سے سورج ترس کھائے گا اور بخار چلا جائے گا۔

درختوں سے عقیدت:-

پُرانے مصری بہت سے درختوں کی بھی پوجا کرتے تھے، جیسے جمیز سنط اور کھجور کے درخت۔ کہتے تھے دیوی ہالور یا نوت کا ان درختوں میں حلول ہو چکا ہے۔ بہت سی تصویروں میں دیکھا جاتا ہے کہ مُردہ درخت کے سامنے کھڑا ہے، درخت سے کوئی دیوی نکلی ہے اور مُردے کے سامنے اچھے کھانوں کا دسترخوان پیش کر رہی ہے۔

موجودہ زمانے میں بھی بہت سے مصری مسلمان بھی اور قبطی بھی...... درختوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدت رکھتے ہیں۔ مقام طریہ میں ایک درخت ہے اسے "کنواری مریم کا درخت کہتے ہیں، اسے ہیلو بولیس کے اُس مقدس درخت کا جانشین سمجھنا چاہیے جس میں دیوتا حلول کر چکے تھے اور پُرانے مصری جس کی بڑی عقیدت سے پرستش کیا کرتے تھے۔ "کنواری" کے درخت سے بھی آج کل کے مصری جاہلوں کو کچھ ایسی ہی عقیدت ہے۔ اسی طرح ضلع فیوم کے ایک گاؤں میں "شیخ صبر" کے نام کے ایک بزرگ کی قبر ہے۔ قبر پر ایک عظیم الشان درخت کھڑا ہے۔ دُور دُور سے بیمار اس درخت کے پاس آتے ہیں۔ ہر شخص تنے میں ایک کیل ٹھونک دیتا ہے اور اپنے کچھ بال کیل میں لٹکا دیتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے درخت کی برکت ملے گی اور بیماری اچھی ہو جائے گی۔ بانجھ عورتیں بھی درخت کے پاس آ کر ایسا ہی کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اولاد ہو جائے گی۔ کہتی ہیں: "بَسَاجَلُ عَلٰی طولِ و تَجیبُ وَلَد" یعنی درخت کی برکت سے ضرور حمل رہے گا اور لڑکا پیدا ہو جائے گا۔

پُرانے مصریوں کی طرح اس زمانے کے مصری بھی جمیز کے پیڑ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ مصر کے ہر قبرستان میں اور مصر کے ہر ولی کی قبر پر جمیز کا درخت ضرور ہوتا ہے۔ مصری اس پیڑ کو، اس کی شاخوں کو، اس کی پتیوں کو، اس کے پھلوں کو مقدس سمجھتے ہیں۔ مصری عوام جب کسی پردیسی کو مصر سے رخصت ہوتے دیکھتے ہیں تو پوچھتے ہیں: جمیز کھا چکا ہے کہ نہیں؟ ہاں کہتا ہے تو اُس کے حق میں فال نیک سمجھتے ہیں، نہیں کہتا ہے تو منہ بنا لیتے ہیں۔ اُن کا مقولہ ہے "کُلُّ مَنْ یَاْکُلُ الْجمیز یَرْجع مِصر ثانی" یعنی جس نے جمیز کھالیا ہے مصر میں پھر لوٹ کر آئے گا۔

یہ ان درختوں سے مصریوں کی عقیدت ہی ہے کہ اس زمانے کے مصر میں بھی ان کے ناموں پر شہر اور قصبے آباد کیے گئے ہیں جیسے الجمیزہ، النطۂ، الخیلہ وغیرہ۔

بلّی سے عقیدت:-

پُرانے مصری بلی کی پرستش کرتے تھے اور اسے دیوی یا سیت کے نام سے یاد کرتے تھے۔ موجودہ زمانے کے مصری بھی بلیوں کی بڑی عزت کرتے ہیں، انہیں تکلیف دینا نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُرا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلیوں کے اندر روحیں اور جنّات رہتے ہیں۔

سانپ سے عقیدت:۔

پُرانے مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ہر گھر کی حفاظت ایک سانپ کے ذمے ہے اور اسی لیے وہ سانپ کو پوجتے تھے۔ مصری عجائب گھر میں ایک سانپ کا اسٹیچو رکھا ہے۔ یہ اتریب کے مندر سے نکلا ہے۔ مندر میں اسے اسی لیے رکھا گیا تھا کہ سانپ اُس کی حفاظت کرتا رہے۔ آج کل کے مصری عوام بھی ٹھیک یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر گھر ایک ایک سانپ کی حفاظت میں ہے۔

مگرمچھ سے عقیدت:۔

بہت سے مصریوں کے دروازوں پر سوکھائے ہوئے مگرمچھ لٹکے رہتے ہیں۔ یہ چیز بھی فرعونی زمانے کی یادگار ہے۔ پرانے مصری مگرمچھ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ ان کا ایک دیوتا تھا اور سبک اس کا نام تھا۔

ہمزاد:۔

مصری عوام کا عقیدہ ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ اس کا ہم زاد بھی پیدا ہوتا ہے یا اُس کی ایک بہن بھی پیدا ہوتی ہے جو زمین کے اندر رہا کرتی ہے۔ یہ اعتقاد بھی پُرانے مصر کی یادگار ہے کیونکہ پُرانے مصری بھی یقین کرتے تھے کہ ہر آدمی کی ایک الگ روح یا ہمزاد ہوتا ہے اس کا نام ان کی زبان میں ''کا'' تھا۔ کہتے تھے کہ ''کا'' برابر آدمی کے ساتھ زندہ رہتا ہے اور جب آدمی مرجاتا ہے تو لاش کے ساتھ قبر میں جاتا ہے مگر لاش کے فنا ہونے پر خود فنا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

کم سنی میں شادی:۔

پُرانے مصری کم عمری ہی میں شادی کرلیتے تھے اور اُن کی ہمیشہ ہی خواہش رہتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ اولاد پیدا کریں۔ مصری فلسفی آنی نے اپنے بیٹے کو وصیّت کی تھی ''کم سنی ہی میں اپنی بیوی کو بیاہ لا تاکہ تیرے لیے لڑکا پیدا کردے اور تو اپنی جوانی ہی میں اپنے لڑکے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پال پوس کر اور لکھا پڑھا کر جوان کر سکے۔ خوش قسمت وہ ہے جس کی اولاد بہت ہے، زیادہ اولاد والے ہی کی سب عزت کرتے ہیں"۔ ٹھیک یہی خیال اور عمل آج کل کے مصری کسانوں کا ہے۔ اُن کے بڑے بوڑھے بھی بعینہ یہی تلقین کیا کرتے ہیں اور کسان اُس وقت شادی کر لیتے ہیں جبکہ مشکل سے بالغ ہوتے ہیں۔

سرکاری نوکری سے عشق:۔

موجودہ زمانے کے مصری آزاد پیشوں سے بھاگتے ہیں۔ اُن کی سب سے بڑی آرزو یہ رہتی ہے کہ کوئی سرکاری نوکری مل جائے۔ اُن کی ایک ضرب المثل ہے "مَنْ فَاقَةُ اَلْميری، اَلمرء فی تُرامِه" یعنی جسے سرکاری نوکری نہیں ملی وہ اپنی مٹی میں لوٹے گا۔ یہ ذہنیت بھی قدیم مصر سے آئی ہے۔ ایک پُرانا بُردی کاغذ ملا ہے۔ یہ ایک باپ کا اپنے بیٹے کے نام خط ہے، لکھتا ہے:۔

"معلوم ہوا ہے کہ تو نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور کھیل کود میں پڑ گیا ہے۔ تو کیا تو کسان بننا چاہتا ہے کہ عمر بھر محنت کرے اور بدبختی کا شکار بنا رہے۔ خبردار نہ کسان بننے کا خیال کر، نہ سپاہی بننے کا، نہ پروہت بننے کا بلکہ سرکاری نوکری میں سب تیری عزت کریں گے، تیرا گھر نوکر چاکر سے اور شان وشوکت سے بھر جائے گا اور تو درباریوں کے بعد "تیس کی مجلس" میں بیٹھا کرے گا"۔

مصر کے سرکاری ملازموں کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ اپنے افسروں کی بے حد خوشامد کرتے ہیں۔ بالکل یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اُن کے غلام ہیں لیکن یہ طریقہ بھی پرانے مصر سے پہنچا ہے۔ آج سے پانچ ہزار برس پہلے کا مصری فلسفی جتاع حتب کہہ گیا ہے "جو تجھ سے اوپر ہے اُس کے سامنے ہمیشہ جھکا رہ، اپنے افسر کی پوری اطاعت کرتا رہ کہ تیرا گھر کھلا رہے، تیرا رزق جاری رہے، خبردار! اپنے سردار کی کبھی نافرمانی نہ کیجیو کیونکہ سردار کی نافرمانی میں سب سے بڑی بربادی ہے"۔

وطن نہیں چھوڑتے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری سرکاری ملازموں کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ اپنے وطن سے دور جانا نہیں چاہتے اور اگر بھیج دیے جاتے ہیں تو بے حد کڑھتے ہیں۔ٹھیک یہی ذہنیت پرانے مصریوں کی تھی، ایک بُردی کاغذ چار ہزار برس پہلے کا پُرانا ملا ہے اس میں ایک مصری عہدہ دار کی تحریر ہے جو ممفس سے کہیں دور بھیج دیا گیا تھا، لکھتا ہے "میرا جسم تو بے شک یہاں ہے لیکن میری روح ممفس ہی میں ہے۔ میں ہوں تو یہاں مگر مجھ سے کوئی کام بھی نہیں بن پڑتا، کیونکہ ممفس سے دور کر دیا گیا ہوں، معبود تباح میرے پاس آ، اور مجھے ممفس لے جا، کچھ نہیں تو دور ہی سے مجھے ممفس دکھا دے۔

ظاہر پرستی:-

اس زمانے کے مصری ظاہری ٹیپ ٹاپ پر مرتے ہیں اور اس ٹیپ ٹاپ کو نباہنے کے لیے زیادہ سے زیادہ اسراف کرتے ہیں مگر یہ دستور بھی ان کے پُرانے مصری بزرگوں کا ہے۔ سرکاری تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ رام سس سوم مندروں کو سالانہ گیہوں کے ایک لاکھ پچاسی ہزار بورے دیا کرتا تھا مگر وہ ہر مہینے اپنے مزدوروں کے لیے پچاس بورے بھی بھیج نہ سکتا تھا اور مزدور بھوکوں مرا کرتے تھے۔

کسانوں کی تحقیر:-

مصر کی زندگی کھیتی پر ہے مگر مصر کے لوگ کسانوں کو حقیر ہی نہیں سمجھتے بلکہ اُن پر ہر قسم کے ظلم ڈھانا بھی جائز سمجھتے ہیں، یہی حال پُرانے مصریوں کا تھا۔ان کی تصویروں میں کسانوں کا بڑا مذاق اُڑایا گیا ہے۔ اگر کبھی کوئی کسان وقت پر اپنا لگان ادا نہیں کر سکتا تھا تو تحصیلدار آتے تھے، کسان کو زمین پر لٹا کے بُری طرح پیٹتے تھے یہاں تک کہ لگان ادا کر دے۔

اندھے اور موسیقی:-

مصر کے گویئے اور قرآن کی قرأت کرنے والے جب گاتے یا قرأت کرتے ہیں تو ایک ہاتھ کی ہتھیلی اپنے گال پر رکھ لیتے ہیں۔ٹھیک یہی عادت پُرانے مصری گویوں کی تھی، اسی قدر نہیں، بہت پرانے زمانے میں مصر کے اندھے گانے بجانے والوں کو آنکھ والوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیح دیا کرتے تھے۔ آج بھی یہی دستور ہے کہ قرآن مجید کے اندھے قاری ہی پسند کیے جاتے ہیں اور یہ ہر گھر میں روز قرآن سناتے ہیں۔ اندھے ہی نہیں، بلکہ اندھیاں بھی گھر گھر قرأت کرتی پھرتی ہیں۔

کان پر قلم:-

مصر میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دیہاتوں میں کاروباری منشی، گماشتے اور لگان وصول کرنے والے اپنے کانوں پر قلم رکھے چلتے پھرتے ہیں۔ٹھیک یہی عادت ان لوگوں کی پُرانے مصری میں بھی تھی۔

خوشی کا اظہار:-

مصری جب کسی گانے پر یا بات پر بہت خوش ہوتے ہیں تو اپنی ٹوپی یا جبہ یا کوٹ ہوا میں ہلانا شروع کر دیتے ہیں۔ پُرانے مصریوں کا بھی یہی حال تھا۔ اہراموں کے کتبوں میں لکھا ہے کہ جب فرعون دوسری دنیا میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دیوتا اپنے کپڑے اور سفید جوتے پہنے اس کے انتظار میں ہیں۔ دیوتا فرعون کو دیکھتے ہی چلا اٹھے ''تیرے آنے سے پہلے ہمارے دلوں میں کبھی خوشی نہیں آئی'' پھر دیوتاؤں نے اپنے کپڑے اور جوتے خوشی ظاہر کرنے کے لیے ہوا میں اُڑانے شروع کر دیے۔

جادو:-

مصر کا جادو اب تک مشہور ہے اور پُرانے مصریوں کو جادو پر بڑا یقین تھا۔ بُردی کاغذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے دشمن کا کام تمام کرنا چاہتا تھا تو کسی جادوگر کے پاس چلا جاتا تھا اور جادوگر دشمن کو بُرے بُرے خواب اور ڈراؤنی صورتیں دکھاتا تھا۔ ساتھ ہی بیماریوں سے اُسے ستاتا اور ہلکان کر ڈالتا تھا۔ جادو کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جادوگر دشمن کا تھوڑا سا خون یا اس کا کٹا ہوا ناخن یا پہنے ہوئے کپڑے کا کوئی ٹکڑا مانگتا۔ ان چیزوں میں سے کوئی چیز مل جاتی تو دشمن کا پتلا بنا کر وہ چیز اندر رکھ دیتا، پھر پتلے کو اس وضع کے کپڑے پہناتا جس وضع کے کپڑے دشمن پہنتا ہے۔ اس کے بعد جادو کے منتر پڑھتا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر پتلے میں کیل ٹھونک دیتا، تو دشمن کو کوئی بیماری لگ جاتی۔ پتلے کو آگ کے پاس لے جاتا تو دشمن کو بخار آجاتا اور اگر پتلے کی گردن کاٹ دیتا تو دشمن بھی مر جاتا، ٹھیک اسی طرح آج بھی مصر میں جادو کیا جاتا ہے اور مصری عوام جادو پر بہت زیادہ یقین رکھتے ہیں۔

تعویذ:-

قاہرہ کے عجائب گھر میں ہزاروں تعویذ موجود ہیں۔ پُرانے مصری قدم قدم پر تعویذ استعمال کرتے تھے بلکہ تعویذوں کے بغیر زندگی ہی ناممکن سمجھتے تھے۔ آج کل کے مصری بھی تعویذوں سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں اور اُنہیں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

نظر لگنے کا ڈر:-

قدیم مصری نظر لگنے سے بہت ڈرتے تھے اور اس بلا سے بچنے کے لیے تعویذ اور دوسری چیزیں استعمال کیا کرتے تھے۔ مقام اوفو میں حورس کے مندر سے ایک کتاب نکلی ہے، جس میں نظر سے بچنے کے لیے بہت سے تعویذ اور منتر لکھے ہیں۔ اسی میں دیوتا کو مخاطب کر کے ایک گیت لکھا ہے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے "معبود اگر تو مجھے اپنی پناہ میں لے لے تو پھر مجھے کسی کی نظر سے بھی خوف باقی نہ رہے"۔ موجودہ زمانے کے مصریوں کا بھی یہی حال ہے کہ نظر سے بہت ڈرتے ہیں اور بچاؤ کے لیے صرف تعویذ ہی نہیں بلکہ اپنے دروازوں پر پلیٹیں اور ہرن کے سینگ لٹکاتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اور دولت مند بھی نظر سے ڈرتے ہیں اور اپنی موٹروں پر بھی تعویذ اور کوڑیاں لٹکاتے ہیں۔

مبارک اور منحوس دن:-

پُرانے مصریوں کے خیال میں بعض دن اچھے تھے اور وہ بُرے دنوں میں کام شروع کرنے سے بچتے تھے۔ کتبوں اور تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یکم اشیر کو مبارک دن سمجھتے تھے کیونکہ اُن کے خیال میں آسمان اسی دن اٹھا کے کھڑا کیا گیا تھا۔ اسی طرح ماہ تور کا ستائیسواں دن مبارک تھا کیونکہ اسی دن حورس اور سیت دو دیوتاؤں میں دنیا کی تقسیم کا سمجھوتہ ہوا تھا لیکن ماہ طوبہ کا چوبیسواں دن منحوس تھا کیونکہ اسی دن ایزیس اور نفتیس (دیویاں) اوزیرس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر روئی تھیں۔ ہمارے زمانے کے مصری بھی بعض دنوں کو مبارک اور بعض کو منحوس خیال کرتے ہیں۔

پیاز سونگھنا:۔

پُرانے مصریوں کا دستور تھا کہ مُردوں کے دیوتا سکر کا جب تہوار آتا تو اپنے گلوں میں پیاز کی گانٹھیں لٹکا کر ممفس کی شہر پناہ کے گرد پھرتے تھے۔ موجودہ مصر میں شم النسیم کے تہوار کے موقعہ پر بھی پیاز کو اپنے سونے کے کمرے میں لٹکاتے ہیں اور تکیے کے نیچے رکھ لیتے ہیں پھر جب صبح اُٹھتے ہیں تو پیاز کو توڑ کر سونگھتے ہیں۔

امن و قانون:۔

مصر بہت مہذب ملک تھا اس لیے یقین کرنا چاہیے کہ وہاں امن و قانون کا بھی دور دورہ ہوگا کیونکہ اس کے بغیر تہذیب جی نہیں سکتی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ہزاروں برس یہ ملک امن و امان میں رہا۔ دوسرے ملکوں پر تو فرعون چڑھائیاں کرتے تھے اور لڑائیاں ہوا کرتی تھیں مگر خود مصر میں عارضی صورتوں کے علاوہ بدامنی پھیلنے نہیں پاتی تھی، ہاں بیسویں خاندان کے بعد سے ایرانی فتح تک تھوڑی بہت بدامنی عام رہی۔

مصر کا قانون:۔

فوجداری قانون کے بارے میں ہم جو کچھ جانتے ہیں نہ جاننے کے برابر ہے، البتہ لاشوں پر کھدے فرعونی فرمانوں اور بعض پُرانے بُردی کاغذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کو قتل کیا جاتا تھا، بدکار عورت کی زبان کھینچ لی جاتی تھی، سرکاری کاغذوں اور مہروں میں جعل سازی کرنے والے کا ہاتھ کاٹ ڈالا جاتا تھا۔ اپنی اولاد کی جان لینے والی ماں کو یہ سزا دی جاتی تھی کہ لگاتار تین دن اور تین رات مرنیوالے کی لاش، اپنے ہاتھوں پر اٹھائے رہے۔ زنا بالجبر کے مجرم کو بدھیا (آختہ) کر ڈالا جاتا تھا، حکومت کا راز فاش کرنے والے کی زبان کاٹ دی جاتی تھی۔

مندروں پر زیادتی کو بہت بڑا جرم سمجھا جاتا تھا، ایسے مجرموں کو کبھی ایک سو کوڑے اتنے زور سے لگائے جاتے تھے کہ جسم پر پانچ گھاؤ پڑ جائیں، کبھی مجرموں کی ناک کاٹ دی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی تھی، کبھی فلسطین کی سرحد پر ریگستان میں انہیں جلاوطن کر دیا جاتا تھا اور کبھی مجرم کو اس کے پورے خاندان سمیت مندر کی غلامی میں دے دیا جاتا تھا۔

رام سس سوم کے خلاف اُس کی ایک بیوی اور لڑکے نے جو سازش کی تھی، اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کہ رام سس نے ملزموں کو ایک خاص عدالت کے سپرد کر دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ بے گناہوں کو چھوڑ دیا جائے اور قصورواروں کو سزا دی جائے۔ یہ سازش خود فرعون کی جان لینے کے لیے ہوئی تھی۔ اس سازش پر فرعون کا زیادہ سے زیادہ برہم ہونا ہر آدمی سمجھ سکتا ہے، مگر فرعون نے خود روبکاری نہیں کی اور انصاف آزاد عدالت کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس واقعہ سے فرعون کی عدل پروری کا بہت اونچا ثبوت ملتا ہے۔

پھر رام سس دوم اور حبشیوں کے بادشاہ کے جس نہایت اہم معاہدے کا ترجمہ ہم پیش کر چکے ہیں اُس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک سے برگشتہ ہو کر بھاگ جانے والے مجرموں کو مصر میں کس قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں، اس معاہدے میں دونوں بادشاہوں نے آپس میں وعدہ کیا ہے کہ ایک کی رعایا، دوسرے ملک میں بھاگ جائے گی تو اسے واپس کر دیا جائے گا مگر بھاگنے والوں کو ذیل کی سزائیں نہیں دی جائیں گی۔

ان کے گھروں کو، ان کی عورتوں کو، ان کی اولاد کو اجاڑا نہیں جائے گا۔ اُن کی مائیں قتل نہیں کی جائیں گی، نہ اُن کی آنکھوں پر مار پڑے گی، نہ اُن کے منہ پر، نہ ان کے پیروں پر اور نہ اُن پر کوئی تہمت لگائی جائے گی۔

خوش قسمتی سے بیسویں خاندان کے آخری زمانے یعنی رام سس نہم کے وقت کے کچھ ایسے کاغذ نکل آئے ہیں جن سے بڑی حد تک تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس زمانے میں فوجداری جرائم کی تحقیق کا اور عدالتی کارروائی کا طریقہ کیا تھا۔

ان کاغذوں سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ پایۂ تخت تھیبس کا ایک گورنر ہوتا تھا اور اس کے ماتحت دو کمشنر ہوتے تھے، شہر کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا تھا، پوربی حصہ خود پایۂ تخت تھا اور پچھمی حصہ مُردوں کا شہر یا قبرستان تھا، دونوں حصے ایک ایک کمشنر کے انتظام میں تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس زمانے کے یہ کاغذ ہیں، تھیبس کے گورنر کے ماتحت دو کمشنر تھے۔ ایک کا نام ''پیسر'' تھا اور وہ پایۂ تخت کا ذمہ دار تھا اور دوسرے کا نام ''پاسیرا'' تھا جو قبرستان کا محافظ تھا۔ دونوں میں بڑی چشمک اور عداوت تھی (آج کل بھی ماتحت افسروں کا یہی حال ہے)۔ دونوں اپنے افسر گورنر کے سامنے ایک دوسرے کی شکایتیں کرتے رہتے تھے، ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے کو بالکل ہی نالائق ثابت کردے۔

رام سس نہم کی تاج پوشی کے سولہویں برس دونوں کمشنروں کی رقابت کے سبب گورنر کو خبر پہنچی کہ چوروں نے پرانے مقبروں کو اکھاڑ ڈالا ہے، اسی قدر نہیں قیمتی چیزیں بھی اُڑا لے گئے ہیں بلکہ مُردوں کی بے حرمتی بھی کی ہے۔

یہ راز کھلتے ہی ایک خاص عدالت بنا دی گئی، اس کے تین رکن تھے: ایک خود گورنر خانیمیس، دوسرا فرعون کا خاص منشی اور تیسرا فرعون کا خاص خطیب لیکچرار۔

عدالت نے مقبروں کا معائنہ کرنے کے لیے ۱۸ ایتر کو ایک کمیشن بھیجا، کمیشن کے کئی ارکان تھے۔ ان میں قابل ذکر لوگ یہ تھے، خود مُردوں کے شہر کا کمشنر، اس کے دو ماتحتی افسر، گورنر کا میر منشی، شاہی خزانچی اور دو بڑے مہنت۔

کمیشن نے پورے قبرستان کا سختی سے معائنہ کیا اور ذیل کی رپورٹ تیار کردی۔

وہ مقبرے جن کی آج تفتیش کی گئی:-

۱- فرعون امنہوتپ کا دائمی گھر، اس کی گہرائی ایک سوتیس فٹ ہے، یہ مقبرہ امنہوتپ کے مندر کے اُتر میں واقع ہے۔ کمشنر پیسر کی رپورٹ تھی کہ چور اس مقبرے میں نقب لگا کر گھسے تھے، مگر ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ مقبرہ صحیح سالم ہے۔

۲- فرعون انحیپ اول کا ہرم، جو امنہوتپ کے مندر کے اُتر میں واقع ہے ہم نے دیکھا خود ہرم ٹوٹ پھوٹ گیا ہے، اُس کے سامنے ایک لاش ہے جس پر فرعون کا اسٹیچو ہے، فرعون کے پیروں سے لگا ہوا اُس کا کتا ''بہگا'' بیٹھا ہے۔ ہم نے تفتیش کی، فرعون کی قبر اپنی اصلی حالت میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-فرعون انتھپ دوم کے ہرم میں چوروں نے نقب لگائی اور دو گز زمین کھود کر امن دیوتا کی قربان گاہ کے افسر اُوری کی قبر تک پہنچ گئے مگر خود فرعون کی قبر کو ذرا نقصان نہیں پہنچا کیونکہ چور وہاں تک پہنچ ہی نہ سکے۔

۴-فرعون سبکم ساپھ کے ہرم کا ہم نے معائنہ کیا، واقعی چور ہرم میں نقب لگا کر فرعون کی قبر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، انہوں نے فرعون کی لاش نکال لی اور تمام قیمتی چیزیں لے گئے۔ فرعون کی ملکہ کی لاش کے ساتھ بھی انہوں نے یہی کیا۔

اسی طرح پوری رپورٹ لکھی گئی ہے اور آخر میں تفتیش کا خلاصہ اس طرح دیا گیا ہے:-

پُرانے فرعونوں کے جن مقبروں کی آج جانچ کی گئی ان کی تعداد دس ہے۔

۹ مقبرے بالکل محفوظ پائے گئے

۱ مقبرے میں نقب دی گئی

۱۰ میزان

رپورٹ اسی پر ختم نہیں ہو جاتی، دوسرے دنوں کی تفتیش سے ثابت ہوا کہ عام لوگوں کی بے شمار قبریں چوروں نے کھود ڈالی ہیں، رپورٹ میں لکھا ہے:-

ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ یہ سب قبریں اکھڑی ہوئی ہیں، تمام لاشیں چوروں نے نکال کر زمین پر ڈال دی ہیں اور وہ تمام قیمتی چیزیں جو ان قبروں میں تھیں اُڑا لے گئے ہیں۔

کمیشن نے اپنی رپورٹ عدالت کے سامنے پیش کر دی اور وہ تمام لوگ فوراً گرفتار کر لیے گئے جن پر مقبروں کی چوری کا کچھ بھی شبہ تھا، اِن لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو قمچیوں اور لاٹھیوں سے خوب پیٹا گیا اور انہوں نے مجبور ہو کر اپنے قصوروں کا اقرار کر لیا، انہوں نے اپنے بیان میں کہا:-

بے شک ہم فرعون سبکم ساپھ کے ہرم میں نقب لگا کر گھسے، ہم نے فرعون اور ملکہ دونوں کی لاشوں کے کفن پھاڑ ڈالے اور وہ تمام سوتی پٹیاں بھی نوچ ڈالیں جو لاشوں پر بندھی تھیں۔ بادشاہ کے گلے میں بہت سے تعویذ اور سونے کے زیور تھے، ہاتھ بھی سونے کے گہنے سے بھرے ہوئے تھے، ملکہ کی بھی یہی حالت تھی کہ سونے کے گہنوں اور جواہرات سے لدی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی، ہم نے یہ سب چیزیں اُتار لیں اور چپکے سے نکل گئے۔

ابھی مقدمہ جاری تھا کہ چوروں کے سرغنہ نے اپنے آپ کو عدالت کے سپرد کر دیا اور اقرار کرلیا کہ اُسی نے نقب لگائی تھی۔ ساتھ ہی سرغنہ نے بتایا کہ اس چوری میں بھی امن دیوتا کے مندر کی خدمت کرنے والے اور مندر کے نوکر معمار بھی شریک تھے۔ اگر وہ لوگ خاص طور پر معمار شریک نہ ہوتے تو چور فرعون کی قبر تک پہنچ ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ہم قبر کی جگہ اور اُس کے راستے سے بالکل ناواقف تھے۔

سرغنہ کے اس اقرار کے بعد مندر کے خدمت گار اور معمار بھی گرفتار کر لیے گئے اور عدالت نے اپنا فیصلہ لکھ کر فرعون کے پاس بھیج دیا لیکن فرعون کے درباریوں کی رائے یہ ہوئی کہ مقدمہ داخل دفتر کر دیا جائے اور تمام ملزموں کو چھوڑ دیا جائے۔ انہوں نے فرعون سے کہا کہ مقدمے کی وجہ سے دونوں کمشنر بھی بدنام ہوں گے اور امن دیوتا کے مندر کی بھی بے عزتی ہو جائے گی جس کے پجاری اور مہنت اس چوری میں شریک ہیں، اس طرح حکومت کی بھی بے رعبی ہوگی اور مذہب کی بھی سبکی۔ فرعون نے یہ رائے پسند کرلی اور مقدمہ ختم کر دیا۔

لیکن اس تفصیل سے یہ بات صاف معلوم ہوجاتی ہے کہ پُرانے مصر میں بھی جاسوسی کا محکمہ موجود تھا اور اپنا کام بڑی چستی و چالاکی سے کرتا تھا۔ مقدموں کی اچھی طرح تفتیش کی جاتی تھی، باضابطہ رپورٹیں تیار ہوتی تھیں اور حاکموں کے سامنے پیش کی جاتی تھیں مگر جب سے فرعون کمزور پڑ گئے انصاف بھی کمزور پڑ گیا اور زبردستوں کو قانون توڑنے کا موقعہ مل گیا۔

مصری جج معمولی لوگ نہیں ہوتے تھے بلکہ تھیبس، ممفس اور ہیلوپولیس کے کالجوں کے فاضل ہوتے تھے۔ عدالت میں اُن کا لباس سر سے پاؤں تک سفید ہوتا تھا اور قیمتی کپڑے سے سرکاری خرچ پر تیار کیا جاتا تھا۔ ججوں کو بڑی بڑی تنخواہیں شاہی خزانے سے ملتی تھیں تاکہ رشوت لینے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

تاریخ میں ایک ایسے مصری جج کا بھی ذکر ملتا ہے جس نے خود اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف مقدمے کی سماعت کی اور جب وہ مجرم ثابت ہوگئے تو انہیں کسی پس و پیش کے بغیر سزا دے دی۔ اس فیصلے کی اپیل خود فرعون کی عدالت میں ہوئی اور فرعون نے اپیل یہ کہہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر خارج کردی کہ جج اپنے ایسے عزیزوں کے معاملے میں ناانصافی نہیں کر سکتا۔ ساتھ ہی فرعون نے اس جج کا رتبہ بہت بڑھا دیا، واقعی ایسے ججوں پر مصر جتنا فخر کرے، کم ہے۔

مالیات کا انتظام اور قانون بھی مکمل تھا۔ پرانی یادگاروں سے ثابت ہوتا ہے کہ مصر کی جائیداد کی خرید وفروخت اور ہبہ کی دستاویزیں لکھی جاتی تھیں۔ دستاویزیں وہ لوگ مرتب کرتے تھے جو قانون جانتے تھے۔ غالبًا ان لوگوں کا پیشہ ہی یہ تھا کہ باشندوں کو قانونی مشورے دیں۔ عجب نہیں مصر میں بھی ویسے ہی وکیل موجود ہوں، جیسے آجکل ہر ملک میں دکھائی دیتے ہیں۔

یہ بھی ثابت ہے کہ ہر دستاویز کی رجسٹری کرانا ضروری تھا جو لوگ ایسا نہیں کرتے تھے اُن سے حکومت بڑا بھاری جرمانہ وصول کرتی تھی اور یہ کہ اگر کسی جائیداد پر جھگڑا ہوتا تو اس فریق کا حق ملکیت ساقط ہو جاتا تھا جو تین برس تک عدالت میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔

مصری عجائب خانے میں پتھر کی ایک تختی ہے، اس پر امن دیوتا کے سب سے بڑے کاہن اوارتی کی تصویر ہے اور لکھا ہے کہ اوارتی جب دس برس کا بچہ تھا تو اسیوط کے علاقے میں کچھ کھیتوں اور باغوں کا مالک تھا۔ اس کے بعد جائیداد کی پوری تفصیل دی گئی ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اوارتی کو جائیداد کس طرح ملی، کن کن لوگوں سے خریدی گئی، اُس کی حدیں کیا ہیں، اس کی مالگزاری کتنی ہے، ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ اس جائیداد کی خریداری کی باضابطہ رجسٹری بھی ہوگئی تھی۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ اب اوارتی اپنی جائیداد اور اُس کے تمام مالکانہ حقوق و اختیارات اپنے داماد، فلاں کو ہمیشہ کے لیے ہبہ کر رہا ہے۔ آخری سات سطروں میں امن دیوتا کی بہت سی لعنتیں لکھی ہیں جو نئے مالک کی حق تلفی کرنے والے پر پڑیں گیں۔

مندروں کی دیواروں پر بہت سے وصیت نامے بھی لکھے ملے ہیں، ان میں لوگوں نے اپنی جائیدادیں اس شرط کے ساتھ مندروں کو دے دی ہیں کہ مرنے کے بعد اُن کے لیے دیوتاؤں سے ہمیشہ دعائیں مانگی جائیں اور اُن کی قبروں کی دیکھ بھال ہوتی رہے تاکہ کبھی نہ مٹیں۔

ایک وصیت نامہ بہت ہی عجیب ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصر میں قانون کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت احترام کیا جاتا تھا۔ یہ وصیت نامہ اسیوط کے دیوتا آپ واویت کے مندر پر آج تک لکھا ہوا موجود ہے۔

اس مندر کے سب سے بڑا مہنت کا نام ہپ زیفا تھا۔ وصیت نامہ اسی مہنت نے لکھا ہے اور خود اپنے ہی نام لکھا ہے۔ مہنت نے لکھا ہے کہ مندر کی آمدنی میں اس کا جو حصہ ہے اُس سے وہ مندر کے بڑے مہنت کے حق میں دستبردار ہوتا ہے۔ اس لیے دستبردار ہوتا ہے کہ بڑا مہنت ہمیشہ اس کی یعنی وصیت کرنے والے کی روح کے لیے دعائیں اور قربانیاں کرتا رہے۔ وصیت کرنے والا چونکہ خود ہی بڑا مہنت تھا، اس لیے اس نے ایک طرف وصیت نامے میں اپنا نام لکھا اور دوسری طرف مندر کے مہنت ہونے کی حیثیت سے اپنا عہدہ لکھا کہ اس وصیت پر ہمیشہ عمل کیا جائے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مصری اپنے ملکی قانون کو ایک دیوتا توت کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ توت ہی نے قانون بنایا ہے۔ یہ قانون ایک کتاب میں لکھا ہوا تھا اور مصری عدالتیں اس پر چلتی تھیں مگر یہ کتاب ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی۔

پانچواں باب

مصریوں کی علمی وادبی زندگی

مصری علوم:-

مصر کی اپنی زبان تھی مگر سامی زبانوں سے ملتی جلتی۔ معلوم نہیں اس زبان نے کیونکر ترقی کی مگر پہلے شاہی خاندان کے زمانے میں ابھی (تقریباً پانچ ہزار سال پہلے) اچھی خاصی ترقی یافتہ تھی اور اس وقت کے تمام خیالات بیان کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی۔ اسی قدر نہیں، زبان میں مٹھاس تھی اور شاعری اور موسیقی کے لیے بہت موزوں تھی۔ مدت تک مردہ رہنے کے بعد اب یہ زبان پرانی تحریروں کی مدد سے پھر زندہ کر لی گئی ہے اور اس کے لغت کی بڑی بڑی کتابیں چھپ گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب جانتے ہیں مصر کی سب سے پرانی لکھائی کا نام ہیرو گلفی ہے۔ اس لکھائی میں حرف نہیں تھے بلکہ ان کی جگہ چیزوں کی شکلیں بنا کر مطلب ادا کیا جاتا تھا۔ ظاہر ہے یہ طریقہ بہت مشکل، تکلیف دہ اور وقت برباد کرنے والا تھا، اسی لیے شاہی دور میں ایک اور لکھائی پیدا ہوگئی جو ہیر لطیقی کہلاتی ہے۔ یہ خط آسان تھا اور جلد لکھا جا سکتا تھا اسی لیے مقبول ہوگیا مگر ہیرو گلفی کا راج بدستور اسٹیچوؤں اور مندروں کی تحریروں میں رہا کیونکہ اس میں خوشنمائی بہت تھی اور اس کی وجہ سے پُرانی یادگاروں میں زیادہ شان پیدا ہو جاتی تھی۔ ہیرو گلفی عربی لکھائی کی طرح دائیں سے بائیں طرف ہوتی تھی۔ بعض علمائے مصریات کہتے ہیں کہ ہیر لطیقی لکھائی پہلے ہوئی اور اسی سے ہیرو گلفی نکلی ہے۔

بہت بعد میں یعنی ۷۰۰ ق۔م میں ایک اور لکھائی پھیلی اسے ڈیموٹک کہتے ہیں ہیر لطیقی لکھائی مذہبی پیشواؤں کی لکھائی تھی اور ڈیموٹک عام باشندوں کی تھی۔ یہ لکھائی پانچویں صدی عیسوی تک جاری رہی اس کے بعد یونانی لکھائی کا رواج ہوگیا۔

مصری بہت ہی پُرانے وقتوں سے ایک کاغذ بناتے تھے جسے بُردی کہا جاتا ہے۔ بُردی حقیقت میں ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے پیڑ ہوتے تھے اور وادی نیل میں کثرت سے پیدا ہوتے تھے، کاغذ انہی پیڑوں سے بنتا تھا۔ اب صدیوں سے یہ ناپید ہو چکے ہیں۔ اس سے کاغذ کے علاوہ جانوروں کی پکی کھالوں پر اور کپڑوں پر بھی لکھا جاتا تھا۔ مصری بانس کے قلم استعمال کرتے تھے اور ایک خاص قسم کی روشنائی سے لکھتے تھے۔ اس روشنائی کے اجزاء اب تک معلوم نہیں ہو سکے۔

مصریوں کا نظام تعلیم کیا تھا؟ کچھ معلوم نہیں لیکن پرانی تحریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی مدرسے ملک بھر میں پھیلے ہوئے تھے جن میں امیروں اور غریبوں کے بچے ساتھ پڑھتے تھے حتیٰ کہ خود شہزادے بھی انہی مدرسوں میں پڑھنے آتے تھے۔ ان مدرسوں کے کورس میں پیراکی اور شہسواری کو خاص اہمیت دی جاتی تھی اور ہر لڑکے کو یہ دونوں فن بھی سیکھنا پڑتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم کا نظام بھی معلوم نہیں مگر شہزادوں اور مذہبی پیشواؤں کے لیے تھیبس، ممفس اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیلوپولیس وغیرہ بڑے شہروں میں خاص کالج موجود تھے جن میں خود فرعون کے درباریوں کو تعلیم دینے کے لیے جانا پڑتا تھا۔ غریب بچوں کو بالکل مفت پڑھایا جاتا تھا۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مدرسوں میں تعلیم صبح سے شروع ہوتی تھی، دوپہر کو کھانا کھانے کی چھٹی ملتی تھی، غریب لڑکوں کی مائیں خود کھانا لے کر آتی تھیں۔ امیر بچوں کے لیے کھانا ان کے نوکر لاتے تھے۔

مدرسوں میں بدشوق لڑکوں کو سزا دینے کا بھی دستور تھا۔ ایک پرانی تحریر میں لکھا ہے ''لڑکے اپنی عمر کا ایک دن بھی سونے اور سستی میں نہ گنوا ورنہ تجھے پیٹا جائے گا۔ یاد رہے کہ لڑکوں کے کان ان کی پیٹھ پر ہوتے ہیں اور جب تک کوڑے نہیں کھاتے سنتے بھی نہیں''۔

اونچے درجے کے مصریوں کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت اہتمام تھا، اس لیے بھی کہ علم کے فائدے جانتے تھے اور اس لیے بھی کہ سرکاری عہدے، تعلیم حاصل کیے بغیر نہیں مل سکتے تھے اور اس لیے بھی کہ جاہلوں سے بیگار لی جاتی تھی اور مزدوری کرائی جاتی تھی مگر تعلیم یافتہ مصری ان دونوں مصیبتوں سے عمر بھر کے لیے بچ جاتے تھے۔ مصریوں کی ایک پرانی کہاوت تھی ''جاہل تعلیم یافتہ کا غلام ہوتا ہے اور تعلیم یافتہ جاہل کا آقا بنتا ہے''۔

''توت'' علم و حکمت کا دیوتا تھا اور کہا کرتے تھے جو کوئی توت کو یاد رکھتا ہے توت بھی اسے نہیں بھولتا بلکہ ہمیشہ کامیابی کے راستے پر لے جاتا ہے۔

مصریوں کی تعلیم کا جو اہتمام تھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ قدیم مصری حکیم ''دوؤف'' جب اپنے لڑکے کو مدرسے میں داخل کرانے لے گیا تو اس سے کہا ''فرزند! علم کو اپنا پورا دل دے دے اور اُس سے ویسی ہی محبت کر جیسی اپنی ماں سے کرتا ہے کیونکہ سورج کے نیچے علم سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے''۔

لڑکے ایک خاص شکل کی کاپیوں پر لکھنے کی مشق کرتے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پُرانے مصر کے لڑکوں کی کاپیاں بالکل اُسی شکل و صورت اور ڈیل ڈول کی ہوتی تھیں جیسے ہمارے زمانے کے لڑکوں کی کاپیاں ہیں۔

مصریوں کے علوم و فنون مفقود ہو چکے ہیں، اُن کی علمی کتابیں اب تک نہیں ملیں لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی عمارتوں، دوسری صنعتوں ممیوں اور تحریروں سے بغیر کسی شک و شبہ کے ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ حساب، الجبرا، ہندسہ اور علم جرثقیل میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ ان چیزوں کا اعلیٰ علم نہ رکھتے تو ایسی یادگاریں بھی چھوڑ نہ جاتے۔

اسی سلسلہ میں ریاضی اور طب کے عملی علوم کی حالت کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے:۔

قدیم مسودات سے جو ہم کو دستیاب ہوسکے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلی اعتبار سے ریاضی کا فن کافی ترقی کر چکا تھا۔ یہ مسودات حل شدہ مثالوں کے مجموعے ہیں اور ان میں مختلف نظریوں کو مبتدی کے لیے صاف کردیا گیا ہے۔ ان سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

دس لاکھ تک اعداد کو ظاہر کرنے کے لیے علامات مقرر تھیں، اکائیوں کو لکیروں سے ظاہر کیا جاتا تھا اور پھر دہائیوں کو نو مخروطی شکلوں سے۔ اسی طرح مخروطی شکلوں اور اکائی کی لکیروں کے مجموعے سے مختلف ہندسے بنتے چلے جاتے تھے۔ اس قاعدے کی وجہ سے دس سے ضرب دینا بہت آسان ہوجاتا تھا کیونکہ اس صورت میں لکیروں کو گول حلقوں میں اور گول حلقوں کو دہائی کی مخروطی شکلوں میں بدل دیتے تھے۔

اس کے علاوہ براہ راست ضرب صرف دو کے ہندسے سے دی جاسکتی تھی اور دوسرے پیچیدہ ہندسوں سے ضرب دینے کے لیے بتدریج عمل کرنا پڑتا تھا، مثلاً سات سے ضرب دینے کے لیے دو سے ضرب دیتے تھے، پھر اُس کا دُگنا کرلیتے تھے تو یہ چار گنا ہوجاتا تھا، اس چار گنے میں دو کا حاصل ضرب جمع کرلیتے تھے اور اصل مضروب کو ایک مرتبہ جمع کرکے سات گنا معلوم کرلیتے تھے۔

تقسیم کا طریقہ اس ضرب کے طریقے کے برعکس اور اُلٹا ہوتا تھا۔

کسر کی اجازت بھی تھی لیکن وہیں تک کہ کسر کا شمار کنندہ ایک کا ہندسہ ہو یا اُس کسر کا عادِ اعظم حاصل ہوسکے یا ضرب دیتے وقت مختلف جدولوں کے مطابق دو کے ہندسے کے مطابق دو کے ہندسے کے ٹکڑے کردیتے تھے۔

مربع، مستطیل اور غالباً مثلث کا رقبہ بھی بالکل صحیح معلوم کرسکتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائرے کا رقبہ معلوم کرنے کے لیے دائرے کے قطر کے $\frac{8}{9}$ حصے کو مربع کا ایک رُخ تصور کر کے اس مربع کا رقبہ عام دستور سے معلوم کر لیتے تھے اور سچ پوچھیے تو اس سے زیادہ تخمینہ دائرے کے رقبے کا اور ہو بھی کیا سکتا ہے؟

مجسم متوازی السطوح کا حجم معلوم کرنے کے لیے بھی انہوں نے قاعدے وضع کیے تھے اور مخروطی میناروں کا حجم بھی معلوم کر سکتے تھے۔

آسان جزر بھی نکالنا اُن کو آتا تھا اور علم ہندسہ میں بھی اُن کو کافی دخل تھا، چنانچہ اس کے اکثر ثبوت ملتے ہیں۔

علم طب:-

ایسے بُردی کاغذ بھی نکلے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری فن طب میں بھی اچھی ترقی کر چکے تھے، وہ بہت سی بیماریاں جانتے تھے اور اُن کی علامتیں بھی جانتے تھے، تشخیص کے طریقے بھی انہوں نے لکھے ہیں اور ہر بیماری کی ایک نہیں کئی کئی دوائیں لکھی ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اُن کے ہر نسخے میں کسی نہ کسی جانور کا پیشاب یا پاخانہ بھی ضرور شامل ہے ممکن ہے یہ اس وجہ سے ہو کہ وہ مختلف جانوروں کے فضلوں کی خاصیت سے واقف ہو گئے ہوں۔

موجودہ زمانے کی ترقی یافتہ طب میں بھی بعض جانوروں کے فضلے بیماروں کو دیئے جاتے ہیں کیونکہ بیماریوں کے کیڑے اُن سے مر جاتے ہیں چنانچہ کرگدن کا پیشاب، ملیریا کے جراثیم ہلاک کرنے کے لیے بہترین دوا خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح گوبر کے طبی فوائد بھی معلوم و مشہور ہیں۔

مصریوں کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ کوئی بیماری اچھی نہیں ہو سکتی، جب تک دوا کے ساتھ جادو بھی شریک نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے ہر نسخے میں جادو کا بھی کوئی نہ کوئی منتر موجود ملتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ بہت سی عام بیماریوں کے طبّی علاج وہ جانتے تھے۔ یہ علاج آج بھی دنیا بھر میں رائج ہیں علم تشریح یا جراحی میں مصریوں کو یقیناً کمال حاصل تھا کیونکہ اس کمال کے بغیر وہ آدمی کی ممی بنا نہیں سکتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری ادب:-

"ادب" کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اس مفہوم میں انسان کی تمام ذہنی ترقیاں آجاتی ہیں۔ کسی قوم کے "ادب" پر گفتگو کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس قوم کے تمام علوم وفنون اور اس کے تمام ذہنی رجحانوں کو پیش کیا جائے مگر ہم مصری قوم کے ادب پر اس طرح گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ مصریوں کا تقریباً تمام ذہنی وعلمی سرمایہ برباد ہو چکا ہے اور پُرانی یادگاروں اور بُردی کاغذوں کی صورت میں جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ ہماری بحث کو دور تک نہیں لے جا سکتا۔ پُرانی یادگاروں کا تذکرہ تو ہم ایک الگ باب میں کریں گے یہاں صرف بُردی کاغذوں کی مدد سے جو کچھ کہہ سکتے ہیں، کہیں گے۔

پُرانے مصریوں کے بارے میں دنیا کو صدیوں غلط فہمی رہی، عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ مصری بہت ہی کھرّے، سخت دل اور توہم پرست تھے۔ وہ عشق ومحبت، انسانی جذبات، شعروشاعری اور نازک خیالی سے بے گانہ تھے۔ اس خیال کا سبب یہ تھا کہ مقبروں اور مندروں کے سوا پُرانے مصریوں کی یادگاریں دنیا کی نگاہ سے اوجھل تھیں۔

سب سے پہلے ۱۸۵۲ء میں عمانویل روجیہ کو ایک عشقیہ مصری قصہ ملا اور دنیا یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی کہ وہ مصریوں کے بارے میں سراسر غلطی وگمراہی میں تھی۔ اس کے بعد ۱۸۶۴ء میں لکڑی کا ایک صندوق تھیبس کے کھنڈروں میں ملا، صندوق کھولا گیا تو اس میں قبطی خط میں لکھے ہوئے بہت سے کاغذ بند تھے جس پر دیموطیقی خط میں شہزادہ ستنا کا افسانہ لکھا تھا۔ اس کے بعد اور بہت سے بُردی کاغذ ملے جو مصر کے عجائب گھر میں اور دوسرے ملکوں کے پایہ تختوں میں محفوظ ہیں۔

ان بُردی کاغذوں سے ثابت ہوا کہ مصری علماء اہم فلسفیانہ مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھا کرتے تھے، چنانچہ برلن کے عجائب گھر میں ایک ایسا ہی کاغذ موجود ہے۔ اس کاغذ پر ایک آدمی کا اپنی رُوح سے مباحثہ لکھا ہے۔ آدمی کہتا ہے کہ خودکشی زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ روح مخالفت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ زندہ رہنا مرجانے سے کہیں اچھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈن کے عجائب گھر میں بھی ایک ایسی ہی مصری تحریر موجود ہے۔ یہ لکھی تو گئی ہے مسیحی زمانے میں مگر علماءِ مصریات کا خیال ہے کہ اس کا اصلی مصنف کوئی پُرانا مصری عالم تھا کیونکہ اس میں قدیم مصریوں کے خیالات ملتے ہیں۔

مصری قصوں کے چند نمونے:-

بُردی کاغذوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پُرانے زمانے کے مصری ہر قسم کے قصے سننے اور لکھنے کے بہت دلدادہ تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ زندہ آدمی دل بہلانے کے لیے ہر زمانے میں قصوں سے کام لیتے رہے ہیں اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مصریوں کے خیال میں آدمی مر کر بھی زندہ رہتا تھا اور اُس کی وہ تمام ضرورتیں باقی رہتی تھیں جو زندگی میں ہوتی تھیں۔ اس لیے وہ قصے لکھ کر مقبرے میں رکھ دیتے تا کہ مُردے کا ''دل'' جب گھبرائے تو قصے پڑھنا شروع کر دے۔

ایک ایسا ہی قصہ تورین کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ یہ قصہ ۱۰۰۰ق۔م میں لکھا گیا تھا یعنی آج سے تقریباً اڑھائی ہزار برس پہلے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ پورا قصہ تلف ہو چکا ہے، صرف آٹھ سطریں باقی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قصے میں فرض کیا گیا تھا کہ معدے اور سر میں جھگڑا ہوا ہے اور دونوں کا مقدمہ مصر کے ہائی کورٹ میں پیش ہوا ہے۔ معدے کا دعویٰ یہ ہے کہ انسانی جسم میں مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں کیونکہ میں ہی جسم کو بناتا، پالتا اور حرکت دیتا ہوں لیکن سر کہتا ہے کہ تو جھوٹا ہے، اصلی چیز میں ہوں، میں ہی جسم کو روشن رکھتا ہوں، زندگی دیتا ہوں اور اپنی مرضی پر چلاتا ہوں۔

ایسے قصے بھی ملے ہیں جن سے غرض نصیحت کرنا ہے۔ ایک قصے پر تاریخ تو بطلیموس زمانے کی ہے مگر اکثر ماہرین مصریات کا خیال ہے کہ یہ قصہ کسی پُرانے مصری قصے کا ترجمہ یا نقل ہے۔ قصے میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ تم ایک بہت ہی تیز شراب پیو گے؟ درباریوں نے عرض کی: اعلیٰ حضرت! ہم سے تو یہ شراب پی نہیں جا سکتی۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا یہ شراب بہت بدمزہ ہے؟ درباریوں نے جواب دیا: نہیں، حضور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ حضرت کی جو مرضی ہو وہی کریں۔ بادشاہ نے شراب لانے کا حکم دیا، پھر اپنے شہزادوں کے ساتھ نہا دھو کر شراب پینے بیٹھ گیا اور اتنی پی کہ بے ہوش ہوگیا۔ درباریوں نے ایک حوض کے پاس درخت کے نیچے بستر بچھایا اور بادشاہ کو لٹا دیا۔ درخت کی شاخیں بادشاہ پر ہر طرف سے جھکی ہوئی تھیں۔ صبح کو پیش خدمت حاضر ہوئے اور بادشاہ کو جگانے لگے۔ جب وہ نہ جاگا تو اُنہوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے شور سُن کر آنکھ کھول دی اور فرمایا: ہے کوئی درباری جو مجھے قصہ سنائے تاکہ میری نیند دُور ہو جائے؟

پیون نام کا ایک درباری موجود تھا، حاضر ہوا اور بادشاہ سے عرض کرنے لگا: اعلیٰ حضرت نے ''چھوٹے ملاح'' کا قصہ تو سنا ہی ہوگا؟ بادشاہ نے جواب دیا: ''میں نے یہ قصہ کبھی نہیں سنا'' اس پر پیون نے کہنا شروع کیا۔

کہتے ہیں پُرانے وقتوں میں ایک چھوٹا ملّاح تھا اس نے ایک خوبصورت کنواری سے شادی کی مگر شادی کے بعد ہی ایک اور ملّاح عورت پر عاشق ہوگیا، عورت بھی اُس پر جان دینے لگی۔ پھر ایسا ہوا کہ چھوٹے ملاح کو بادشاہ نے بلایا اور جب دربار برخاست ہوا تو (یہاں سے عبارت غائب ہے) ملّاح نے دوبارہ بادشاہ کے حضور میں جانا چاہا (یہاں سے عبارت غائب ہے) وہ اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنی بیوی کے ساتھ نہایا لیکن اُس طرح شراب نہ پی سکا جس طرح پیا کرتا تھا۔ وہ بہت پریشان دکھائی دیتا تھا، جب سونے کا وقت آتا تھا کیونکہ اُس کا دل غم سے چور ہو رہا تھا۔ آخر اُس کی بیوی نے پوچھا ''تمہیں دریا پر کیا ہوا کہ ایسے بن گئے ہو'' (اس کے بعد کاغذ نہیں ملے)۔

پُرانے مصری اپنے قصے کے ہیرو اپنے ملک کے بڑے بڑے سپہ سالاروں اور فرعونوں کو بھی قرار دے دیا کرتے تھے حالانکہ قصے بالکل فرضی ہوتے تھے۔ کبھی تاریخی واقعات قصوں کی صورت میں لکھا کرتے تھے مگر نمک مرچ لگا کر۔

سیّاحی کے قصے بھی مصری لکھتے تھے، مگر بہت مبالغے کے ساتھ۔ مصری سفر کرنا پسند نہیں کرتے اسی لیے اُن کے بہت سے سیّاحی قصوں میں سفر کے وہمی خطرے بیان کیے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن انہوں نے ایسے قصے بھی لکھے ہیں جن سے ان فرضی خطروں کی تردید ہوتی ہے اور اُن کے ہم وطنوں میں سیاحی کا شوق پیدا ہوسکتا ہے۔

ایک ایسا قصہ شہزادے سی فی ہا کی طرف منسوب ہے۔ اس کا خُلاصہ یہ ہے کہ جب بادشاہ سرٹ سن تخت نشین ہوا تو ایک پردیسی وفد آیا اور بادشاہ سے کسی خاص اہم معاملے میں گفت وشنید کی۔ شہزادے سی فی ہا کو یہ راز معلوم ہوگیا اور اُس نے کچھ لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ مصری قانون یہ تھا کہ حکومت کا راز فاش کرنے والے کو بدترین سزا دی جاتی تھی۔ شہزادہ ڈر کر ملک سے بھاگ نکلا اور چلتے چلتے کھاری جھیلوں پر پہنچ گیا (جو مصر اور طور سینا کے درمیان موجود ہیں اور جواب نہر سویز میں شامل ہو چکی ہیں)۔ شہزادہ کھاری جھیلوں پر تھا اور ہر طرف بیابان پھیلا ہوا تھا۔ میٹھا پانی ملنے کی امید بھی نہیں ہوسکتی تھی۔ شہزادہ بے حد پیاسا ہوگیا اور جب کہیں پانی نہ ملا تو اپنی زندگی سے ناامید ہوگیا۔ عین اسی حالت میں ایک بدّو ادھر نکل آیا۔ بدّو نے جب شہزادے کی حالت دیکھی تو شہزادے کے سامنے بہت سا دودھ پیش کیا اور کہا کہ اُس کے گھر چلے اور مہمان رہے۔ شہزادے نے دودھ سے اپنی پیاس تو بُجھالی مگر مہمان بننے سے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ پھر شہزادہ فلسطین کے جنوب میں پہنچا، وہاں کے لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی۔ قبیلے کے سردار نے اپنی لڑکی شہزادے کو بیاہ دی اور شہزادہ تھوڑے ہی برسوں میں مالا مال ہوگیا۔ بادشاہ اوسرٹ سن نے یہ ماجرا سنا تو شہزادے کی خطا معاف کر دی۔ شہزادہ بھی اپنے وطن کی محبت سے بے قرار تھا آخر واپس آ گیا۔ بادشاہ نے اسے دربار میں بلا کر خلعت پہنایا اور حکم دیا کہ شہزادے کے لیے شاندار مقبرہ بنا دیا جائے۔

اسی قسم کا ایک قصہ اور ہے، اس میں لکھا ہے کہ ایک سیاح شاہی کانیں دیکھنے گیا مگر دریا میں طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ کر ڈوب گئی، سیاح کو ایک لکڑی مل گئی اور وہ اِسی کی مدد سے کسی طرح ایک ٹاپو پر پہنچ گیا۔

سیاح ٹاپو پر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ایک بھیانک آواز سنائی دی۔ اس کی تلاش میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک زبردست اژدہا چلا آرہا ہے اور اژدہے کے منہ پر بڑی لمبی ڈاڑھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سیاح ڈر کے مارے کانپنے لگا، مگر اژدہے نے اپنی میٹھی باتوں سے اُس کا ڈر دور کر دیا۔ پھر اژدہا سیاح کو اپنے گھر لے گیا اور پوچھا کہ اس ٹاپو میں کیسے آنا ہوا؟ سیاح نے اپنی ساری بپتا سنا دی۔ اژدہے نے تسلی دی اور کہا کہ یہ روحوں کا ٹاپو ہے یہاں اطمینان سے رہو اور یہاں ایک خوبصورت لڑکی بھی ہے جو تمہاری طرح آ گئی ہے۔ جلد ہی ایک کشتی آنے والی ہے تم دونوں اس پر سوار ہو کر اپنے وطن چلے جانا، اور ہوا بھی یہی۔ ایک دن سیاح بیٹھا سمندر کو دیکھ رہا تھا کہ ایک کشتی آ پہنچی سیاح نے ٹاپو سے بہت سی سوغاتیں لیں اور لڑکی کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر مصر چلا آیا۔

جادو کا ایک قصہ اس طرح ہے کہ ایک درباری کو خبر ملی کہ اس کی بیوی کو کسی اور شخص سے محبت ہوگئی ہے اور وہ دونوں جھیل کے کنارے ملا کرتے ہیں۔ درباری جادو میں استاد تھا اس نے موم سے ایک مگر مچھ بنایا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ چپکے سے جھیل کے کنارے رکھ آئیں۔ نوکروں نے یہ موم مگر مچھ جیسے ہی زمین پر رکھا اُس میں جان پڑ گئی اور وہ منہ پھاڑ کر اپنے مالک کے رقیب کی طرف بڑھا جو پاس ہی کھڑا تھا۔ پلک جھپکاتے میں رقیب مگر مچھ کے پیٹ میں تھا۔

اتفاق سے اُسی درباری کے ساتھ بادشاہ ٹہلتا ہوا جھیل کے کنارے آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ مگر مچھ پانی سے نکل رہا ہے۔ فوراً مگر مچھ بادشاہ کے سامنے پہنچ گیا اور اس کے قدموں پر درباری کے رقیب کو اُگل دیا۔ بادشاہ یہ دیکھ کر ڈر گیا مگر درباری نے مگر مچھ کی طرف اشارہ کیا اور وہ پھر موم کا ہوگیا۔ بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا تو درباری نے اصلی واقعہ کہہ دیا۔ یہ سُن کر بادشاہ نے حکم دیا کہ مگر مچھ اپنے شکار کو نگل کر جھیل میں چلا جائے کہ یہی بدکار کی سزا ہے اور درباری کی بے وفا بیوی کو زندہ جلا دیا جائے۔

ایک قصے کو تاریخی رنگ میں لکھا گیا ہے حالانکہ ہے خیالی قصہ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تھوتھمیس سوم کے سپہ سالار تھوتیا نے فرعون سے کہا کہ میں باغی شہر یافا کو بڑی آسانی سے چھین لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر تھوتیا ایک بڑی فوج پانچ سو بڑے بڑے پیپے اور فرعون کا شاہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصا لے کر چل پڑا۔ یافا کے قریب پہنچ کر تھوتیا نے مشہور کر دیا کہ فرعون سے باغی ہو گیا ہے اور یافا والوں سے مل جانے کے لیے آیا ہے۔

یافا کے باغی حاکم نے یہ خبر سُنی تو بہت خوش ہوا اور تھوتیا کو اپنے دستر خوان پر دعوت دے دی۔ کھانا کھاتے ہوئے حاکم نے کہا کہ میں نے فرعون کے عصا کی بہت تعریف سنی ہے اور اسے دیکھنا چاہتا ہوں، تھوتیا نے جواب دیا: یہ کوئی مشکل بات نہیں، فرعونی عصا میں اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں، یہ کہہ کر تھوتیا نے اپنا ایک آدمی اپنی فوج کے پڑاؤ پر بھیجا کہ عصا لے آئے۔ عصا آ گیا اور یافا کا حاکم اُسے بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ تھوتیا نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور وہی عصا حاکم کے سر پر اس زور سے مارا کہ وہ مر گیا۔

حاکم کو مار کے تھوتیا اپنے پڑاؤ پر بھاگ آیا اور اپنے دو سو سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ دو سو پیپوں میں چھپ کر بیٹھ جائیں اور باقی تین سو پیپوں میں رسیاں اور زنجیریں بھر دیں، پھر پوری فوج یہ پیپے اٹھا کر شہر کی طرف بڑھے اور کہے کہ تھوتیا حاکم سے بے وفائی کر کے فرعون سے مل گیا تھا اس لیے ہم اسے قید کر کے اور اس کے سب مال و اسباب لائے ہیں تاکہ شہر والوں کو حوالے کر دیں۔ یافا کے لوگ پھر دھوکہ کھا گئے، انہوں نے شہر پناہ کا پھاٹک کھول کر وہ سب پیپے اندر لے لیے۔ فوراً ہی پیپوں سے سپاہی نکل پڑے اور شہر پر قابض ہو گئے۔

ایک قصے میں دکھایا گیا ہے کہ نیکی کا پھل ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے، چاہے دیر سے ملے۔ قصے میں لکھا ہے کہ باتو نام کا ایک چرواہا اپنے بڑے بھائی انپو کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا تھا اور اُسے مویشی چرانے میں اور کھیتی باڑی کرنے میں مدد کرتا تھا۔ باتو نوجوان تھا اور خوبصورت۔ ایک دن گھر میں اپنی بھاوج کے ساتھ اکیلا تھا، بھاوج کے دل میں بُرائی پیدا ہوئی اور باتو کو پھسلانے لگی مگر باتو نیک دل تھا اسے اپنے بھائی کی آبرو کا بڑا خیال تھا، بھاوج نے سب ہی جتن کیے مگر وہ انکار ہی کرتا رہا۔

بھاوج ڈری کہ باتو کہیں اپنے بھائی سے سب کچھ نہ کہہ دے، اس لیے عورت نے اپنے مرد کے سامنے باتو پر جھوٹی تہمت لگا دی کہ اُس کی نیت بُری تھی، انپو نے یہ سُنا تو غصہ سے لال ہو گیا اور اپنے بھائی کو مار ڈالنا چاہا مگر باتو پہاڑوں میں بھاگ گیا اور وہیں رہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ دیوتا تو باتُو کے دل کا حال جانتے تھے، انہوں نے اس کا دل بہلانے کے لیے ایک چاند جیسی بیوی پیدا کردی، مگر بیوی نے بیوفائی کی اور فرعون کے محل میں بیٹھ گئی۔

بہت برسوں بعد باتو کے بھائی انیبو کو پتہ چل گیا کہ باتو بے قصور تھا اور شب شرارت خود اُس کی اپنی بیوی کی ہے جس نے باتو پر بالکل جھوٹی تہمت لگا دی تھی جب انیبو کو اس بات کا یقین ہوگیا تو اُس نے اپنی بیوی کو مار ڈالا اور باتو کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

بہت تلاش پر باتو مل گیا اور دونوں بھائی گلے ملنے کے بعد فرعون کے دربار میں گئے۔ یہاں باتو نے اپنی بے وفا بیوی کو فرعون کے پاس بیٹھے دیکھا۔ پھر یہ ہوا کہ باتو مصر کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے اپنے بڑے بھائی انیبو کو وزیراعظم کا عہدہ دیا اور جب مرنے لگا تو وصیت کی کہ انیبو ہی اس کی جگہ مصر کا بادشاہ ہوگا۔

ایک قصے میں دکھایا گیا ہے کہ آدمی اگر لستان اور فصیح البیان ہو تو کس قدر فائدہ اٹھا سکتا ہے، قصے کا خلاصہ یہ ہے:۔

ایک کسان اپنے گدھے پر نمک اور گیہوں کا بوجھ لادے جا رہا تھا۔ ایک علاقے کے سردار کے نوکروں نے کسان کو لوٹ لیا۔ کسان نے عدالت میں فریاد کی مگر ذرا شنوائی نہ ہوئی۔ آخر کسان نے شہزادے مَردیت نسا کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ شہزادے نے کسان کی فصاحت سن کر دانتوں میں انگلی دبالی اور فرعون سے جا کر کہا کہ اس کسان سے بڑا مقرر ہونا ممکن نہیں۔ فرعون نے شہزادے کو حکم دیا کہ مقدمے کو بہت طول دے اور جو کچھ کسان کہے اُسے لکھ کر دربار میں بھیجتا رہے۔ اُس زمانے میں فرعون خفیہ طور پر کسان کے لیے اور اُس کے بال بچوں کے لیے اچھے اچھے کھانے بھیجتا رہا۔ کسان نے بہت سی تقریریں کیں اور عدالت نے لکھ لیں، مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اس پر کسان نے خودکشی کر لینی چاہی، مگر عین وقت پر فرعون نے اُس کا مال اسے واپس دیا اور بہت سا انعام بھی دیا کیونکہ وہ بہت بڑا مقرر تھا۔

مِصری شاعری کا نمونہ ''آتن کا جلال'':۔

کیا دل فریب ہے تیرا ظہور افق آسمان میں اے رو پہلے طباق! اے سرچشمۂ حیات!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر صبح ہم تجھے آسمان کے پورب میں دیکھتے ہیں، تو پوری زمین اپنے حُسن سے معمور کر دیتا ہے، تو ہی خوبصورت ہے، عظیم ہے، روشن ہے، زمین پر بلند ہے۔

تیری شعاعیں تمام زمینوں کو اپنے دامنوں میں لیے ہوئے ہیں۔

ہاں تمام زمینوں کو لیے ہوئے جنہیں تو نے ہی بنایا ہے اور تو ہی نے اُن پر انسانوں کو آباد کیا ہے، وہ انسان جنہیں تو نے محبت کے بندھن سے جوڑ دیا ہے کہتے ہیں تو دور ہے بہت دور ہے۔

مگر تو دور کہاں ہے؟ تیری شعاعیں تو زمین پر پھیلی ہوئی ہیں اے بلند تر! کیا دن کی تابنا کی تیرا ہی ایک جلوۂ نورانی نہیں ہے؟

رات:-

اے بادشاہ! جب تو آسمان کے پچھم میں لیٹ جاتا ہے تو سارے جہاں پر موت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ آدمی اپنے گھر میں سو جاتے ہیں، منہ لپیٹے، بے حرکت صرف سانس چلتا ہے کوئی کسی کو نہیں دیکھتا، آنکھیں بند ہوتی ہیں اُن کے سرہانے چور کھڑا ہوتا ہے مگر انہیں خبر نہیں۔ شیر کچھار سے نکلتے ہیں، سانپ رینگنا شروع کرتے ہیں کیا ملکہ ظلمت کی فرمانروائی نہیں ہے؟ کیا دنیا رعب سے سناٹے میں نہیں ہے؟ ہاں سب کا بنانے والا اُفق کی محل سرا میں محوخواب ہے۔

دن اور انسان:-

یہ کیسی گہما گہمی ہے؟ زمین مسرت سے کیوں اُچھل رہی ہے؟ دیکھو بادشاہ کی سواری اُفق میں نمودار ہوگئی۔ تو نے کائنات روشن کردی۔ تاریکی کا پتہ نہیں، تُو آسمان پر مگر تیری شعاعیں زمین پر۔ یہ ہمارے بادشاہ کا جلال ہے۔ آدمی خوشی سے اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے۔ تو نمودار ہوا اور زندگی کا آغاز ہو۔ سب نہا دھو کر آئے، سب کے ہاتھ مشرق کی طرف اُٹھ گئے۔ ہاں مشرق کی طرف۔ تیری راجدھانی کی طرف، تیری بندگی کے بعد دنیا کے کام شروع ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن اور حیوان و نباتات:۔

چوپائے چراگاہوں میں پہنچ گئے، درخت اور پودے کھلکھلانے لگے، چڑیاں بھی گھونسلوں سے اُڑ گئیں، پر اُٹھائے، تیری تسبیح کرتی ہوئیں! ہر پرند اُڑ رہا ہے، ہر کوئی تیری روشنی میں زندگی پا رہا ہے۔

دن اور پانی:۔

کشتیاں آنے جانے لگیں، اپنے مستول ہوا میں اُڑاتی ہوئیں، سب راہیں تیرے نور سے روشن ہو گئیں۔ مچھلیاں سطح پر دوڑ آئیں، اے نور، وہ تیرے سجدے میں گر پڑیں، تیری شعاعوں نے موجیں توڑ دیں، سمندر کی تہ پر بچھ گئیں۔

انسان کی پیدائش:۔

تو نے ہی عورت سے انسان پیدا کیا، تو ہی نے مرد میں زندگی کا تخم رکھا، ماں کے پیٹ میں بچے کو زندگی تجھی سے ملی، وہ نہ روتا ہے نہ گھبراتا ہے، رحم مادر میں پڑا سوتا ہے۔ تیرا دست شفقت اُس پر دھرا ہے، ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور نور دیکھتا ہے تُو اس کا معصوم منہ کھول دیتا ہے، تب وہ بولتا ہے پھر تو ہی اُس کی ضرورتیں پوری کرتا ہے، اے بادشاہوں کے بادشاہ تیرا نام بڑا ہے۔

حیوان کی پیدائش:۔

مرغی کا انڈا! اُس کے اندر بچہ، یہ تیری ہی قدرت ہے، زندگی یہ تیری ہی صنعت ہے، تو نے ہی انڈے میں سانس ڈالا، دیکھو! بچہ باہر نکل آیا، پوری قوت سے چلاتا ہے، خالق کی ستائش کرتا ہے، اپنے پنجوں پر دوڑتا پھرتا ہے۔

دُنیا کی پیدائش:۔

تیری صنعتیں کیسی عجیب ہیں؟ ہماری عقل سے بھی بالا ہیں، اے اکیلے معبود! تیری جیسی قوت کس میں ہے؟ تو نے زمین پیدا کی جس طرح پیدا کرنا چاہا، تیرے اکیلے ہاتھوں نے زمین بنائی، تو نے آدمی اور چھوٹے بڑے حیوان پیدا کیے تمام زمین کی مخلوق پیروں سے چلنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی، تمام آسمان کی مخلوق پروں سے اُڑنے والی، تو نے سرزمین شام پیدا کی، نوبیا پیدا کیا! تو نے ہی مصر کی سرزمین بھی پیدا کی، ہر انسان کو اُس کی جگہ پر بسایا، اُس کی زندگی کا سامان مہیّا کر دیا، اُسے دولت دی، اس پر موت لکھی، سب کی شکلیں الگ الگ، سب کی زبانیں جُدا جُدا، کوئی کالا، کوئی گورا، اے سب کے مالک! یہ سب تیرا ہی جلوہ ہے۔

دریائے نیل :-

تو نے دوسرے عالم میں نیل پیدا کیا، اپنی پسند کے مطابق اُسے جاری کیا، سب نے اُس سے اپنی زندگی پائی، اے، پروردگار! کمزوروں کے مددگار! اے زمین کے ہر گھر کے مالک! اے روز روشن کے آفتاب! تو نے ہی سب کو پیدا کیا۔ تو ہی پہاڑوں پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے، پانی موجیں مارتا زمین پر بہتا ہے، سب ملکوں میں آدمی اپنے کھیت سینچتے ہیں، اے ابدیت کے مالک! تیرے کارنامے کیسے شاندار ہیں، سب جانور بھی تیرے ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں لیکن مصر کا نیل دوسری دنیا سے آتا ہے، تیری شعاعیں اُس پر پڑتی ہیں سبزہ لہلہا اُٹھتا ہے، باغ جھومنے لگتے ہیں، تیرا نور زندگی ہے، تجھی سے کائنات باقی ہے۔

مصری افسانے :-

ایک بہت اچھا، مکمل اور کسی قدر لمبا قصہ ملا ہے۔ یہ قصہ تو محض خیالی اور خرافاتی ہے۔ مگر ایسے طرز پر لکھا گیا ہے کہ موجودہ زمانے کے مختصر افسانوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ قصہ اگرچہ دیموطیقی خط میں لکھا ہوا ہے مگر تمام علمائے مصریات اِسے بہت ہی پرانا مانتے ہیں، اس کا پورا ترجمہ ہم یہاں پیش کرتے ہیں، پڑھنے والے سمجھ جائیں گے کہ قدیم مصریوں کو علم سے کیسی محبت تھی۔

ایک فرعون کے لڑکے کا نام نیفرتاح تھا۔ یہ شہزادہ علم و حکمت پر مٹا ہوا تھا، ہمیشہ دانائی کی تلاش میں لگا رہتا تھا۔ اسی غرض سے عبادت خانوں میں بار بار آتا اور اُن کی دیواروں پر پُرانے کتبے اور تحریریں پڑھا کرتا تھا۔ علم کی اس محبت نے اُسے دنیا جہاں سے بے خبر کر دیا تھا، صرف عقل و علم کی تحصیل ہی پر کمر بستہ رہتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی عادت کے مطابق ایک دن شہزادہ عبادت خانے میں پوجا کے لیے گیا مگر پھر وہ کتبے پڑھنے میں محو ہو گیا۔ محویت اتنی زیادہ تھی کہ نہ مہنت یاد رہے نہ دیوتاؤں ہی کا کچھ خیال رہا، کتبے پڑھنے میں ڈوبا ہوا تھا کہ پیچھے سے ایک قہقہہ بلند ہوا، شہزادہ چونک پڑا اور مڑ کر دیکھنے لگا۔

ایک کاہن کھڑا تھا اور ہنس رہا تھا، شہزادے کو اس گستاخی پر غصہ آ گیا، بڑی خفگی سے کہنے لگا: ''تجھ کو مجھ پر ہنسنے کی ہمت کیسے ہوئی''؟ کاہن نے ادب سے گردن جھکا کر جواب دیا: جلیل القدر شہزادے، فرعون کے ولی عہد، آپ یہ پرانے کتبے بیکار پڑھا کرتے ہیں، ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگر سچ مچ علم کی لگن لگی ہے تو میں آپ کو علم کے اصلی سرچشمے کا پتہ بتا سکتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ توت کی کتاب کہاں چھپی رکھی ہے، بس یہی کتاب آپ کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نیفر تاج نے کاہن کا جواب بڑے غور سے سنا پھر اس کتاب کی حقیقت پوچھی:

کاہن نے جواب دیا ''توت نے یہ کتاب خاص اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اور اس میں سب علوم جمع کر دیے ہیں۔ پہلا صفحہ پڑھتے ہی آپ کو آسمانوں پر، میدانوں پر، پہاڑوں پر، سمندروں پر اختیار حاصل ہو جائے گا، چرند پرند کی بولیاں معلوم ہو جائیں گی، سمندر کی تہ میں رینگتی ہوئی مچھلیاں دکھائی دینے لگیں گی، دوسرا صفحہ پڑھتے ہیں موت پر آپ کو حکومت مل جائے گی، مر جانے کے بعد بھی آپ اس کتاب کی قوت سے جب چاہیں گے واپس آ جائیں گے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ سورج، چاند اور ستارے ہر وقت دیکھ سکیں گے، آنکھوں کے سارے پردے اُٹھ جائیں گے اور دیوتا اپنی اصلی شکلوں میں دکھائی دینے لگیں گے۔

نیفر تاج نے کہا: فرعون کے سر کی قسم میں یہ کتاب ضرور حاصل کروں گا، بتاؤ تُو کیا انعام چاہتا ہے؟

کاہن نے زمین چوم کر جواب دیا ''بندے کی صرف ایک ہی آرزو ہے، چاہتا ہے کہ حضور میرے دفن کا وہ سب سامان کر دیں جو بڑے آدمیوں کے دفن میں کام آتا ہے۔ میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التجا بس یہی ہے کہ جب مروں تو میرے جنازے کے ساتھ کاہن دعائیں پڑھتے چلیں، ماتم کرنے والی عورتیں بھی ہوں، قربانی اور بخور بھی ساتھ جائے۔ اگر یہ آرزو پوری ہو جائے تو میری روح ہمیشہ ہمیشہ "عالو" (جنت) میں رہے گی اور شہزادے کو دعائیں دیتی رہے گی۔ اس سب سامان کے لیے چاندی کے صرف ایک سوسکوں کی ضرورت پڑے گی۔

نیفر تباح نے یہ پوری رقم اسی وقت کاہن کے ہاتھ پر رکھ دی، کاہن نے اسے سجدہ کیا اور عرض کرنے لگا:۔

توت کی کتاب بیچ دریا میں قفط کے مقام میں بڑی حفاظت سے رکھی ہے۔ وہاں لوہے کا ایک صندوق نظر آئے گا، اس صندوق کے اندر تانبے کا ایک صندوق ہوگا، اُس کے اندر آبنوس اور ہاتھی دانت کا صندوق ہوگا، اس کے اندر سونے کا صندوقچہ دکھائی دے گا، اسی صندوقچہ میں توت کی کتاب رکھی ہے لیکن لوہے کے بڑے صندوق کے چاروں طرف ان گنت سانپ، بچھو، مگرمچھ، گھڑیال اور دوسرے بھیانک زہریلے کیڑے مکوڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ سب سے اوپر خود صندوق کے ڈھکنے پر ایک بے پناہ کالا ناگ پھن اٹھائے بیٹھا ہے۔ کوئی آدمی اس ناگ کو مار نہیں سکتا۔ یہ بندوبست توت کی کتاب کی حفاظت کے لیے کیا گیا ہے۔

کاہن اپنا بیان پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ شہزادہ خوشی سے بیخود ہو گیا، مندر سے نکلا اور دوڑتا ہوا محل میں جا پہنچا، اپنی بیوی کو تمام ماجرا کہہ سنایا اور کتاب لانے کے لیے قفط جانے کی ٹھان لی۔

نیفر تباح کی بیوی احوار یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئی اور اپنے پیارے شوہر سے کہنے لگی! پیارے وہاں ہرگز نہ جانا چاہیے، کیونکہ تکلیف اور غم کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔

یہ کہہ کر احوار نے اپنے خاوند کا دامن پکڑ لیا اور جانے سے روکنے لگی، مگر نیفر تباح نے اسے جھڑک دیا اور دامن چھڑا کر سیدھا اپنے باپ فرعون کے پاس پہنچ گیا، باپ کے ہاتھوں کو چوما اور خوشامد سے کہنے لگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" کیا حضور، مجھے جوب کے ملک میں اپنی بیوی احوار اور لڑکے میراب کے ساتھ شاہی کشتی میں جانے کی اجازت دے دیں گے؟ میں قسم کھا چکا ہوں کہ توت کی کتاب حاصل کر کے رہوں گا چاہے کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے"۔

فرعونوں نے ولی عہد کی درخواست منظور کر لی اور نیفر تباح اپنی بیوی اور اپنے لڑکے کو لے کر شاہی کشتی میں قفط کی طرف روانہ ہو گیا۔

قفط میں پہنچنے پر مندر کے بڑے مہنت نے شہزادے اور اس کے خاندان کا استقبال کیا پھر سب مندر میں حاضر ہوئے اور دیوتا کو سجدہ کیا۔ شہزادے نے ایک موٹا تازہ بیل بھینٹ چڑھایا اور خانہ ساز شراب دیوتا کو خوش کرنے کے لیے زمین پر بہائی، پھر مہنت اور اس کی بیویاں چار دن تک اپنے شاہی مہمانوں کی دعوتیں کرتی رہیں، پانچوں دن جب دعوت کے دن ختم ہو گئے تو نیفر تباح نے قفط کے سب سے بڑے عالم اور ساحر کو طلب کیا اور اس کی مدد سے جادو کا ایک کشتی نما صندوق تیار کیا پھر کشتی میں چھوٹے چھوٹے انسانی پتلے بنا کر رکھ لیے اور وہ سب سامان بھی ساتھ لے لیا جو کشتیوں میں ہوتا ہے، پھر جادو کا منتر پڑھا اور تمام پتلے سچ مچ آدمی ہو گئے، تب نیفر تباح نے ان پتلوں کو اپنے سامنے بلا کر کھڑا کیا اور کہا "ہاں جوانمردو! جو میں حکم دوں وہی کرنا" پتلوں نے سر جھکا کر اطاعت ظاہر کی اور نیفر تباح نے اُنہیں صندوق پر بٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ صندوق کشتی کی طرح چلنے لگا اور یہ پتلے اُس پر ملاحوں کی طرح کام کرنے لگے۔

اب نیفر تباح نے اپنی کشتی طلب کی اس میں ریت بھری اور احورا کو دریا کے کنارے روتا دھوتا چھوڑ کر روانہ ہو گیا، احورا اس لیے رو رہی تھی کہ اسے سفر منحوس ہونے کا یقین تھا۔

آگے آگے دریا کی تہ میں جادو کا صندوق جا رہا تھا اور پیچھے پیچھے شہزادے کی کشتی چلی جا رہی تھی۔ لگاتار تین دن اور تین رات چلنے کے بعد صندوق دفعتاً رک گیا۔ شہزادے کو یقین ہو گیا کہ منزل مقصود آ گئی اور اس نے اپنی کشتی بھی روک لی۔ اس میں سے ریت نکال کر دریا میں ڈال دی اور دریا کا پانی دور تک سوکھ گیا۔

شہزادے نے کشتی سے سر باہر نکالا، اس کے سامنے ایک بڑا ٹاپو تھا، اور ٹاپو کے بیچوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیچ ایک بڑا بھاری لوہے کا صندوق رکھا دکھائی دے رہا تھا لیکن صندوق کے چاروں طرف بے حساب سانپ اور مگرمچھ وغیرہ منہ پھاڑے بیٹھے تھے۔

نیفر تباح نے منتر پڑھا اور وہ سب بھیانک جانور اور کیڑے مکوڑے پتھرا کے رہ گئے۔ صرف وہ کالا ناگ برابر کھڑا پھن ہلاتا رہا جسے کوئی انسانی ہاتھ مار نہیں سکتا تھا۔ ناگ نے شہزادے کو آگے بڑھتا دیکھا تو بڑی خوفناکی و تیزی سے حملہ کر دیا۔ شہزادے نے بھی کترا کے اپنی پوری قوت سے حملہ کیا اور ناگ دو ٹکڑے ہو گیا، مگر دونوں ٹکڑے فوراً ہی دوڑ کر پھر ایک ہو گئے اور ناگ پھنپھنا کے دوبارہ لپکا۔ شہزادے نے پھر ہاتھ مارا اور سانپ کا سر اُڑ گیا اس کے بعد شہزادہ پیچھے ہٹا اور سانپ دوبارہ زندہ ہو کر حملہ آور ہوا۔ اب شہزادہ پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ کوئی اور تدبیر کرنی چاہیے، یہ طے کر کے شہزادے نے پھر وار کیا اور جیسے ہی ناگ دو ٹکڑے ہوا، شہزادے نے بڑی تیزی سے دونوں ٹکڑوں پر بالو ڈال لیا۔ اس دفعہ سانپ نہ جڑ سکا اب شہزادے کے لیے میدان صاف تھا۔

نیفر تباح نے خوشی کا نعرہ بلند کیا پھر بڑھ کر طلسمی صندوق کھولا۔ اندر سے تانبے کا صندوق نکلا، اسی طرح اس نے ایک ایک کر کے سب صندوق کھول ڈالے، توت کی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔

نیفر تباح نے بے تابی سے کتاب کھولی، پہلا صفحہ پڑھا ہی تھا کہ تمام آسمانوں، زمینوں، میدانوں، پہاڑوں، سمندروں پر اسے پورا اختیار مل گیا اور چرند پرند کی بولیاں سمجھنے لگا۔ سمندر کی تہ میں مچھلیاں دوڑتی دکھائی دینے لگیں۔ دوسرا صفحہ پڑھا تو چاند ستارے نظر آنے لگے حالانکہ سورج نکلا ہوا تھا۔ اسی قدر نہیں بلکہ دریا کی سب مچھلیاں نیچے سے اٹھ کر پانی پر آگئیں، اب شہزادے کو یقین ہو گیا کہ کاہن اپنے بیان میں بالکل سچا تھا۔

تمام علوم حاصل ہو جانے کے بعد نیفر تباح کو اپنی بیوی احورا یاد آئی جسے قفط میں چھوڑ آیا تھا، فوراً اپنے جادو کے پتلے طلب کیے اور ان سے کہا ”ہاں، جوانمردو! مجھے جلدی سے واپس لے چلو“۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتلوں نے تیزی سے کشتی کھینچنی شروع کی اور تین ہی دن میں اس جگہ پہنچا دیا جہاں احورا ابھی تک بیٹھی رو رہی تھی۔ احورا اپنے خاوند کو دیکھتے ہی باغ باغ ہوگئی، دوڑی اور اس کے سینے سے چمٹ گئی۔ نیفر تباح نے جلدی سے کتاب نکال کر اس کے ہاتھ میں دیدی اور کہا اسے پڑھ ڈالو، اب احورا بھی تمام علوم کی ماہر بن گئی۔

پھر نیفر تباح نے کاغذ طلب کیا اور شراب بھی۔ جلد جلد توت کی کتاب کاغذ پر نقل کی پھر کاغذ کو شراب میں دھو ڈالا اور پوری شراب پی گیا، اس طرح کتاب اسے ہمیشہ کے لیے یاد ہوگئی۔

اس کے بعد نیفر تباح اس کی بیوی احورا اور لڑکا میراب تینوں مندر میں گئے، شکرانے کی نماز پڑھی، قربانی پیش کی اور بڑی خوشی وخورمی سے مصر میں واپس آئے۔

عین اسی وقت توت کو اپنی کتاب کے چوری ہوجانے کی خبر ملی، بہت غصے ہوا، دانت پیسنے لگا پھر معبود اعظم را کے سامنے جا کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

معبودوں کے معبود نیفر تباح نے مجھ پر ناحق بڑی بھاری زیادتی کی ہے۔ میرے پاسبانوں کو مار ڈالا ہے اور میری کتاب چرا لے گیا ہے۔ لہٰذا اے آقا مجھے اس شخص پر اختیار دے دے کہ اس سے اپنا بدلہ لے سکوں"۔

مہادیورا نے توت کی فریاد سن کر فرمایا: جا میں نے تجھے نیفر تباح اور اس کی بیوی احورا، اور اس کے لڑکے میراب پر تجھے پورا اختیار دے دیا، جو جی میں آئے اُن سے کر گزر۔

ادھر دیوتاؤں میں یہ مسکوٹ ہو رہی تھی کہ اُدھر شاہی کشتی نیل میں بڑے اطمینان سے چلی جا رہی تھی۔ شہزادے کو کچھ خبر نہ تھی کہ دیوتاؤں نے اس کی قسمت کا کیا فیصلہ کیا ہے، وہ تو دیوتا توت کی کتاب پا جانے کی خوشی میں مگن تھا۔

پھر یہ ہوا کہ نیفر تباح کا بیٹا میراب کھیلتے کھیلتے کشتی کے عرشے پر آ گیا اور جھک کر پانی کو دیکھنے لگا، فوراً را کی قوت نے اسے کھینچ لیا اور وہ گر کر دریا میں ڈوب گیا۔

ملاح سہم گئے مگر کوئی بھی لڑکے کو نکال نہیں سکتا تھا کیونکہ دیوتا کی قوت آڑ بن چکی تھی۔ نیفر تباح نے لڑکے کی موت سُنی تو روتا پیٹتا دوڑا آیا اور جب جادو کے زور سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراب کی لاش کشتی پر آئی تو نیفر تباح نے منتر پڑھا اور لڑکا بولنے لگا، لڑکے نے کہا۔

توت نے را کے حکم سے بدلہ لیا ہے کیونکہ توت اپنی کتاب کی چوری سے بہت خفا ہے۔ نیفر تباح کو اپنے اکلوتے کی موت پر بڑا غم ہوا وہ قفط لوٹ گیا اور شاہی اعزاز کے ساتھ اُسے دفن کر دیا۔

اب پھر کشتی مصر کی طرف چلی، راستے بھر سب میراب پر روتے جاتے تھے۔ کشتی جب ٹھیک اُس جگہ پہنچی جہاں میراب ڈوبا تھا تو اُس کی ماں احورا نے بے قابو ہوکر پانی کو دیکھا اور را کی قوت نے اُسے بھی کھینچ لیا، شہزادی پلک جھپکتے میں ڈوب گئی۔

تمام ملاح چیخ اٹھے مگر کسی کو بچانے کی قدرت نہ تھی، کیونکہ دیوتا کی قوت سب کو روک چکی تھی۔ نیفر تباح نے جادو کے زور سے بیوی کی لاش نکالی اور لاش نے اُس سے کہا:

توت کا انتقام ابھی پورا نہیں ہوا ہے وہ را کے حکم سے خود کتاب چرانے والے سے بھی ضرور بدلہ لے گا۔

کشتی پھر قفط لوٹ گئی اور شہزادی کی لاش بھی بڑی دھوم سے دفن کر دی گئی لیکن واپسی میں کشتی جب اُسی جگہ پہنچی جہاں دونوں موتیں ہو چکی تھی تو نیفر تباح کو ایسا معلوم ہوا کہ را کی قوت اُسے بھی کھینچ رہی ہے۔ اُس نے لاکھ زور مارا مگر دیوتا کی قوت کے سامنے کچھ نہ کر سکا۔ آخر نا اُمید ہو کر اُس نے یہ کیا کہ نفیس ریشم کی رسی بٹی اور توت کی کتاب اپنے سینے سے مضبوطی سے باندھ لی تاکہ اس سے کبھی الگ نہ ہو سکے۔

اب را کی قوت نے نیفر تباح کو بالکل مغلوب کر ڈالا۔ وہ دیوانہ وار اٹھا اور دریا میں کود پڑا۔ ملاحوں نے اور کنارے پر کھڑے بہت آدمیوں نے اُسے گرتے دیکھا مگر کوئی بھی بچا نہ سکا اور شہزادہ ڈوب گیا۔

ملاح ڈر گئے اور کشتی لے کر بھاگ نکلے۔ ممفس پہنچ کر ناخدا شاہی محل میں گیا اور فرعون کو سب کچھ سنا دیا۔ فرعون اپنے ولی عہد، بہو اور پوتے کی موت پر رونے لگا اور ماتمی لباس اُس نے پہن لیا۔ مصر بھر میں رونا پیٹنا شروع ہو گیا، پھر سب بندرگاہ پر گئے جہاں کشتی لنگر ڈالے کھڑی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا دیکھتے ہیں کہ نیفر تباح کی لاش کشتی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ یہ اصل میں توت کی کتاب ہی کی برکت تھی جو مرنے والے کے سینے پر بندھی تھی۔ فرعون نے ولی عہد کی لاش دریا سے نکلوائی اور کتاب سمیت بڑے اعزاز سے دفن کردی۔

توت کا انتقام تو پورا ہوگیا مگر توت کی کتاب برابر نیفر تباح کے سینے ہی سے لگی رہی۔ توت دیوتا ہوکر بھی اپنی کتاب علم کے سچے عاشق نیفر تباح سے نہ چھین سکا۔

اسی قسم کا ایک افسانہ اور ہے جس میں سچی محبت اور وفاداری کی موت پر فتح دکھائی گئی ہے۔ یہ افسانہ فرعون رامسیس دوم کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔ ہیر طیقی خط میں ہے اور برطانی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ عربی ترجمے سے پیش کیا جاتا ہے:

فرعون مصر پر حکومت کرتے کرتے بہت بوڑھا ہوگیا، مگر اُس کے کوئی اولاد نہ ہوئی جو تاج وتخت کی وارث بنتی۔ اس لیے فرعون بہت غمگین رہتا تھا اور دیوتاؤں سے رو رو کر دعائیں کیا کرتا تھا کہ ایک ہی لڑکا ہوجائے۔ آخر دیوتاؤں کو ترس آگیا اور فرعون کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکا بہت خوبصورت تھا، جونہی اس نے روشنی میں آنکھیں کھولیں تو ساتوں دیوتا اس کے گرد جمع ہوگئے تاکہ اس کی قسمت کا فیصلہ طے کریں۔ بہت بحث کے بعد دیوتاؤں نے لکھ دیا کہ شہزادے کی موت مگرمچھ کی وجہ سے ہوگی یا سانپ کی وجہ سے یا کتے کی وجہ سے۔

بچے کے خادموں نے دیوتاؤں کا یہ فیصلہ سنا تو ڈر گئے اور فرعون کو خبر دی۔ فرعون پر ایک بجلی سی گری اور قریب تھا کہ مر جائے۔ بہت سوچ کر آخر فرعون نے حکم دیا کہ آبادی سے دور صحرا کی سرحد پر ٹھوس پتھر کی دیواروں کا ایک محل بنایا جائے تاکہ شہزادہ اس میں ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہے۔ فرعون نے محل میں بہت سے نوکر چاکر رکھ دیئے اور آرام کا سب سامان مہیا کردیا۔

برسوں پر برس گزر گئے، اب شہزادہ سیانا ہوگیا۔ ایک دن وہ محل کی چھت پر چڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شکاری چلا جارہا ہے اس کے پیچھے کتا ہے اور اپنے مالک سے کھیلتا اور دم ہلاتا چل رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہزادے کو یہ منظر بہت اچھا لگا۔ اس نے کبھی کتا دیکھا ہی نہ تھا، متعجب ہو کر نوکروں سے پوچھنے لگا، وہ کیا چیز ہے جو آدمیوں کے پیچھے چل رہی ہے؟

نوکروں نے جواب دیا: "حضور کتا ہے، شکاری کتا ہے" شہزادہ چلا اٹھا۔

"اوہ"، یہ تو اچھی چیز ہے، میرے لیے بھی ایسا ہی کتا لاؤ"۔

نوکروں نے فرعون کو یہ خبر پہنچائی، پہلے تو فرعون بہت خفا ہوا، پھر بیٹے کی محبت سے مغلوب ہو گیا اور کہنے لگا، "میرے اکلوتے کا دل ٹوٹنے نہ پائے، اس کے لیے کتے کا ایک پلاّ لے جاؤ"۔

اس طرح شہزادے کو کتا مل گیا۔

اب شہزادہ جوان ہو گیا بڑا حسین اور طاقتور تھا۔ محل کی قید سے گھبرا گیا اور دل نے کہا، باہر نکلنا اور دنیا کو دیکھنا چاہیے، خوب سوچ سمجھ کر اس نے فرعون کو خط لکھا:

ابا جان! میں اس قید خانے میں بے فائدہ رکھا گیا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ دیوتاؤں نے میری تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا ہے، پورا ہو کر رہے گا۔ آدمی لاکھ جتن کرے، قسمت کو بدل نہیں سکتا، التجا کرتا ہوں کہ مجھے آزادی بخشی جائے۔

فرعون نے خط پڑھا تو محبت نے جوش مارا اور اس نے شہزادے کے لیے ہر قسم کے ہتھیار بھی بھیج دیئے اور اپنے سامنے بلا کر اس سے کہا: "بیٹا اب تجھے اجازت ہے، وفادار نوکر اور کتے کو ساتھ لے کر جہاں جی میں آئے، جا۔ دیوتاؤں کی محبت بھری نگاہیں ہر وقت تیری حفاظت کریں"۔

شہزادے کو بڑی لمبی قید سے رہائی ملی تھی۔ وہ جنگلوں، بیابانوں میں نکل گیا اور شکار کھیلنے لگا۔ یہ زندگی اسے بہت پسند آئی اور وہ ہر طرح سے خوش رہنے لگا۔

چلتے چلتے شہزادہ نہارینا کے ملک میں پہنچ گیا اور یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

نہارینا کے بادشاہ کے صرف ایک لڑکی تھی، لڑکی کا مکھڑا چاند کا سا تھا اور آنکھیں ستاروں جیسی۔ بادشاہ نے اسے ایک ایسے محل میں رکھا تھا جس کی سب کھڑکیاں، زمین سے ستر قدم اونچی تھیں، پھر بادشاہ نے ملک شام کے شہزادوں کو جمع کر کے کہا:-

"دیکھو میری لڑکی اس محل میں ہے، تم میں سے جو کوئی دیوار پر چڑھ کر کھڑکی تک پہنچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا میں اُسی سے لڑکی کا بیاہ کروں گا"۔

شہزادوں نے دیوار پڑ چڑھنے کی لاکھ لاکھ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے کیونکہ دیوار بہت اونچی تھی اور بہت چکنی تھی۔

فرعون کا شہزادہ جب نہارینا پہنچا تو شامی شہزادوں نے اُس کی بڑی آؤ بھگت کی، اپنا مہمان بنایا، حمام میں غسل کرایا، بہترمن عطر کی اس کے بدن پر مالش کرائی، اچھے اچھے کھانے کھلائے اور بے تکلفی سے پوچھنے لگے:

"حسین نوجوان! تو کہاں سے آرہا ہے؟"

شہزادے نے جواب دیا:-

"میں ایک مصری افسر کا لڑکا ہوں، میری ماں مرگئی تو باپ نے دوسری شادی کرلی۔ نئی بیوی سے جب اولاد ہوگئی تو گھر میں مجھے بڑی تکلیف ہونے لگی، اسی لیے وہاں سے بھاگ نکلا ہوں"۔ یہ سن کر تمام شہزادے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مہمان سے گلے ملے۔

کئی دن بعد مصری شہزادے نے شامی شہزادوں سے پوچھا "تم لوگ تو شام کے رہنے والے ہو، پھر یہاں نہارینا میں کیوں پڑے ہو؟ شامی شہزادوں نے سادگی سے جواب دیا: "بھائی! تم یہ عالیشان محل دیکھ رہے ہو، اس کی دیواروں کے اندر ہمارا دل بند ہے۔ اس ملک کی شہزادی محل میں رہتی ہے، اس سے زیادہ حسین و نازنین دنیا نے کبھی نہیں دیکھی۔ اس کے باپ نہارینا کے بادشاہ نے اعلان کر رکھا ہے کہ شہزادی اُس شخص سے بیاہی جائے گی جو دیوار پر چڑھ کر اُس کی کھڑکی تک پہنچ جائے گا۔ بس یہی سبب ہے کہ ہم یہاں پردیس میں پڑے ہیں۔

مصری شہزادے نے کہا: اگر اجازت دو تو میں بھی دیوار پر چڑھنے کی کوشش کروں۔

شامی شہزادوں نے جواب دیا "ضرور، شاید تمہاری تقدیر ہی ہم سے اچھی ہو"۔

نہارینا کی شہزادی کا دل اُسی دن سے دھڑکنے لگا تھا جب اُس نے پہلی دفعہ مصری شہزادے کو دیکھا تھا۔ شہزادہ اسے بہت پسند آیا تھا اور وہ دعائیں کر رہی تھی کہ کسی طرح یہی بازی جیت لے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب شامی شہزادوں نے اجازت دے دی تو مصری شہزادہ دیوار کے پاس گیا اور بڑی پھرتی سے دیوار پر چڑھنے لگا۔ کھڑکی پر شہزادی کھڑی مُسکرا رہی تھی۔ جونہی شہزادہ اوپر پہنچا، شہزادی اس کے گلے سے چمٹ گئی اور سچی محبت سے اُسے چوم لیا۔

مصری شہزادے کی کامیابی دیکھ کر شامی شہزادوں نے دانتوں میں انگلیاں دبالیں۔ پھر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سے کہا "ایک خوبصورت نوجوان دیوار پر چڑھ کر محل میں پہنچ گیا ہے"۔

نہارینا کے بادشاہ نے پوچھا، وہ نوجوان کہاں کا شہزادہ ہے؟

شامیوں نے جواب دیا: وہ شہزادہ نہیں ہے، بلکہ ایک مصری افسر کا لڑکا ہے اور گھر سے بھاگ آیا ہے"۔

بادشاہ یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا، ہائیں شہزادہ نہیں ہے کیا میں اپنی لڑکی ایک آوارہ گرد کے حوالے کر دوں؟ ہرگز نہیں، جان پیاری ہے تو ابھی فوراً میرے ملک سے باہر نکل جائے"۔

ایک شامی شہزادے نے دوڑ کر مصری شہزادے کے کان میں کہا: بھاگو! شاہ بگڑ گیا ہے اور اپنی لڑکی تمہیں نہیں دے گا"۔

لیکن شہزادی نے اپنے مصری محبوب کو پکڑ لیا اور خبر دینے والے سے کہنے لگی:-

" جا کر میرے باپ سے کہہ دو کہ میرے پیارے کو مجھ سے الگ کیا جائے گا تو میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی اور جان دے دوں گی"۔

بادشاہ نے اپنی لڑکی کا یہ پیام سنا تو اور بھی خفا ہوا اور سپاہی بھجوا دیئے تاکہ مصری جوان کو مار ڈالیں، مگر شہزادی کھڑی ہو گئی اور سپاہیوں کے افسر سے کہنے لگی " دیوتاؤں کی قسم، میرے پیارے کو مارو گے تو میں بھی فوراً اپنا گلا کاٹ لوں گی، دونوں کی قبریں ساتھ ہی کھدیں گی"۔

آخر بادشاہ اپنی اکلوتی بیٹی کی ضد سے مجبور ہو گیا اور مصری شہزادے کو اپنے سامنے طلب کیا۔ جب وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسے پیار کیا اور کہنے لگا: بیٹا مجھے اپنا سب حال سُنا اب تو میرا ہو چکا ہے"۔

دونوں میں دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ شہزادے نے بتا دیا کہ وہ مصر کا شہزادہ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ نے اپنی لڑکی شہزادے سے بیاہ دی۔

ایک رات شہزادے نے اپنی بیوی سے کہا: سنتی ہو! اس دنیا میں مجھے بس ایک ہی غم ہے جو دیوتاؤں نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ مگرمچھ، سانپ یا کتے کی وجہ سے میری موت ہوگی۔

شہزادی چیخ اٹھی "تو پھر تم اپنے اس کتے کو مار کیوں نہیں ڈالتے؟"۔

شہزادے نے جواب دیا: "ماروں کیسے؟ میں نے اسے بچپن سے پالا ہے"۔

اسی دن سے شہزادی اپنے خاوند کی رات دن حفاظت کرنے لگی۔

سات برس بعد شہزادے نے مصر جانے کا ارادہ کیا اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا، کتا بھی ساتھ تھا۔ قافلہ ریگستان میں چلتا رہا یہاں تک کہ ایک جھیل کے کنارے ٹھہر گیا۔

شہزادے نے جھیل میں شکار کھیلنا چاہا، اُس کے ساتھ اُس کے نوکر بھی تھے۔ یہ بات دیکھ کر سب اچنبھے میں پڑ گئے کہ جھیل سے ایک مگرمچھ نکلا ہے اور شہزادے کو مار ڈالنا چاہتا ہے لیکن عین اسی وقت مگرمچھ کے مقابلے میں ایک دیو آگیا جو یہیں کہیں رہتا تھا اور مگرمچھ سے دشمنی رکھتا تھا۔ دیو نے شہزادے کو بچا لیا، رات ہوگئی اور مگرمچھ سو گیا لیکن دیو برابر تاک میں لگا رہا۔ صبح کو جونہی مگرمچھ جاگا تو اُس نے دیو کو ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ دونوں میں پھر کشتی شروع ہوگئی اور دو مہینے جاری رہی۔

شہزادی کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے ایک پیالے میں دودھ اور دوسرے پیالے میں شراب بھر کر زمین پر رکھ دیتی تھی مگر اپنے شوہر کی حفاظت کا خیال اُسے سونے نہ دیتا تھا، رات آنکھوں ہی میں کٹ جاتی تھی۔

ایک رات شہزادی نے دیکھا کہ ایک بہت ہی ڈراؤنا سانپ نکلا ہے اور پھنکارتا ہوا شہزادے کی طرف بڑھ رہا ہے لیکن دودھ اور شراب دیکھ کر سانپ رُک گیا اور پینے لگا۔ پیتے ہی اس پر بے ہوشی چھا گئی۔ شہزادی چپکے سے اٹھی اور خنجر سے سانپ کو بوٹی بوٹی کر ڈالا۔ شہزادی سانپ کو مار رہی تھی کہ اس کے شوہر کی آنکھ کھل گئی اور شہزادی نے کہا: "دیکھو خدا نے تمہیں ایک بلا سے تو نجات دے دی، آؤ ہم دیوتاؤں سے دعائیں کریں کہ باقی دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلائیں بھی دور ہو جائیں۔

صبح شہزادی نے دیوتاؤں کے نام پر قربانی کی۔ چند روز بعد شہزادہ جھیل کے کنارے ورزش کر رہا تھا، کیا دیکھتا ہے کہ مگرمچھ اس کے کتے کو منہ میں داب پانی میں لیے جا رہا ہے۔ شہزادہ فوراً جھیل میں گھس گیا مگرمچھ نے کتے کو تو چھوڑ دیا اور شہزادے کو پکڑ لیا، لیکن عین وقت پر دیو پھر آ پہنچا اور شہزادے کو مگرمچھ سے چھین لیا۔

تب مگرمچھ نے آنسو بہاتے ہوئے شہزادے سے کہا: یاد رکھ میں تیری موت ہوں، ہمیشہ تیرا پیچھا کرتا رہوں گا، تجھے بھی مار ڈالوں گا اور تیری بیوی کو بھی، ہاں تو مجھ سے بچ سکتا ہے مگر اسی شرط سے کہ دیو کو مار ڈال۔

شہزادے نے جواب دیا بھلا میں اُسے کیونکر مار سکتا ہوں، وہ تو میری جان بچا چکا ہے۔

مگرمچھ دانت پیس کر چلایا: تو پھر خود تجھے مرنا ہوگا، ایک دفعہ اور کہے دیتا ہوں کہ اگر تو قسم کھا کر کہہ دے کہ دیو کو مار ڈالے گا تو میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے چھوڑ دوں گا، نہیں تو میرے ہاتھ سے تو ضرور مارا جائے گا۔

شہزادے کے کتے نے یہ باتیں سن لیں اور دوڑ کر شہزادی کے پاس پہنچ گیا جو خاوند کے غائب ہو جانے کی وجہ سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ کتے کو اکیلا دیکھ کر اور بھی واویلا کرنے لگی اور اپنے کپڑے بھی پھاڑ ڈالے، مگر کتے نے اس کا دامن پکڑ لیا اور دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔ شہزادی سمجھ گئی اور خنجر اٹھا کر کتے کے ساتھ چل پڑی۔

رات ہو چکی تھی مگرمچھ شہزادے پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا کہ شہزادی پہنچ گئی۔ اس نے دوڑ کر ایک بہت بڑا پھاوڑا مگرمچھ کے کھلے منہ میں ڈال دیا۔ دیو بھی سانپ بن کر آ گیا اور مگرمچھ کے جسم سے لپٹ گیا۔ دیو نے اتنے زور سے دبایا کہ مگرمچھ کی جان نکل گئی۔

شہزادی ڈر کر اپنے شوہر سے لپٹ گئی اور خوشی کے آنسو بہاتی ہوئی کہنے لگی: پیارے! ایک ہی بلا باقی رہ گئی ہے، آؤ ہم دیوتاؤں کے سامنے سجدۂ شکر بجا لائیں۔

اسی زمانے میں شامی شہزادے حسد سے جل بھن گئے کہ ایک معمولی مصری افسر کا لڑکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے بازی لے گیا اور نہار ینا کی پری جمال شہزادی کا خاوند بن گیا۔ اسی حسد کی وجہ سے انہوں نے فوجیں جمع کیں اور نہار ینا پر ٹوٹ پڑے۔ بادشاہ کو شکست ہوگئی اور وہ قید کرلیا گیا۔ مگر شہزادوں کو اس کے شوہر کا کہیں سراغ نہ ملا۔ شہزادوں نے بادشاہ سے دونوں کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا: کہیں شکار کھیلنے چلے گئے ہیں میں تمہیں ان کا پتہ کیا بتاؤں؟ شہزادوں نے آپس میں مشورہ کیا اور ریگستان میں دونوں کو ڈھونڈھنے کھڑے ہوئے۔ جب وہ شہزادے کے قریب پہنچے تو دیو نے انہیں دیکھ لیا اور شہزادے کو خبر کردی۔

دشمنوں کی طاقت بہت زیادہ تھی اور شہزادہ ان سے لڑ نہیں سکتا تھا، اسی لیے وہ اپنی بیوی اور کتے کو لے کر ایک غار میں گھس کر چھپ گیا۔ پیچھا کرنے والے دشمن غار کے سامنے سے گزرے مگر شہزادے کو نہ دیکھ سکے لیکن وفادار کتے سے رہا نہ گیا۔ جب دشمن واپس جارہے تھے تو کتا غار سے نکلا اور ان پر حملہ آور ہوگیا۔

اب راز کھل گیا، دشمن غار کی طرف آئے اور شہزادے پر حملہ کردیا۔ شہزادہ شہزادی اور کتا بڑی بہادری سے لڑے مگر دشمن بہت تھے، تینوں مارے گئے اس طرح شہزادے کی موت کتے کی وجہ سے ہوئی۔

اس واقعے کے بعد دیوتا پھر جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے:

تقدیر کا لکھا ہوا تو پورا ہوگیا لیکن شہزادے شہزادی اور کتے نے ایسی محبت اور وفاداری دکھائی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی، لہٰذا ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ تینوں پھر زندہ ہو جائیں اور دنیا میں رہیں۔

فوراً تینوں زندہ ہوگئے اور بڑے عیش کی زندگی بسر کرنے لگے۔

مصری کہاوتیں:۔

پرانے مصر میں ضرب المثلیں اور کہاوتیں عام تھیں، یہ چیز، مصریوں کی ادبی و ذہنی ترقی کا کھلا ثبوت ہے۔ اب تک جتنی کہاوتیں ملی ہیں اُن کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

۱) مالدار بننے کی فکر نہ کرو کیونکہ دولت ہنس کی طرح پر رکھتی ہے اور جب چاہتی ہے اُڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔

۲) زبردست سے مقابلہ پڑے تو نہ لڑو کیونکہ جیت نہ سکو گے، مفت میں نئی مصیبتیں سر پر آجائیں گی۔

۳) مقابلہ لڑو تو غصہ سے نہیں عقل سے کام لو۔

۴) بدمعاش سے پالا پڑ جائے تو ایسے ہو جاؤ جیسے تم میں جان ہی نہیں۔

۵) گالیاں دینے والے کا سب سے اچھا جواب خاموشی ہے۔

۶) سب سے اچھا وہ ہے جو کسی جھگڑے میں نہیں ہے۔

۷) بڑے آدمیوں سے جان پہچان رکھنا عقلمندی ہے۔

مصریوں کی شاعری:۔

مصریوں کی شاعری بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی پرانی ان کی تہذیب ہے اور وہ شاعری کی بہت سی قسموں سے بخوبی واقف تھے۔ قصیدے، مرثیے، نظمیں، غزلیں اور گیت سب کچھ لکھتے تھے، یہاں چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

قاہرہ کے عجائب خانے میں کالے پتھر کی ایک بڑی تختی محفوظ ہے اور انمول سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس پر ایک جنگی قصیدہ لکھا ہوا ہے جسے مصری ادب و شعر میں بہت بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ قصیدہ فرعون، تھوتھمیس سوم کی تعریف میں ہے اور قصیدے میں اس فرعون کی عظیم الشان فتوحات بیان کی گئی ہیں۔ تختی پر فرعون کی تصویر بھی ہے اور اس طرح ہے کہ فرعون دیوتا امن کو مخاطب کرتا ہے اور امن اُسے جواب دیتا ہے۔ شروع میں عبارت ہے، پھر نظم شروع ہو جاتی ہے، نظم دیوتا کی زبان سے لکھوائی گئی ہے، ترجمہ ملاحظہ ہو۔

دیوتا فرعون سے کہتا ہے:۔

”میں آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ فینیقیا کے بحری سرداروں کا تو صفایا کردے۔ وہ سردار اپنے ملک کی زمین پر گر پڑے ہوں گے اور اے عظمت والے! میں تجھے ان پر نورانی سورج کی طرح چمکاؤں گا، تُو میری صورت بن کر اُن پر درخشاں ہو جائے گا“۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ ایشیا کے وحشیوں کو پیس ڈال اور شام کے سرداروں کو بیڑیاں پہنا کر مصر میں لے آ۔ اور اے عظمت والے! میں تجھے دشمن کی نگاہوں میں زبردست بنا دوں گا جب تو اپنے ہتھیار لگا کے اپنی رتھ میں ان کے سامنے جائے گا''۔

میں آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ مشرق کی سرزمین کو فنا کر ڈال۔ فینیقیا اور قبرص تجھ سے لرزتے ہیں اور اے عظمت والے! میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ جو تو میں اپنے دروازوں کے پیچھے چھپی بیٹھی ہیں اُنہیں کچل ڈال اور ایسا ہو کہ صقلیا کے ساحل تیرے دبدبے سے کانپتے رہیں، اور اے عظمت والے! میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ اُن سب قوموں کا ستیاناس کر دے جو اپنے جزیروں میں رہتی ہیں اور ایسا ہو کہ بیچ سمندر کے رہنے والے تیرے رعب سے لرزتے رہیں اور اے عظمت والے میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ لیبیا والوں کو مٹا ڈال، اور جزائر والے تیرے اقتدار میں رہیں۔ اے عظمت والے! میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ سب سمندر تیرے قبضے میں ہوں اور اے عظمت والے! میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ ریگستان میں رہنے والے بدو تیری قید میں رہیں۔ اور اے عظمت والے! میں اپنی بھرپور طاقت سے تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے اختیار دیتا ہوں کہ نوبیا کے جنگلوں کو ناپید کر دے اور سب قومیں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور اے عظمت والے میں تجھے ان پر ایسا ہی زبردست اور شاندار ظاہر کروں گا جیسے تیرے دونوں بھائی حورلیس اور تیفون (دیوتا) جنہوں نے تیرا ساتھ دیا ہے اور تیری سلطنت اٹل بنا دی ہے"۔

یہ قصیدہ مصر میں اس قدر مقبول ہوا تھا کہ بعد کے کئی فرعونوں نے جیسے ستی اول اور رام سیس سوم نے اسے تھوتھمیس کا نام بدل کر اپنی یادگاروں پر لکھوا دیا، تا کہ اپنی بڑائی ظاہر کریں۔

فرعون موسیٰ منفتاح کی تاجپوشی کے موقع پر درباری شاعر نے جو قصیدہ لکھا تھا اس کا ترجمہ یہ ہے:

"خوش ہو جا اے ساری کائنات، خوش ہو جا، کیونکہ تیری خوش بختی کی کڑی یہی ہے"

"زمین پر ایک نیا بادشاہ قائم ہوا ہے، پوری زمین پر!"

"تمام مخلوق اس بادشاہ کی قوت وعظمت کے آگے جھکی ہوئی ہے"

"نیا بادشاہ آیا، اور اس کے ساتھ پانی بھی زیادہ ہو گیا!"

"نیل میں طغیانی آ گئی، اور پانی ذرا بھی کم نہیں ہوا"

"دن کی عمر بڑھ گئی، اور رات کی عمر گھٹ گئی!"

"ہر مہینہ اپنے وقت پر آتا ہے، اور کوئی فصل آگے پیچھے ہونے نہیں پاتی"

"دیوتا بھی خوش ہیں اور مارے خوشی کے جھوم رہے ہیں!"

"کیونکہ نیا بادشاہ آیا ہے!"

"اور اسی لیے ہم سب لوگ حیرت میں ڈوبی ہوئی خوشی سے اپنے دل آباد پا رہے ہیں!"

فرعون منفتاح ہی کے ایک اور درباری نے اس طرح قصیدہ پڑھا:۔

"کیا ہی مبارک ہے آج کا دن!"

"آسمان اور زمین پھولے نہیں سماتے، کیونکہ آقا اب سے مصر کا بادشاہ تو ہے!"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بھاگے ہوئے لوگ واپس آ گئے ہیں، کیونکہ تیرا رحم بے حساب ہے"

"چھپے ہوئے باہر نکل آئے ہیں، کیونکہ تیرا انصاف عام ہے"

"بھوکے پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں اور خوش ہیں، کیونکہ تیری سخاوت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے"

"پیاسے پی چکے ہیں، اور خوش ہیں کیونکہ تیری بخشش جاری ہے"

"ننگے بھاری جوڑے پہنے اینٹھ رہے ہیں"

"کیونکہ تیرا ہاتھ کھلا ہوا ہے!"

"قیدی چھوڑ دیئے گئے ہیں، ہتھکڑیوں، بیڑیوں کی جگہ خوشیاں ان سے چمٹی ہوئی ہیں، کیونکہ تو رحم دل ہے!"

"آقا یہ تیری برکت ہے کہ دشمن بھی گلے مل رہے ہیں!"

"اور نیل یلغاریں مارتا آ گیا ہے، تا کہ ہر دل خوشی سے بھرپور ہو جائے!"

"آقا! یہ تیرا ہی جلال ہے کہ کنواریاں نڈر ہو کر اور بن سنور کر اپنے گھروں سے نکل پڑی ہیں، اور مصر کی پوری زمین ان کے اس گیت سے گونج رہی ہے!"

"......تو ہی ہے جو ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کرتا ہے!"

"بادشاہ!"

"پیارے بادشاہ!"

"مقدس بادشاہ!"

"ہاں تیرے لیے دائمی زندگی لکھ دی گئی ہے"

مصری غزلیں

مصری غزلیں اثر میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ مصری غزلوں کی خصوصیت یہ ہے کہ عاشق کی زبان سے بھی ہیں اور معشوقہ کی زبان سے بھی۔

ایرانی طریقہ کے برخلاف مصری شاعری میں مرد کا محبوب مرد نہیں ہوتا بلکہ عورت ہوتی ہے اور عورت کا محبوب مرد ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزلوں کے ایک دو نمونے ملاحظہ کیجیے:

''میں اپنے کمرے میں لیٹا جاتا ہوں''

''کیونکہ تیری وجہ سے بیمار ہوں''

''پڑوسی بیمار پُرسی کو آتے ہیں''

''مگر وہ کیا جانیں میری بیماری کیا ہے؟''

اے کاش، میری ''بہن'' بھی پڑوسیوں کے ساتھ چلی آئے۔

وہی پڑوسیوں کو بتائے گی کہ مجھے کس دوا سے فائدہ ہوگا۔

کیونکہ اکیلی وہی میری بیماری جانتی ہے۔

ایک اور غزل ہے:۔

میری ''بہن'' کا گھر

دروازہ دفعتاً کھل جاتا ہے

اوہ! میری ''بہن'' ناک بھوں چڑھاتی چلی جاتی ہے۔

آہ، میں دربان کیوں نہ ہوا۔

''دربان'' ذرا لو میری ''بہن'' مجھے حکم دیتی ہے۔

کچھ نہیں تو میں اس کی آواز تو سنتا، جو سب آوازوں سے میٹھی ہے۔

چاہے وہ غصہ ہی کیوں نہ ہوتی۔ کم سے کم وہ مجھ سے بولتی تو!

اور چاہے میں، ننھے سے بچے کی طرح ان کے سامنے ڈر سے سہا ہی کیوں نہ ہوتا!

کیا اچھا ہوتا کہ میں اس کی ماما ہوتا!

کچھ نہیں تو اس کی پنڈلیاں تو دیکھ سکتا!

ایک اور غزل ہے:۔

دریا کے کنارے میری محبوبہ کے بوسے، آہ آہ!

مگر مچھ ریت میں چھپا ہوا ہے، مگر مجھے کیا ڈر ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبوبہ کے بوسوں کی گرمی میرے دل میں ہے۔
میں دریا میں کود پڑتا ہوں۔
کیوں ڈروں؟ محبوبہ کے بوسے میرے لیے تعویذ ہیں اور مجھے ہر بلا سے بچالیں گے!
ایک اور غزل ہے:۔
جب میں اسے پیار کرتا ہوں اور وہ اپنا نازک منہ کھول دیتی ہے تو پھر کس کافر کو شراب کی ضرورت باقی رہتی ہے!
داروغہ! سن! سوتے وقت نرم ریشم کا کپڑا، محبوبہ کی پنڈلیوں کے بیچ میں رکھ دیجیو کیونکہ وہ نازک ہے!
داروغہ! میری محبوبہ کے لیے فرعونی بچھونا بچھا دیجیو! کیونکہ وہ عیش میں پلی ہے!
اور ہاں، اے داروغہ! بچھونا کا مدار بھی ہو اور اعلیٰ درجے کے تیل سے نرم بھی کر دیا گیا ہو
ایک اور غزل ہے:۔
پیاری، کیا میرا دل، تیری ہی محبت میں گرفتار نہیں ہے؟
میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ چاہے ساری دنیا مجھے چھوڑ دینی پڑے!
میں تجھے نہیں چھوڑوں گا، چاہے میری جان بھی لے لی جائے!
میں کسی کے کہے سے اپنے دل بند کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟

مصری کنواریوں کے گیت

اب سنیے، ہزاروں برس پہلے کی ایک مصری لڑکی، محبت کا گیت گاتی ہے۔
پیارے چہیتے بھائی! تو کہاں ہے؟ کہاں چلا گیا۔
میں نے اپنی کن انکھیوں سے ایک جال بنایا تھا، اور تجھے پھانسنے گئی تھی!
پوانت کی تمام چڑیاں، مصر میں آ کر اتر پڑتی ہیں اور خوشبو سے بس جاتی ہیں!
جو چڑیا بھی اپنے غول سے آگے بڑھ جاتی ہے۔
میرا جگنوا سے موہ کر اپنے پاس اتار لیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن پیارے بھائی، میرا دل تیرے ہی ساتھ ہے۔
آخر تو چلا کہاں گیا؟
میرا جی چاہتا ہے کہ ہم دونوں مل کر سب چڑیوں کو اپنے جال میں پھنسالیں!
اے کاش ایسا ہو کہ میں تیرے ساتھ بالکل اکیلی رہوں!
اور کاش، ایسا ہو کہ میری خوشبو بھری چڑیا کی چیخیں تو سن لے!
اوہ میں جلدی سے تیار کرلوں اپنے جال کو۔
اپنے محبوب کو پھانس لینے کے لیے تیار کرلوں اپنے جال کو!
ہاں میرا جال، بالکل میرے نزدیک لگا ہوا ہے۔
پیارے بھائی، تو آجا اور چپ چاپ پھنس جا، میرے جال میں!
لیکن حسین دوست، تو کیسے پھنسے گا میرے جال میں۔
تو تو چلا گیا ہے وہاں جہاں محبوب کی سرزمین ہے۔
محبوب نہیں آیا، اور دن ختم ہو رہا ہے۔ لو شام بھی ہوگئی۔ لڑکی گاتی ہے:
بطخ چیخ رہی ہے، کیونکہ جگنو اس نے دیکھ لیا ہے۔
لیکن پیارے بھائی، تیری محبت کے سامنے بطخ کیا ہے۔
میں بطخ کو بھولی جا رہی ہوں!
تیری محبت مجھے بہائے لیے چلی جا رہی ہے اور میں کہیں ہاتھ بھی نہیں ٹیک سکتی
تیری محبت کے بہاؤ کا میں مقابلہ نہیں کر سکتی میں بہیں چلی جا رہی ہوں!
صبح میں اپنا جال ساتھ لیتی جاؤں گی، مگر واپس آکر اماں سے کیا کہوں گی؟
روز تو میں بہت سا شکار گھر لے جاتی تھی لیکن کل خالی جال تیرے ساتھ ہوگا!
کیونکہ تیری محبت مجھے اپنا غلام بنا چکی ہے!
ایک منٹ رک کر پھر گاتی ہے:
بطخیں اڑ رہی ہیں، نیچے اتر آئی ہیں، کتے بھی ان کی چیخیں سن کر بھونک رہے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر میں سب کچھ چھوڑ چکی ہوں۔ بس تیری ہی محبت میرے دل میں بسی ہوئی ہے!
کیونکہ میرا دل تیرے دل سے بندھ چکا ہے!
تیرے حسن سے کٹ کر میں جی نہیں سکتی!

شاید لڑکی کی ماں نے محبت پر ڈانٹا ڈپٹا۔ لڑکی چپ ہو جاتی ہے مگر جوں ہی رات کو اپنے کمرے میں اکیلی ہوتی ہے، تو دھیمی آواز میں گانا شروع کر دیتی ہے:

من موہن دوست، پیارے بھائی میرا دل چین ہی نہیں لے گا جب تک تیری بیوی بن کر تیرے ساتھ نہ رہوں!

جہاں بھی تو جائے مجھے اپنے ساتھ لے چل، مگر اس طرح کہ تیرا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا ہو!

اسی وقت میں اپنے دل کی، جو میرے سینے میں ہے سب باتیں تجھ سے کہہ سکوں گی!
میرے سرتاج بھائی، آج رات تو نہ آیا، تو بتاؤں کیا ہوگا؟
میں ویسی ہو جاؤں گی، جیسے قبر میں سونے والے مردے ہوتے ہیں!
کیونکہ تو ہی تندرستی اور زندگی رکھتا ہے!
پیارے تو ہی میرے دل میں تندرستی اور زندگی کی خوشی اتار سکتا ہے!
ہاں مجھ میں، جو تیری تلاش میں سب کچھ بھول چکی ہے!

گھنٹوں پر گھنٹے گزر جاتے ہیں، اور محبوب نہیں آتا۔ بے چاری لڑکی، مدھم سُر میں گانا شروع کر دیتی ہے:

پیارے فاختہ بول رہی ہے!
کہتی ہے، دیکھو پو پھٹ رہی ہے۔
ہائے افسوس اب میں کیا کروں!
پیارے تو ہی فاختہ ہے، تو ہی مجھے پکارتا ہے۔
اچھا، میں اب اپنے بھائی کے کمرے میں جاؤں گی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میرا دل اسے دیکھ کر باغ باغ ہو جائے گا!
ہاں میں تیرے کمرے میں آتی ہوں۔
پھر کبھی نہیں جاؤں گی!
میرا ہاتھ ہمیشہ تیرے ہی ہاتھ میں رہے گا۔
اور جب میں کہیں دور جاؤں گی، تو تیرے ہی ساتھ حسین جگہوں میں جاؤں گی!
آہ میرا بھائی مجھے سدا خوش رکھے گا!
کوئی عورت بھی مجھ سے زیادہ نصیبہ ور نہ ہو گی۔
کیونکہ میرا بھائی کبھی میرا دل نہیں توڑے گا۔

دعوت عیش

برٹش میوزیم میں ایک پرانا بُردی کاغذ محفوظ ہے، یہ فرعون انتف کی قبر سے نکلا تھا، اس پر ایک گانا لکھا ہوا ہے جو دعوتوں میں مہمانوں کے سامنے گایا جاتا تھا جب وہ کھانے پر بیٹھ جاتے تھے، ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ہزاروں برس سے یہی ہو رہا ہے کہ اگلے چلے جاتے ہیں اور پچھلے باقی رہتے ہیں۔
زبردست بادشاہ جو کبھی حکمرانی کرتے تھے اپنے اہراموں میں پڑے سو رہے ہیں۔
علماء اور عظماء بھی اپنے مقبروں میں دفن ہیں۔
جو گھر اور محل وہ بنا گئے تھے ان کے نہیں رہے۔
تو دیکھتا ہے ان کا کیا حشر ہوا۔
ان کی دیواریں گر گئیں۔
اور وہ خود ایسے ہو گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں!
ان کے پاس سے کوئی نہیں آتا کہ ہمیں بتائے ان پر کیا بیتی؟
لہٰذا تو اپنا دل خوش رکھ اور زیادہ سے زیادہ عیش کر لے۔
ہاں خوشی ہی مناتا رہ، جب تک تو زمین پر ہے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر وہ دن تو آئے گا ہی جو آنے والا ہے!

اس دن اوزیریس نہ تیری فریاد سنے گا، نہ تجھ پر ترس ہی کھائے گا۔

پھر کیوں نہ تو عیش کر لے؟

دنیا کی کسی چیز کی بھی فکر نہ کرنا۔

کیونکہ تو مسافر ہے۔

تیرے ساتھ دنیا کی کوئی چیز بھی نہ جائے گی!

یا یہ گانا گاتے تھے۔

عیش کر لے،

بس آج کے دن عیش کر لے!

کیونکہ کل تجھے چلا جانا ہے

اور تو پھر کبھی واپس نہیں آئے گا!

ہاں کھا لے اور پی لے۔

کیونکہ تجھے وہاں جانا ہے جہاں سے کوئی کبھی نہیں پھرا!

اپنے دل کو خوشی سے بھر لے،

کیونکہ قبر تجھے کھینچ رہی ہے، جہاں کوئی مسکرا بھی نہیں سکتا!

ایک اور چھوٹا سا گانا یہ ہے:-

آج عیش منا، اور عطر میں بس جا۔

پھول رکھ اپنی بہنوں کے سینوں پر، جو تیرے دل میں رہتی ہیں اور تیرے پاس بیٹھتی ہیں!

گانا سن، ناچ دیکھ، موسیقی سے لطف اٹھا!

خوش ہو، اور کلیل کر!

کھیت کاٹنے کے بعد غلّہ گاہنے کے وقت کسان اپنے بیلوں کو ہانکتے جاتے اور یہ گانا گاتے جاتے تھے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روندے جاؤ بیلو،

اپنے لیے روندے جاؤ بیلو،

ہاں بیلو! اپنے لیے روندے جاؤ،

بناؤ بھس اپنے لیے، اور گیہوں اپنے مالک کے لیے،

ستاؤ نہیں بیلو! کیونکہ آج ہوا اچھی ہے،

موسیقی

پرانے مصر میں موسیقی نے بھی بڑی ترقی کی تھی۔ اس فن کی بہت عزت تھی، بڑے بڑے کاہن اور شاہزادے تک اس فن میں کمال پیدا کرتے تھے۔ موسیقی کا مصریوں کو اس قدر اہتمام تھا کہ فرعونِ اخناتون نے خود اپنے محل کے پاس اپنے گویوں کے لیے ایک دو منزلہ مکان بنایا تھا۔ اس مکان میں پانچ کمرے تھے اور ایک بڑا ہال۔ ہال میں موسیقی کی بھی مشق کی جاتی تھی اور کمروں میں موسیقی کے استاد، شاہی خرچ سے بڑے آرام سے رہتے تھے۔

موسیقی کی باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی۔ ممفس اور دوسرے شہروں میں اس کے لیے بڑے بڑے مدرسے قائم تھے۔ یہ اس لیے کہ موسیقی مصریوں کی تمدنی زندگی کا لازمی حصہ بن گئی تھی۔ ہر امیر گھر میں گانے بجانے والوں کا ایک طائفہ ضرور رہتا تھا اور اس کا کام تھا کہ جب صاحب خانہ کھانے پر بیٹھے یا مہمانوں کی دعوت کی جائے تو طائفہ گائے اور بجائے۔ شاہی محل میں بھی ایسا طائفہ ہوتا تھا۔ تلُ العمارنہ پر ایک شاہی طائفہ کا ذکر موجود ہے۔ اس میں آٹھ عورتیں تھیں، جن کا کام فرعون کے سامنے گانا بجانا تھا۔

بہت پرانے زمانے میں موسیقی میں اندھوں کو زیادہ کامل سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ قدیم تصویروں میں اندھے ہی گاتے بجاتے دکھائی دیتے ہیں مگر جب تہذیب نے ترقی کی، تو اندھوں کا عروج ختم ہوگیا اور انہیں ''غلیظ'' اور ''ندیدہ'' کہا جانے لگا۔ جیسا کہ بہت سے کتبوں میں لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ترقی یافتہ زمانے کے جلسوں کی تصویروں میں اندھے دکھائی نہیں دیتے۔ اگر کہیں دکھائی دیتے ہیں تو قصابوں کے قریب۔ تل العمارنہ کی تصویروں میں دکھایا گیا ہے کہ قصاب، مندر کے صحن میں قربانی کے جانور کاٹ رہے ہیں اور ان کے پاس ہی اندھے بیٹھے اپنے آلات موسیقی پر گا رہے ہیں۔ اسی قدر نہیں بلکہ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ زیادہ تر کھانا اندھے ہی چٹ کر گئے ہیں!

گانے بجانے کے کچھ اوقات بھی مقرر ہو گئے تھے۔

1- کھانے کے وقت، اس موقع پر گانے میں ترغیب دی جاتی تھی کہ موت سے پہلے آدمی کو زیادہ عیش اٹھالینا چاہیے۔

2- مندر کے صحن میں جب دیوتاؤں کے لیے جانور کاٹے جاتے تھے۔

3- جب کوئی بڑا آدمی دیوتا پر بھینٹ چڑھاتا تھا تو اس موقعے پر گانے والے، قربانی کے جانوروں کی تعریفیں گاتے تھے، تاکہ گوشت میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ مار لے جائیں۔

4- لاش دفن ہونے کے موقع پر آلات موسیقی استعمال نہیں کیے جاتے تھے۔ سادہ مگر غمناک گانا ہوتا تھا۔

5- محنت مشقت کرتے وقت گاتے تھے تاکہ تھکن نہ معلوم ہو۔ تصویروں میں دکھایا گیا ہے کہ کسان کٹائی کر رہے ہیں اور لڑکوں کا ایک غول سامنے بیٹھا گا بجا رہا ہے۔

6- نیل میں جب طغیانی آتی تھی، تو ملک بھر میں گانے بجانے کا زور ہو جاتا تھا، جہاں دیکھو، مرد عورتیں، بچے بوڑھے جمع ہیں۔ ان کے آگے ایک شخص بیٹھا بجا رہا ہے اور باقی لوگ پیچھے سے گاتے ہیں اور تالیاں بجاتے جاتے ہیں۔

پرانے مصر میں بھی ڈھول، طبلے، جھانج، مجیرے، ستار، سارنگی، بربط، بین، بانسری وغیرہ کا رواج عام تھا۔

مصری جب گاتے تھے، تو اپنے کان کے نیچے یا گال پر ہاتھ ضرور رکھ لیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناچ

مصریوں کو ناچ کا بھی بڑا شوق تھا اور اس فن میں انہوں نے اچھی ترقی کر لی تھی، جیسا کہ پرانی تصویروں سے ثابت ہوتا ہے۔ناچ کئی قسم کا تھا مگر ایک ناچ بہت معیوب تھا۔ عورتیں بڑی بے حیائی سے صرف اپنے پیٹ اور پیڑو کو عجیب انداز سے ہلاتی تھیں اور دیکھنے والوں کو لطف آتا تھا۔ بدقسمتی سے یہ ناچ آج تک مصر میں رائج ہے اور بہت مقبول ہے۔

ناچ کا لباس خاص ہوتا تھا، عورتیں بہت ہی مہین کپڑا پہن کر ناچتی تھیں، جس سے وہ بالکل برہنہ معلوم ہوتی تھیں۔ آج بھی مصر میں یہی دستور ہے مگر صرف پیشہ ور ناچنے والیوں میں۔

مصری عبادتوں میں ناچ بھی شامل تھا۔ مندروں میں ناچنے والیاں رہتی تھیں اور خاص خاص مذہبی تقریبوں اور موقعوں پر ناچا کرتی تھیں۔ ہر دنیاوی تقریب پر بھی ناچ ضرور ہوتا تھا۔ چاہے خوشی کی ہو یا غمی کی ہو۔

اس کے علاوہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آتا تھا یا بادشاہ سے خلعت لے کر آتا تھا تو گھر کی عورتیں ہاتھوں میں ہری شاخیں لیے اور ڈھول بجاتی ہوئی ناچ کر اپنے آدمی کا استقبال کرتی تھیں۔ اسی طرح جب مال سے لدی ہوئی کشتیاں آتی تھیں تو عورتیں مرد ناچتے ہوئے بندرگاہ پر ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔ اسی طرح جب دوسرے ملکوں سے مصر میں خراج آتا تھا تو تمام باشندے خوشی سے ناچتے تھے، ناچ کے ساتھ عموماً باجے بھی ہوتے تھے۔

تھیٹر

www.KitaboSunnat.com

اسٹیج پر اداکاری کا فن، ادب کا ایک حصہ ہے۔ مدتوں تک مورخوں کا اتفاق رہا ہے کہ اس فن کی ابتداء یونان سے ہوئی ہے لیکن اب تقریباً مان لیا گیا ہے کہ سب سے پہلے مصر ہی میں یہ فن ظاہر ہوا تھا۔ ہیرودوٹس اور پلوٹارک نے صدیوں پہلے یہ واقعہ اپنی کتابوں میں لکھ دیا تھا، مگر مورخ اسے صحیح تسلیم نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پچھلی صدی کے اواخر میں فرانسیسی علامہ ایران نے بعض مصری کتبے پائے، پھر 1928ء میں جرمن علامہ کورت سیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بعض بردی کاغذوں سے معلومات جمع کیں، پھر 1937ء میں مصری محقق پروفیسر سلیم حسن نے بعض پرانی تصویریں دریافت کیں اور ان سب سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے انیس سو برس پہلے بھی مصر میں ڈرامے لکھے جا چکے تھے اور انہیں باقاعدہ ایکٹ بھی کیا جاتا تھا! اکثر ڈرامے دیوتا اوزیرس کی موت اور دوبارہ زندگی پر لکھے گئے تھے اور انہیں مندروں میں اس طرح اسٹیج پر دکھایا جاتا تھا کہ قصہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے اصلی قصہ آ جاتا تھا۔

یونان کو صرف دینی اداکاری کا موجد مانا جاتا تھا لیکن اب ثابت ہو گیا ہے کہ مصر یونان سے صدیوں پہلے اس فن کو برتتا تھا۔ اس سے بھی زیادہ بڑی بات یہ ہے کہ مصر میں قومی یا شہری اسٹیج بھی تھے جن پر ڈراموں کو ایکٹ کیا جاتا تھا۔

مسیلو کنتر کو 1922ء میں ادفو کی کھدائی کرتے ہوئے ایک تختی ملی۔ یہ تختی کسی ایکٹر دیوتا کی تعریف میں نصب کی تھی۔ اس پر ایکٹر لکھتا ہے:

میں اپنے استاد کے ساتھ ہر جگہ جاتا ہوں اور جہاں بھی وہ ایکٹ کرتا ہے میں بھی کرتا ہوں۔ اگر وہ تھیٹر میں دیوتا کا پارٹ ادا کرتا ہے تو میں فرعون کا پارٹ ادا کرتا ہوں اور جب وہ موت کے دیوتا کا پارٹ ادا کرتے ہوئے لوگوں کو ''مار ڈالتا'' ہے تو میں زندگی کا پارٹ ادا کرتے ہوئے انہیں جلا دیتا ہوں!

اس تختی سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ مصر میں صرف دینی تھیٹر ہی نہیں تھے، بلکہ عام قومی یا شہری تھیٹر بھی تھے۔ یہاں ہمیں اس سے بحث نہیں اور نہ ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ اس فن میں مصریوں نے کس حد تک کمال حاصل کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

مصری آرٹ

مصری آرٹ کی بنیاد

''ادب'' کی طرح ''فن'' یا ''کلچر'' کی طرح ''آرٹ'' کا مفہوم بھی بہت پھیلا ہوا ہے مگر یہاں ہم عام مفہوم ہی مراد لیں گے، یعنی تصویر بنانا، لکڑی یا پتھر پر نقش کھودنا اور بت یا اسٹیچو بنانا۔ ہم پہلے آرٹ کی آخری قسم کو دیکھیں گے کیونکہ یہی مصریوں کا اعلیٰ آرٹ تھا۔

مصری آرٹ کو سمجھنے کے لیے وہ واقعہ پھر یاد کر لینا چاہیے جو مذہب کے باب میں بیان ہو چکا ہے۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ مصری کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی چاہتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ موت کے بعد بھی آدمی ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر اس کے لیے بندوبست ہو جائے: کھانے پینے کا اور لاش کے محفوظ رہنے کا۔

پہلی چیز پر عمل کی صورت یہ تھی کہ مردے کے لیے کھانا پینا اس کے مقبرے میں برابر پہنچتا رہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ بہت مشکل کام تھا اور زیادہ مدت چل نہیں سکتا تھا۔ اس لیے تجویز کیا گیا کہ کھانے پینے کی تصویریں مقبرے میں بنا دی جائیں اور فرض کر لیا گیا کہ جادو کے منتروں اور دعاؤں کے اثر سے یہ تصویریں کھانے پینے کی چیزیں بن جایا کریں گی!

دوسری چیز کا یہ انتظام کیا گیا کہ لاشوں کو ممی کرنے لگے۔ اس سے لاش بہت مدت تک سڑنے گلنے سے محفوظ تو ہو جاتی تھی مگر یہ ڈر اب بھی باقی تھا کہ کہیں لاش فنا نہ ہو جائے۔ اس ڈر کو دور کرنے کے لیے طے پایا کہ لاش کے ساتھ مردے کی بہت سی مورتیاں رکھ دی جائیں اور مان لیا گیا کہ اگر کبھی لاش سڑ گل جائے گی تو روح ان مورتیوں میں سے کسی مورتی کو اپنا گھر بنا لے گی۔ اس طرح مرنے کے بعد بھی آدمی ہمیشہ جیتا رہے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری آرٹ کی دینی بنیاد یہی ہے اور یہ بنیاد جان جانے کے بعد اب ہم مصری آرٹ کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ مصریوں کا آرٹ بھی ان کی ایک بڑی مذہبی ضرورت پوری کرنے کے لیے تھا۔ اسی لیے وہ اپنے آرٹ میں مذہبی احکام اور مذہبی پیشواؤں کے پابند تھے۔ اگر یہ پابندی نہ ہوتی تو نہ جانے کتنی ترقی کر جاتے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پابندی پر بھی انہوں نے حیرت انگیز ترقی کر لی تھی۔

مذہب کے احکام کا تقاضا تھا کہ صناع اور آرٹسٹ جو مورتیاں اور بت بنائیں وہ اصل کے ٹھیک مطابق ہوں۔ یعنی جس آدمی کی مورتی یا بت ہو ٹھیک ٹھیک اسی کی صورت کی ہو۔ بال برابر فرق نہ پڑ جائے، ورنہ روح قبر میں اس مورتی کو پہچان نہ سکے گی اور بھٹک بھٹک کر مٹ جائے گی!

ایسی حالت میں کھلی بات ہے، صناع اپنے خیال کی مدد سے حسن و جمال کے مجسمے تیار نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ اس کا ذہن قید کر دیا گیا تھا۔ مصریات کے مشہور علامہ ماسپرو نے بالکل سچ کہا ہے۔ ''ہمارے لیے یہ سمجھنا آسان ہے کہ جو مجسمے دیوتاؤں کے نہیں ہیں بلکہ آدمیوں کے ہیں۔ انہیں کمال کے درجے پر پہنچانے کی مصری صناعوں نے کیوں کامیاب کوشش کی ہے۔ ان مجسموں میں حسن و جمال کے نمونے نہیں ہیں، لیکن اس پر بھی یہ اعلیٰ آرٹ کے نمونے ہیں کیونکہ جن آدمیوں کے یہ مجسمے تھے، بعینہٖ انہی کی صورت پیش کرتے ہیں، خوبصورت آدمیوں کے مجسمے خوبصورت ہیں، بدصورتوں کے بدصورت ہیں کیونکہ مصری عقیدے کے مطابق ایسا ہی ہونا چاہیے تھا ورنہ روح ان مجسموں کو پہچان ہی نہ سکتی۔

یہ معلوم کر کے تعجب کیا جائے گا کہ مصری دیوتاؤں کے بتوں اور مورتیوں میں کوئی قابل ذکر آرٹ موجود نہیں ہے۔ مگر اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، کیونکہ اول تو دیوتاؤں کی جو شکلیں مقرر ہو چکی تھیں، ان میں صناع اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا فرض بس یہ تھا کہ اصلی صورت کی نقل اتار دے۔ دوسرے یہ کہ مندر میں دیوتا کا اصلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت، فرعون اور بڑے مہنت کے علاوہ سب آدمیوں کی نظر سے اوجھل رکھا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایک چھپی رہنے والی چیز کے بنانے میں صناع کا دل کمال پیدا کرنے کی طرف آسانی سے مائل نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ مصری مندروں میں ہر دیوتا کا ایک ہی بت نہیں ہوتا تھا کہ صناع اس پر محنت کر کے اپنا ہنر دکھا دے بلکہ کئی کئی بت ہوتے تھے اور ان میں آرٹ کا کمال کوئی نہیں ڈھونڈتا تھا۔

اس تفصیل سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مصری صناع اپنے ہنر میں اپنے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی روایات کے پابند تھے لیکن بعض علماء مصریات جیسے ایمل سولڈی اس نظریے کو پورا پورا تسلیم نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں کہ بے شک مصری صناع ان بتوں کے بنانے میں مذہبی پابندیوں کا خیال رکھتے تھے جنہیں روح کے دوام کے خیال سے بہت پائیدار بنانے پر مجبور تھے۔ ایسے بت وہ بہت ہی ٹھوس پتھر سے تراشتے تھے اور چونکہ ان کے اوزار ناکمل تھے اس لیے ایسے مضبوط پتھروں سے اعلیٰ کمال کے بت بنا نہیں سکتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جو کچھ وہ بنا گئے ہیں بہت ہی قابلِ تعریف ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ دنیا بھر میں سب سے پہلے انہوں نے ہی یہ صنعت شروع کی تھی۔

یہ علماء مصریات اپنی دلیل میں ان بتوں کو پیش کرتے ہیں جو نرم پتھروں سے بنائے گئے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ نرم پتھروں کے بت، سخت پتھروں کے بتوں سے کہیں زیادہ فنی کمال اپنے اندر رکھتے ہیں۔

اہم اسٹیچو یا بت

مصر میں پرانے وقتوں کے بے شمار اسٹیچو موجود ہیں۔ سب کا حال لکھنے کی گنجائش ہے نہ ضرورت ہے، صرف اہم اسٹیچوؤں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔

ابوالہول

دنیا بھر میں ابوالہول سے زیادہ باعظمت اور عظیم الشان اسٹیچو اور کوئی نہیں ہے۔ ماسبرو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سچ کہا ہے کہ جس آرٹ نے ایسی ٹھوس چٹان سے یہ اسٹیچو کاٹا ہے، وہ آرٹ بلاشک کامل ہے۔ اپنی قوت پر پورا بھروسہ رکھتا ہے، اور خود اپنا ہی آقا ہے۔

یقیناً ابوالہول، عجائب روزگار میں سے ہے۔ بڑی بھاری ایک چٹان ہے جسے اس طرح کاٹا گیا ہے کہ ہزاروں برس گزر جانے پر بھی اور تمام ترقیوں کے بعد بھی دنیا آج تک حیرت سے دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے ہے۔

ابوالہول کیا ہے؟ لازوال زندگی اور بے رحم زمانے کو دائمی شکست دینے کا ایک مظاہرہ ہے۔ ابوالہول کا چہرہ آدمی کا ہے اور باقی جسم شیر ببر کا ہے، ناک ٹوٹ چکی ہے مگر ہونٹوں پر ایک عجیب اور مبہم مسکراہٹ اب تک باقی ہے۔ چہرہ، قوت وشدت کا مظہر ہے۔ مگر اس کمال کی داد دینا چاہیے کہ قوت وشدت کے ساتھ وہ امن وسلامتی کا بھی پیغام دے رہا ہے۔

ابوالہول شہر جیزہ میں بڑے اہرام کے آگے ریگستان کی سرحد پر کھڑا ہے اور اس کا منہ پورب کی طرف ہے تاکہ سورج کی پہلی کرنیں وہی دیکھے! ابوالہول کی لمبائی ستاون میٹر ہے، اونچائی 20 میٹر ہے۔ چہرے کی چوڑائی پانچ میٹر ہے، ہر کان 1.37 میٹر کا ہے، ناک 1.70 میٹر ہے اور منہ 2.32 میٹر کا ہے، پورا بت ایک ہی پتھر کا ہے۔ یوں ہی کہیں کہیں معمولی جوڑ پائے جاتے ہیں۔

مصری عجائب گھر کی گائیڈ میں لکھا ہے۔ ''مصریوں کے عقیدے میں ابوالہول، کوئی فرضی وجود نہ تھا، جس کا سر آدمی جیسا اور دھڑ، شیر جیسا ہو، بلکہ وہ اسے ایک حقیقی مخلوق سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ یونان اور روم کے علماء کا بھی بیان ہے کہ ابوالہول واقعی ایک حیوان تھا جو لیبیا اور ایتھوپیا (حبش) کے صحراؤں میں کبھی کبھی دکھائی دیتا تھا۔ اس حیوان میں انسان کی سی ذہانت تھی اور شیر کی سی قوت، اسی لیے یہ بے حد خوفناک تھا۔ اسی خوفناکی کی وجہ سے مصریوں نے ابوالہول کو اپنا ایک دیوتا بنالیا تھا اور اس کا نام ''حُر مخوتی'' رکھا تھا یعنی اٹھنے اور ڈوبنے والا سورج اور چونکہ مصری اپنے فرعون کو بھی دیوتا سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے ابوالہول کی شکل سے فرعون ہی مراد لے لیا، اور اس کی مورتیں مندروں میں رکھے گئے، تاکہ حفاظت کرتی رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ بہت پرانا خیال ہے اور تازہ تحقیقات سے اس کی قطعی تردید ہو چکی ہے۔ نئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ ابوالہول اصل میں فرعون خفرع کا مجسمہ ہے اور ہم پچھلے صفحوں میں معلوم کر چکے ہیں کہ دوسرے بڑے ہرم کا بنانے والا فرعون خفرع ہی ہے۔

(تقریباً 2869 ق م) خفرع اپنے سے پہلے فرعون خوفو کا جیسا ہرم تو بنا نہ سکا، مگر ابوالہول بنا کر اس نے دنیا کے آرٹ میں بہت ہی جلیل القدر اضافہ کر دیا ہے۔

راحتب

ابوالہول کا بت تو اپنی جگہ پر پہاڑ کی طرح کھڑا ہے لیکن سب سے پرانے زمانے کا جو بت مصری عجائب گھر میں آیا ہے، وہ راحتب اور اس کی بیوی نفرت کا مشترک بت ہے۔ اس بت میں مصری صناع نے بڑا ہی کمال دکھایا ہے۔ اس نے ایسی دو شخصیتیں پیش کی ہیں، جو ملک میں اونچی تھیں فرعون کی مقرّب تھیں اور یہ واقعہ ہے کہ صناع اپنی کوشش میں ہر طرح کامیاب رہا ہے۔

راحتب تیسرے شاہی خاندان کے زمانے میں درباری بھی تھا۔ ہیلو پولیس کے پجاریوں کا سردار بھی تھا اور فرعون کا ایک سپہ سالار بھی تھا۔ بنانے والے نے اس کی صورت خاص طور پر اس طرح بنائی ہے کہ دیکھنے والا بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ اس شخص کا اخلاق بہت پست تھا اور اس میں کوئی صلاحیت نہ تھی لیکن اس کی بیوی نفرت شاہی خاندان سے تھی اور نہایت حسین و باوقار تھی، اسی لیے صناع نے اسے بت میں بھی بہت شاندار اور پرعظمت دکھایا ہے اور چہرہ، سنجیدہ اور بارعب ہے۔ چہرے سے ملے ہوئے خوبصورت کٹے ہوئے گھنے بال آراستہ ہیں۔ لباس بہت قاعدے کا ہے جس سے اس کی جوانی ظاہر ہو رہی ہے اور گلے میں کنٹھا پڑا ہوا ہے۔ جسم گداز ہے اور حرکت کے ساتھ پھرتی بھی ظاہر کر رہا ہے۔

یہ اسٹیچو بلاشبہ مصری آرٹ کا ایک بہترین نمونہ ہے اور ثابت کرتا ہے کہ مصر نے اس فن میں بڑی سے بڑی ترقی کر لی تھی۔ دراصل ممفس مصر کا سب سے پرانا پایۂ تخت اس آرٹ کا موجد اور مرکز تھا۔ ملک بھر کے صناع یہیں آتے اور کمال حاصل کر کے لوٹ جاتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خضرع

ممفس کے فنی اسکول کا ایک اور شاہکار، فرعون خضرع کا اسٹیچو ہے یہ اسٹیچو 1859ء میں خضرع کے ہرم کے مندر میں پایا گیا تھا۔ علامہ ماسبرو اس اسٹیچو کے بارے لکھتا ہے "اگر اس پر لکھی تمام تحریریں مٹ جائیں تو بھی ہر آدمی کہہ دے گا کہ کسی پادشاہ کا اسٹیچو ہے۔ اس کے چہرے اور جسم سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اسٹیچو ایک ایسے آدمی کا ہے جو بچپن ہی سے اپنے آپ کو زبردست اور قوت والا یقین کرتا تھا"۔

اسٹیچو میں سر کے پیچھے ایک بازو دکھایا گیا ہے جو اپنے دونوں بازو پھیلائے فرعون کی حفاظت کر رہا ہے۔ باز اصل میں دیوتا ہورس کا نشان ہے۔ صناع نے باز بنانے میں کمال دکھایا ہے۔ سامنے سے دیکھیے تو باز سر کو کہیں سے نہیں چھپاتا بلکہ سامنے سے باز دکھائی بھی نہیں دیتا۔ بت کے پیچھے سے یا دائیں بائیں سے ہی اسے دیکھ سکتے ہیں۔

منقرع

فرعون منقرع کے مندر سے جو اسٹیچو نکلے ہیں وہ بھی اعلیٰ آرٹ کے نمونے ہیں۔ چار اسٹیچو، سنگ مرمر کے ہیں اور ان میں فرعون کو بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے۔ ایک اور اسٹیچو میں فرعون اپنی ملکہ کے ساتھ ہے۔ چار اسٹیچو ایسے بھی ہیں جن میں تین تین شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ ان چار میں سے تین مصری عجائب گھر میں ہیں اور ایک بوسٹن کے عجائب گھر میں۔ پہلے تین اسٹیچوؤں میں فرعون کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے ایک طرف دیوی باقور ہے۔ دیوی کے سر پر سورج کا کرہ ہے جسے دو سینگ گھیرے ہوئے ہیں اور فرعون کے دوسری طرف ایک مصری صوبے کی دیوی ہے۔

منشی

پیرس کے عجائب خانے میں ایک مصری منشی کا اسٹیچو موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ منشی ادھیڑ عمر بھی تھا اور خوبصورتی سے بھی خالی۔ صناع نے بڑے ہی کمال سے اس کا اسٹیچو بنایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کی اصلی حالت وصورت دکھا دی ہے۔ منشی پالتی مارے بیٹھا ہے۔ گود میں بڑی کاغذ کا پلندہ کھلا ہوا ہے۔ ہاتھ میں بانس کا قلم لیے ہوئے ہے اور چھ ہزار برس سے بیٹھا انتظار کر رہا ہے کہ اس کا آقا جو کچھ لکھوا رہا تھا پھر کب لکھنا شروع کرے گا۔

چہرے سے اور سارے جسم سے انتظار کی کیفیت ظاہر ہے! ٹھیک ایسا ہی ایک اسٹیچو مصری عجائب گھر میں رکھا ہوا ہے۔ مگر یہ ایسے منشی کا ہے جو جوان اور چوتھے خاندان کے زمانے میں زندہ تھا۔

رانفر

رانفر، پانچویں شاہی خاندان میں ایک نواب تھا اپنے اسٹیچو میں یہ کھڑا ہے اور اپنے نوکروں کی نگرانی کر رہا ہے۔ اسٹیچو میں نوکر نہیں دکھائے گئے ہیں کیونکہ مصری یہ ایک اصطلاح ہے کہ جب اس وضع سے کسی اسٹیچو کو کھڑا دکھایا جائے تو، سمجھ لینا چاہیے کہ اپنے نوکروں اور غلاموں کی نگرانی کر رہا ہے۔ رانفر کے اسٹیچو میں وہ شان وعظمت دکھائی نہیں دیتی جو خفرع کے اسٹیچو سے ٹپک رہی ہے۔ بلکہ ہم ایک خوبصورت شخص کو دیکھ رہے ہیں جس کے جسم کی ساخت خود ہی کہہ رہی ہے کہ یہ اسٹیچو کسی نواب کا ہے۔ رانفر مصنوعی بالوں سے آراستہ ہے اور اونچی دھوتی باندھے ہوئے ہے۔ یہ اسٹیچو بھی مصری آرٹ کا ایک شاہکار مانا جاتا ہے۔

گاؤں کا مکھیا

یہ ایک عجیب اسٹیچو ہے، سقارہ کی کھدائی میں جب یہ نکلا تو مصری مزدور اسے دیکھتے ہی چلا اٹھے۔ ''گاؤں کا مکھیا ہے! اور یہ اس لیے ان گاؤں سقارہ کے مکھیا سے اسٹیچو اس قدر ملتا تھا جیسے اسی کا ہو! یہی وجہ ہے کہ اس اسٹیچو کا نام گاؤں کا مکھیا ہو گیا۔

معلوم ہوتا کہ یہ اسٹیچو کسی ایسے آدمی کا ہے جو اہراموں کی تعمیر کے زمانے میں مزدوروں کا ایک سردار تھا۔ اسٹیچو خود اپنی زبان سے کہہ رہا ہے کہ یہ شخص متوسط طبقے کا آدمی تھا اور اس کی صورت سے ظاہر ہے کہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا اور اپنے عہدے سے ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح خوش و مطمئن تھا۔ لاٹھی لیے کھڑا ہے۔ چہرے کو جلالی بنائے ہوئے ہے، سوچیے تو کس طرح اپنے ہاتھ کے نیچے مزدوروں کو ڈانٹتا اور کام کے لیے للکارتا ہوگا؟ یقیناً مصری صناع کی تعریف کرنی پڑتی ہے کہ اس نے ایسا عجیب اسٹیچو تیار کیا۔ مصری صناع اس لیے اور بھی زیادہ تعریف کا مستحق ہے کہ پورا اسٹیچو لکڑی کا ہے، اس کی آنکھیں بھی صناع کو داد دینے پر مجبور کرتی ہیں۔ آنکھوں کے کنارے پیتل کے ہیں، کوئے بلوری پتھر کے ہیں، ڈھیلے سنگ مرمر کے ہیں اور پتلیاں پیتل کی۔ کیلیں بڑی صفائی سے لگا کر دکھائی گئی ہیں!

بونا

ایک اور سٹیچو بہت ہی عمدہ اور مصری فن کا بہت ہی اعلیٰ نمونہ ہے، یہ اسٹیچو ایک بونے کا ہے۔ جس کا نام ''ختم ہوتب'' تھا۔ صناع نے اپنے اسٹیچو میں کمال پیدا کر دکھایا ہے۔ دیکھیے تو سر کتنا بڑا ہے اور کان کیسے پھیلے ہوئے ہیں۔ چہرہ غباوت کا مجسمہ ہے۔ آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔ جسم بھدا ہے۔ پیٹ بڑھا ہوا ہے۔ اگر یہ اسٹیچو مبالغے سے خالی ہے تو واقعی وہ بونا عجائب المخلوقات میں سے ہوگا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ''ختم ہوتب'' چھٹے شاہی خاندان کے زمانے میں فرعون کے توشہ خانے کا داروغہ تھا اور فرعون نے یہ منصب اسے شاید اس کی صورت اور بونے پن ہی کی وجہ سے دیا تھا۔

نصر

یہ شخص فرعون کی روٹی پکانے والوں کا داروغہ تھا۔ اس کا اسٹیچو بڑا اہم ہے اور مصری آرٹ کا ایک اچھا شاہکار ہے۔ گردن اور مونڈھوں کے گرد کٹائی قابلِ دید ہے۔

کام قد

یہ ایک مہنت تھا اور اس کے اسٹیچو میں ہم مصری صناع کا کمال دیکھ رہے ہیں۔ نرمی، خشیت اور انس کے ساتھ ایک جلالت شان ظاہر ہے۔ مہنت اپنی مناجاتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کون ہے

جسے دیکھے بغیر ہم نہیں رہ سکتے، ایک آدمی لمبی بھاری عبا میں لپٹا کھڑا ہے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ کون ہے، مگر اسٹیچو کمالِ فن کا ایک نمونہ ضرور ہے۔

دھات کا اسٹیچو

یہ اسٹیچو چھٹے خاندان کے فرعون ببی اول کا ہے اور تانبے کا ہے۔ یہ سب سے پرانا اسٹیچو ہے، جو دھات سے بنا ہوا اب تک ملا ہے اور اپنی قسم کا سب سے بڑا بھی ہے۔ اس فرعون کے بیٹے کا بھی ایک معدنی اسٹیچو ملا ہے۔

یہ تمام اسٹیچو بہت پرانے زمانے کے ہیں اور سب کے سب مصری عجائب خانے میں محفوظ ہیں۔

ہاتور

بعد کے زمانے کے اسٹیچوؤں میں سب سے زیادہ مکمل اور قابل تعریف اسٹیچو، ہاتور کا ہے، یعنی گائے کا۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مصری گائے کو پوجتے تھے اور اسے ہاتور دیوتا کا مظہر سمجھتے تھے۔

یہ اسٹیچو اس قدر حسین اور فنی ہے کہ آج کے ترقی یافتہ زمانے کو چھوڑ کر کسی جانور کا ایسا اسٹیچو دنیا نے کبھی دیکھا نہیں حتیٰ کہ یونان اور روم میں بھی اس کی کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔ اسٹیچو مصری گائے کا مجسمہ ہے، گائے کی آنکھیں جیسے خواب دیکھ رہی ہیں اور اس کی مبہم بے پروا نگاہیں نیم وا ہیں۔ اس کی تصویر بہت ہی کم لوگ کھینچ سکتے ہیں لیکن آج سے تین ہزار چار سو برس پہلے مصری صناع نے اپنے تراشے ہوئے بت میں یہ پوری تصویر اتار دی ہے۔

گائے کے منہ کے نیچے ایک بادشاہ کھڑا دکھائی دیتا ہے۔ یہ اصل میں تھوتھمس سوم ہے۔ مگر اس فرعون کے بیٹے امنوفیس دوم نے گائے کے سر کے پیچھے اپنا نام کندہ کرا دیا ہے تاکہ یہ بہترین اسٹیچو اس کی طرف منسوب ہو جائے مگر دغا بازی چل نہ سکی۔ کیونکہ اس بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قطعی ثبوت موجود ہیں کہ جو شخص گائے کے منہ کے نیچے کھڑا ہے وہ امنوفیس نہیں بلکہ تھوتھیمس سوم ہے۔ یہ اسٹیچو بھی مصری عجائب گھر میں موجود ہے۔

تھوتھیمس سوم

مصری عجائب گھر میں یوں تو ہر اسٹیچو اور ہر چیز قابلِ دید ہے لیکن دو اسٹیچو ایسے ہیں جنہیں دیکھنے پر آنکھ مجبور ہو جاتی ہے۔ پہلا اسٹیچو تھوتھیمس سوم کا ہے اور ہم پچھلے صفحوں میں لکھ چکے ہیں کہ یہ فرعون کیسا زبردست تھا۔ اسٹیچو بھی اسے ایسا ہی دکھا رہا ہے۔ سر کی بناوٹ قابل دید ہے اور مصری صناع کے کمال فن کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ اسٹیچو فنی لحاظ سے انمول سمجھا جاتا ہے۔

اخناتون

ہم بتا چکے ہیں کہ فرعون اخناتون نے بڑا مذہبی انقلاب برپا کیا تھا۔ یہ انقلاب صرف مذہبی نہ تھا بلکہ ذہنی اور اجتماعی انقلاب بھی تھا۔ اس انقلاب کا گہرا اثر مصری فن (آرٹ) پر بھی پڑا اور اخناتون کے زمانے کے بت یا اسٹیچو زیادہ ممتاز ہو گئے۔ ان کا امتیاز یہ تھا کہ بالکل اصل کے مطابق ہوتے تھے، حتیٰ کہ خود فرعون اخناتون کے اسٹیچو بھی ویسے ہی ہیں جیسا وہ خود تھا۔ اسے شاندار بنانے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ اسٹیچوؤں میں اسے ویسا ہی دکھایا گیا، جیسا کہ وہ حقیقت میں تھا۔

مصری عجائب گھر میں اس فرعون کے کئی اسٹیچو موجود ہیں اور سب میں اسے یکساں دکھایا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاص طور پر اس زمانے میں اسٹیچو اصل کے بالکل مطابق ہوتے تھے چاہے خود فرعون ہی کے کیوں نہ ہوں۔ ثبوت یہ ہے کہ سب اسٹیچوؤں میں فرعون بہت دبلا اور کمزور دکھائی دیتا ہے لیکن فرعون کے خط و خال سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رحم دل، نیک نفس، انسانیت کا خیرخواہ تھا اور سب کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا۔ انسانی بھائی چارے کا قائل تھا اور اپنی قوم کی گمراہی پر کڑھتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو اور اسٹیچو

انیسویں خاندان کے زمانے کا ایک اسٹیچو خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ فرعون رام سیس دوم کا ہے اور نہایت مکمل ہے۔ سر سے پاؤں تک کا شاہی لباس بھی صاف ظاہر ہے۔ یہ اسٹیچو، تورین کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔

دوسرا اسٹیچو بہت بعد کے زمانے کا ہے یعنی چھبیسویں خاندان کے وقت کا۔ یہ ولادت کی دیوی "تا اورت" کا اسٹیچو ہے اور دریائی بچھڑے کی شکل پر بنایا گیا ہے۔ مصری آرٹ کا بہت دلچسپ نمونہ ہے۔ یہ بھی تورین کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔

تصویر

پرانے مصری فن یا آرٹ پر جب گفتگو کی جاتی ہے تو "تصویر" سے مراد نہ عکسی تصویریں (فوٹو) ہوتی ہیں، نہ شیڈ والی تصویریں جیسی کہ موجودہ زمانے میں رائج ہیں بلکہ وہ شکلیں مراد ہوتی ہیں جو مصری آرٹسٹ دیواروں پر، کپڑوں پر، لکڑی کے تختوں پر بناتے تھے اور مختلف رنگوں سے انہیں رنگ دیا کرتے تھے۔ مصری مصوروں کا یہ کام بھی تھا کہ پتھر وغیرہ پر جو نقش بنائے جاتے تھے ان میں رنگ بھرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ کام زیادہ مشکل نہ تھا۔

بعض علماء اس واقعہ کا کوئی سبب نہیں سمجھتے کہ مصری مصوروں نے اپنی تصویروں کے لیے مقبروں ہی کو خاص کر لیا تھا اور کہیں تصویریں نہیں بناتے تھے لیکن سبب صاف ظاہر ہے تصویریں ایسی تمام جگہوں میں جلد خراب ہو جاتی ہے جہاں دھوپ رہتی ہے یا جہاں لوگوں کے ہاتھ لگتے ہیں۔ مندروں یا دوسری کھلی جگہوں میں اسی لیے تصویریں نہیں ملتیں کہ یہ جگہیں تصویروں کے لیے موزوں نہ تھی، لیکن مقبروں میں نہ دھوپ پہنچ سکتی ہے نہ لوگوں کے ہاتھ ہی لگنے کا ڈر ہے لہٰذا مصری مصوروں نے اپنے اس فن کے لیے مقبرے ہی منتخب کر لیے۔

قدیم ترین زمانے میں تصویریں، نقوش سے الگ نہیں ہوتی تھیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صرف نقش ہوتے تھے جن میں رنگ بھر دیا جاتا تھا، لیکن درمیانی سلطنت جب شروع ہوئی تو تصویروں کا وجود بھی مستقل ہو گیا۔ بنی حسن کے مقبروں میں سب سے پرانی تصویروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے نمونے موجود ہیں۔ یہاں نقش نہیں ہیں، صرف تصویریں ہیں جو برش سے بنائی گئی ہیں۔

مصری جب تصویریں بنانے کے لیے کوئی دیوار پسند کرتے تھے تو پہلے اس پر بھوسہ ملی ہوئی کیچڑ لیپ دیتے تھے پھر چونے کی قلعی کر دیتے تھے۔ جب دیوار اس طرح ٹھیک ہو جاتی تو اس پر مربعے بناتے تھے، تاکہ جو شکلیں بنائیں، ان کا تناسب قائم رہے۔

مصری مصور اس برش سے ناواقف تھے جو آجکل رائج ہے لیکن وہ تقریباً ایسے ہی برش بانس سے بنا لیتے تھے۔ بانس کے پتلے پتلے ٹکڑے کاٹ کر ان کے سرے پانی میں بھگو دیتے تھے اور جب یہ سرے بھیگ جاتے تھے تو سب ریشے نکل آتے تھے اور بانس کے ٹکڑے برش بن جاتے تھے۔ رنگ رکھنے کے لیے لکڑی یا پتھر کی ایک مستطیل تختی ہوتی تھی اور اس پر عام طور سے سات چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہوتی تھیں۔ ہر پیالی میں ایک الگ الگ رنگ رکھا جاتا تھا۔

مصری سات ہی رنگ جانتے تھے۔ پیلا، نیلا، ہرا، بادامی، سفید، کالا۔ ان رنگوں کو ملا کر کبھی بعض اور رنگ بھی بنا لیتے تھے۔ کچھ رنگ نباتی تھے جیسے نیلا رنگ جو نیل کے پیڑ سے نکالا جاتا تھا اور اکثر رنگ معدنی تھے اور دھاتوں سے بنائے جاتے تھے۔ ان رنگوں میں سے دو رنگ بہت پائیدار ثابت ہوئے، نیلا رنگ اور سفید۔ صدیوں کے بعد جب رومن مصنفوں نے مصری تصویروں میں نیلا رنگ دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے کیونکہ نہ وہ ہرا ہوتا تھا نہ کالا، بلکہ اپنی اصلی حالت پر پوری رونق کے ساتھ باقی تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مصری یہ نیلا رنگ، جست اور تانبے کے برادے اور (SUB CARBO NATE OF SODA) کو ساتھ ملا کر، پیس کر، اور پکا کر بنایا کرتے تھے۔ لال، پیلے اور بادامی رنگ اپنی مختلف ہلکی اور گہری قسموں کے ساتھ گیرو سے تیار کیے جاتے تھے۔ سفید رنگ زندہ چونے اور (SULPHATE OF CALCIUM) سے تیار کیا جاتا ہے، اور یہ دیکھ کر انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ اس رنگ سے رنگی ہوئی بعض دیواریں آج تک دودھ سے بھی زیادہ سفید موجود ہیں۔

مصری مصور ''شیڈ'' سے بالکل واقف نہ تھے اسی لیے ان کی بنائی ہوئی تصویریں فنی قیمت سے بہت کچھ محروم ہیں۔ مثلاً جب وہ بہت سے آدمیوں یا حیوانوں کو ایک سطح میں بنانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے تھے، تو اس طرح بناتے تھے، جیسے ایک کے اوپر ایک کھڑا ہے۔ اسی طرح جن برتنوں کو میز وغیرہ پر رکھا ہونا چاہیے، وہ تصویروں میں اس طرح ظاہر ہوتے تھے جیسے رکھے نہیں بلکہ کھڑے ہیں۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی خامیاں ان کی تصویروں میں ہیں، جن کا بیان صرف اہلِ فن ہی کے لیے دلچسپ ہو سکتا ہے نہ کہ اس کتاب کے سب پڑھنے والوں کے لیے۔

مگر تمام نقائص اور خامیوں کے باوجود یہ پرانی مصری تصویریں، تاریخی لحاظ سے انمول ہیں کیونکہ انہیں دیکھ کر ہم پرانے مصر کے بہت سے حالات یقین کے ساتھ معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ تصویریں نہ ہوتیں تو ہم یہ علم بھی حاصل نہ کر سکتے۔

مصری فرعونوں کے مقبرے ہمارے لیے اتنے قیمتی نہیں ہیں جتنے قیمتی تھیبس کے عام آدمیوں کے مقبرے ہیں۔ فرعونوں کے مقبروں پر جو نقوش ہیں ان سے ہم زیادہ سے زیادہ بعض تاریخی واقعات معلوم کر سکتے ہیں لیکن عوام کے مقبروں کی دیواروں پر جو تصویریں کندہ ہیں وہ پرانے مصر کی عام زندگی کا مرقع ہی نہیں ہیں بلکہ انہیں اس بارے میں انسائیکلوپیڈیا کہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تصویریں، پوری مصری زندگی پیش کر رہی ہیں۔ ان کی سچائی میں کوئی شبہ بھی ان پر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پرانے مصر کی جو حالت تھی، وہی تصویروں میں دکھا دی گئی ہے۔

ذیل میں ہم بعض تصویروں کی تفصیل دیتے ہیں۔

زراعت

مقبروں میں سب سے زیادہ جو مناظر تصویریں پیش کرتی ہیں، وہ کھیتی کے مناظر ہیں اور یہ بالکل قدرتی بھی ہے، کیونکہ مصر ہمیشہ سے زرعی ملک چلا آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بھی پہلے تصویریں دیکھیں گے۔ ترتیب کے ساتھ یہ منظر ملاحظہ کیجیے:

1- کھیت ہل سے جوتا جا رہا ہے۔ ہل گائے چلاتی ہے اور بیل بھی، کبھی خچر بھی ہل چلاتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہ صرف ایک تصویر میں ہے۔ آدمی بھی ہل چلا رہے ہیں لیکن یہ کسی مجبوری کی حالت میں ہوتا ہے۔

2- پھاوڑے سے کھیت گودا جا رہا ہے۔ "تحت" کے مقبرے پر ایک تصویر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھایا گیا ہے کہ ایک آدمی تھیلے میں بیج بھرے ہوئے کھیت میں چھڑکتا جاتا ہے اور دوسرا آدمی اس کے آگے آگے کھیت گودتا جا رہا ہے۔

3- کھیت بوئے جا رہے ہیں۔ بھیڑیں گائیں اور سور چھوڑ دیئے گئے ہیں تاکہ کھیتوں میں دوڑیں اور اس طرح ان کے دوڑنے سے بیج مٹی کے نیچے چلے جائیں۔

4- کھیتوں کی پیمائش ہو رہی ہے، جس رسی سے پیمائش کرتے تھے، اس میں ہاتھوں کے حساب سے گرہیں پڑی ہوتی تھیں۔ تاکہ ان کی مدد سے کھیت کی لمبائی اور چوڑائی معلوم کی جا سکے۔ پیمائش اس لیے بھی ہوتی تھی کہ لگان مقرر کیا جا سکے اور اس لیے بھی کہ کسان زیادہ زمین نہ داب لیں۔ ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ ایک کسان اپنے کھیت کی مینڈ پر کھڑا ہے اور اس کے پہلو میں یہ عبارت لکھی ہے: ''زبردست خدا کی، آسمانوں کے مالک کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے کھیت کی حدیں بالکل ٹھیک ہیں''۔ یعنی میں نے زمین چرائی نہیں ہے۔

5- گیہوں کے کھیت کٹ رہے ہیں مصری بھی درانتیوں سے کھیت کاٹتے تھے اور ان کی درانتیاں بھی آج کل کی درانتیوں جیسی ہوتی تھیں۔

6- بالیں باندھ باندھ کر جال دار پکھالوں میں رکھی جا رہی ہیں پھر ان کو بانس میں لٹکا کر گاہنے کی جگہ لیے جا رہے ہیں۔

7- گیہوں گاہ رہے ہیں۔ قدیم ترین تصویروں میں گاہنے کا کام گدھوں سے لیا جاتا تھا مگر بعد میں ان کی جگہ بیلوں نے لے لی۔ کبھی چار اور کبھی چھ بیل ایک ساتھ گاہتے تھے۔ بعض اوقات اس کے لیے گائیں بھی استعمال کی جاتی تھیں۔

8- ہوا میں اڑا کر اناج مٹی بھونسی سے صاف کیا جا رہا ہے۔ اس موقع پر گرد بہت اڑتی ہے اور کام کرنے والوں کے حلق سوکھ جاتے ہیں۔ اسی لیے پانی سے بھری مشکیں درختوں پر لٹکی ہوئی ہیں اور کسان بار بار ان سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

9- کٹائی اور گاہنا ختم ہو جانے کے بعد جب اناج تیار ہو جاتا تو کٹائی کے دیوتا ''رننوتت'' کا اس طرح شکر بجا لاتے کہ ایک بڑے برتن میں اس کے سامنے پانی پیش کیا جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی گیہوں کی مٹھی بالیں اور ایک مٹھی تنے باندھ کر دیوتا کے سامنے لٹکا دیئے جاتے۔

آج کل بھی مصری کسان اپنے دروازوں پر یہی چیزیں لٹکا دیتے ہیں اور انہیں عروس القمح یعنی گیہوں کا دولہا کہتے ہیں۔

10- کٹائی اور گہائی کے بعد اٹھنے سے پہلے ہی گیہوں، پیمانوں میں ڈال کر وزن کر لیا جاتا تھا اور سرکاری آدمی اسے اپنے کھاتوں میں لکھ لیتے تھے۔

11- اناج کی سرکاری کوٹھیاں۔ یہ گنبد نما کوٹھڑیاں سی ہوتی تھیں اور ایک قطار میں کھڑی کر دی جاتی تھیں۔ ان کی چھت پر سوراخ ہوتا تھا جس سے اناج اندر ڈال دیتے تھے اور نیچے دیوار میں دروازہ ہوتا تھا جس سے اناج نکالتے تھے اور اوپر چڑھنے کے لیے سیڑھیاں ہوتی تھیں۔

پھلواریاں

تصویروں سے ثابت ہوتا ہے کہ پرانے مصر میں باغوں کا رواج عام تھا اور انہیں تر و تازہ رکھنے کی تمام کوششیں کی جاتی تھیں۔ تصویر نمبر 18 سے سنچائی کا ایک طریقہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ ہندوستان میں بھی عام ہے۔

باغوں میں ہر قسم کے درخت لگائے جاتے تھے صرف وہی نہیں جو مصر میں پیدا ہوتے تھے بلکہ باہر کے ملکوں سے بھی لائے جاتے تھے۔ پرانے مصر میں جو درخت زیادہ مقبول تھے ان میں بعض کو مصری ناموں کے ساتھ نیچے لکھتے ہیں۔

کھجور (بُنرَت) انجیر (داب) جمیز (نُہت) انار[1] (اُنہمن)، زیتون[2] (باک) سیب[3]

[1] خیال کیا جاتا ہے کہ انار، مصر میں اٹھارویں خاندان کے زمانے میں آیا۔ کیونکہ سب سے پہلے انار کا تذکرہ، نباتات کے اس مجموعہ میں ملتا ہے جو تھوتمس سوم اپنے ساتھ ملک ''اتنو'' سے لایا تھا۔ رام سیس چہارم کے زمانے میں انار، مصر بھر میں عام ہو چکا تھا۔

[2] زیتون کا پیڑ، مصریوں کے نزدیک مقدس تھا کیونکہ چار دیوتاؤں کے القاب میں زیتون کا نام آتا تھا۔ بعد کے زمانوں میں زیتون مصر میں بہت پیدا ہونے لگا تھا خصوصاً ہیلو پولیس کے اطراف میں لیکن اس پر بھی دوسرے ملکوں سے قسم قسم کے تیل مصری منگاتے تھے۔

[3] مندروں کے لیے جو پھل باہر کے ملکوں سے منگائے جاتے تھے ان میں سیب کا نام بھی پرانی دستاویزوں میں ملتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مصر میں زیادہ سیب پیدا نہیں ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(روغن) بیر (جس)۔ مصریوں کو پھولوں کا بھی بہت شوق تھا، کنول ہردی، اور دوسرے پھولوں سے گلدستے بنائے جاتے تھے اور ان کے گرد سجاوٹ کے لیے ہرے پتے لگائے جاتے تھے۔ بعض گلدستے قدِ آدم سے بھی زیادہ اونچے ہوتے تھے اور بعض زندگی کے نشان "عنخ" کی شکل پر بناتے جاتے تھے ساتھ ہی ممیوں کے ساتھ بھی اور گلدستے رکھے جاتے تھے۔

سبزیاں اور ترکاریاں بھی پیدا کی جاتی تھیں۔ کاہو کے پتے، پیاز، کراث، لہسن، مولی، مصریوں کے پرانے وقتوں سے آج تک محبوب ترین سبزیاں اور ترکاریاں ہیں۔ بھنڈی اور ملوخیہ کے بھی مصری ہزاروں برس سے عاشق چلے آ رہے ہیں۔ مسور کی دال، لوبیا، دھنیا اور چنا بھی مصری پیدا کیا کرتے تھے۔

انگور کی کاشت اور انگور نچوڑنے کی صنعت مصریوں میں بہت اہمیت رکھتی تھی۔ جب انگور پک جاتے تھے تو کھانے سے بچے ہوئے انگوروں کو پیروں سے روند کر نچوڑ لیا جاتا تھا۔ اس کے بعد بڑے بڑے تھیلوں میں کچلے ہوئے فضلے کو رکھ کر دو بانس لگا دیتے تھے اور بانس ہلا ہلا کر بچا کھچا رس بھی کھینچ لیتے تھے۔ رس بڑے بڑے مٹکوں میں بھر دیتے تھے اور مٹکوں پر مہریں لگا دی جاتی تھیں۔ کبھی خالی رس ہی پیا جاتا تھا اور کبھی اس سے شراب بنا لیتے تھے۔

شہد بھی مصریوں کو بہت مرغوب تھا مگر شہد عام لوگوں کو نہیں ملتا تھا صرف فرعونوں اور مندروں کے لیے خاص تھا۔ طبیب، شہد کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے کیونکہ اس کے فائدے جان چکے تھے۔ بعد کے زمانوں میں ممیاں بنانے میں بھی شہد سے کام لینے لگے کیونکہ جان گئے تھے کہ شہد کی موجودگی میں جراثیم نہیں آ سکتے۔ موم سے بھی کام لیتے تھے۔ مندروں میں اور فرعونی محلوں میں موم بتیاں جلا کرتی تھیں۔ موم سے تصویریں بھی بناتے تھے اور جادو کی پتلیاں بھی۔

مویشی پالنے اور رکھنے کی تصویریں بھی پرانے مصری چھوڑ گئے ہیں۔ چند منظر ملاحظہ ہوں:

1) مویشی چرا رہے ہیں۔ (2) مویشی چراگاہ سے واپس آ رہے ہیں۔ (3) مویشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنے جا رہے ہیں۔ (4) مویشیوں کے بچے اپنی ماؤں کا دودھ پی رہے ہیں اور بیمار ماؤں کو دوائیں پلائی جا رہی ہیں۔ (5) مویشیوں کو داغا جا رہا ہے۔ مصر میں بھی یہ دستور تھا کہ پالتو جانوروں کو داغ دیتے تھے۔ ایک سرکاری مہر ہوتی تھی اور اسے آگ میں خوب لال کر کے جانور کے پٹھے پر لگا دیتے تھے، تا کہ ہمیشہ داغ باقی رہے۔ (6) جانوروں اور چڑیوں کے رہنے کی جگہیں، جہاں انہیں موٹا کیا جاتا تھا۔

شکار

چڑیاں جال میں پھنسائی جاتی تھیں۔ جال مسدس شکل کا ہوتا تھا، اس کے ایک طرف چھوٹی رسی ہوتی تھی اور کسی درخت سے باندھ دی جاتی تھی اور دوسری طرف لمبی رسی ہوتی تھی تا کہ عین موقعہ پر کھینچی جا سکے۔ جال اس طرح بنایا جاتا تھا کہ بیچ سے کھلتا تھا۔ جب چڑیاں آ جاتی تھیں تو رسی کھینچ کر اسے بند کر دیا جاتا تھا اور چڑیاں اندر پھڑپھڑایا کرتی تھیں۔ چڑیوں کے کامیاب شکار میں تین سے نو تک آدمی شریک ہوا کرتے تھے۔ تصویروں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شکار کے بعد چڑیوں کو دانا پانی دیتے تھے یہاں تک کہ وہ خوب موٹی ہو جائیں اور جب موٹی ہو جاتی تھیں تو امیروں کے دسترخوان پر پیش کی جاتی تھیں۔ جو چڑیاں کھانے کے کام میں نہیں آتی تھیں، انہیں صاف کر کے اور نمک بھر کے رکھ دیا جاتا تھا تا کہ بعد میں کھائی جا سکیں۔

مچھلی کا شکار

تصویروں میں مچھلی کا شکار بھی دکھایا گیا ہے۔ اس کے کئی طریقے تھے۔ بڑے بڑے جال دریا میں ڈال دیئے جاتے تھے اور ان کے سرے دائیں بائیں دو کشتیوں سے بندھے رہتے تھے۔ ایک کشتی بھی جال لے کر چلتی تھی۔ ہاتھ سے بھی جال ڈال کر مچھلی پکڑتے تھے۔ مضبوط دھاگے میں کانٹے ڈال کر بھی کنارے پر بیٹھتے تھے اور مچھلیاں پکڑا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس زمانے میں بھی عام رواج ہے مگر اس طرح کا شکار، پرانے مصر میں صرف امیروں ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خاص تھا جو اپنی روٹی کی طرف سے بے فکر ہوتے تھے۔ تصویروں میں کھانا پکانے، گوشت بھوننے، گوشت سکھانے کے منظر بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں بھی دکھائی گئی ہیں جنہیں ہم ایک الگ باب میں دکھائیں گے لیکن یہاں ایک اہم واقعہ ظاہر کر دینا ضروری ہے۔

کارٹون

موجودہ زمانے میں کارٹون بنانا ایک مستقل فن ہو گیا ہے اور کارٹون کے ذریعے نہ صرف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے بلکہ بہت سی اہم سیاسی اغراض بھی حاصل کی جاتی ہیں۔ مسٹر لائڈ جارج نے پچھلی بڑی لڑائی میں انگلستان کو فتح دلائی تھی اور وہ اپنے ملک میں بہت ہی زیادہ مقبول تھے۔ لیکن ان کے خلاف لندن ''پنچ'' نے ایک کارٹون چھاپا، اور مسٹر لائڈ جارج کی وزارت ختم ہو گئی۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ کارٹون کا فن موجودہ زمانے کی ایجاد ہے، مگر یہ خیال غلط ہے کیونکہ مصری مصور ہزاروں برس پہلے اس فن کو جانتے تھے اور اس سے کام بھی لیتے تھے۔ چنانچہ تھیبس کے ایک مقبرے میں ایک تصویر موجود ہے جس میں شیر اور گدھا دونوں کھڑے سارنگی اور ستار بجا رہے ہیں۔ ساتھ ہی گاتے بھی جاتے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ اہم ایک اور تصویر ہے جو انیسویں خاندان کے زمانے کی سمجھی جاتی ہے جبکہ فرعون بہت کمزور ہو گئے تھے اور حکومت، مہنتوں کے ہاتھ میں چلی گئی تھی۔ یہ تصویر تورین کے عجائب خانہ میں ہے اور اس میں خود فرعون کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔

تصویر میں چار جانور دکھائے گئے ہیں: شیر، مگرمچھ، بندر اور گدھا۔ یہ چاروں بڑے ہی جوش سے سارنگی، ستار، طبلہ اور مجیرے بجا رہے ہیں! ان کے پیچھے گدھے والا کھڑا ہے۔ مگر اس طرح کہ فرعون کی جنگی وردی پہنے ہوئے ہے اور ہاتھ میں شاہی عصا لیے ہوئے ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک کمزور اور بے اختیار بادشاہ کو دکھانے کا یہ بہترین طریقہ ہے!

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نقش''

''نقش'' سے مراد شکلیں اور صورتیں ہیں جو پتھر کاٹ کر پرانے مصریوں نے گہرائی میں بنائی ہیں یا پتھر کاٹ کر ابھار دی ہیں۔ دونوں حالتوں، تصویروں کے اندر رنگ بھرا جاتا تھا اور وہ نمایاں ہو جاتی تھیں۔

اس قسم کی ''نقشی'' تصویریں بے شمار ہیں سب کی تفصیل دی جائے تو ہزاروں صفحوں کی ضرورت پڑے گی، اسی لیے ہم بہت ہی اہم ''نقشی'' تصویروں کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

یہ فن چوتھے اور پانچویں شاہی خاندانوں کے زمانے میں ترقی کے عروج پر پہنچ گیا تھا۔ بعد کے زمانوں میں چڑھاؤ اتار ہوتا رہا مگر یہ فن مرا نہیں اور پرانے مصر کی تہذیب جب تک زندہ رہی یہ بھی زندہ رہا۔

فرعون مینا

سب سے پرانی نقشی تصویر جو ملی ہے وہ پتھر کی ایک بڑی تختی ہے اور اس تختی پر فرعون ''نعرمر'' (غالباً اس نام سے مراد (فرعون) مینا ہے۔ جسے ابھی حال کے زمانے تک پورے مصر کا پہلا فرعون یقین کیا جاتا تھا) کی فتوحات دکھائی گئی ہیں۔

تصویر میں پادشاہ، سفید تاج پہنے کھڑا ہے اور اپنی اَنی اٹھا کر ایک جنگلی قیدی کو مارنا چاہتا ہے۔ ایک باز بھی دکھائی دیتا ہے جو قیدی کو دبوچے ہوئے ہے اور قیدی کی ناک میں نکیل پڑی ہوتی ہے۔ اس نکیل سے غالباً یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ پادشاہ کے ہاتھ میں چھ ہزار قیدی آئے تھے کیونکہ اکثر نکیل دکھانے کا مطلب یہی ہوتا تھا۔

اسی تصویر کے دوسرے منظر میں دکھایا گیا ہے کہ فرعون اپنے درباریوں کے ساتھ ان قیدیوں کو دیکھنے جا رہا ہے، جو ذبح ہو چکے ہیں۔ پادشاہ کے آگے بہت سے دیوتاؤں کے علم جا رہے ہیں۔ تصویر کے نیچے فرعون کو سانڈ کی شکل میں دکھایا گیا ہے جو ایک قلعہ کو توڑ رہا ہے۔ بلاشبہ یہ تصویر پہلے شاہی خاندان کے وقت کی بنی اور مصری عجائب گھر میں محفوظ ہے۔

اس کے علاوہ جو سب سے پرانے ''نقوش'' ہیں، وہ جزیرہ نما سینا کی چٹانوں پر موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ان چٹانوں پر پرانے مصری فرعونوں نے اپنی ان جنگی مہموں کے مناظر نقش کرا دیئے ہیں جو اس علاقے کے سرکش بدوؤں کو زیر کرنے کے لیے انھوں نے جاری کی تھیں۔ سینا میں فیروزے کی کانیں تھیں اور فرعون ان کانوں سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ مگر بدو لوگ، فرعون کے مزدوروں کو ستاتے تھے اور لوٹ لیا کرتے تھے۔

ان نقوش یا تصویروں میں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ بہت پرانے زمانے کے فرعونوں کو اس حال میں دکھایا گیا ہے کہ وہ کسی ہتھیار سے اپنے دشمن قیدیوں کو مار رہے ہیں۔ ممکن ہے اس وقت کے پادشاہ خود اپنے ہاتھ سے بھی قیدیوں کو قتل کیا کرتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تصویروں سے غرض صرف فرعون کی عظمت اور فتح مندی دکھانی ہو اور وہ کسی قیدی کی جان اپنے ہاتھ سے نہ لیتے ہوں۔

مصری مندروں پر بھی ابھرے ہوئے نقوش موجود ہیں، مگر بدقسمتی سے اکثر نقوش خراب ہو چکے ہیں۔ چوتھے خاندان کے مندروں میں نقوش پائے نہیں گئے کیونکہ اس زمانے کے مندر تباہ ہو چکے ہیں، لیکن پانچویں خاندان کے مندروں پر بہت سے نقوش مل گئے ہیں مگر بہت ہونے پر بھی کم ہیں۔ مثلاً فرعون کے مندر کی دیواروں پر خیال کیا جاتا ہے کہ دس ہزار مربع میٹر کے نقوش موجود تھے۔ یہ نقوش اب تک باقی رہتے تو ہم ان سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن ان میں سے صرف ڈیڑھ سو مربع میٹر کے نقوش اس وقت موجود ہیں، باقی سب ضائع ہو چکے ہیں۔

فرعون سہورا کے اس مندر کے نقوش بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور ہم انہیں مختصر لفظوں میں بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

ان میں سب سے اہم منظر وہ ہے جس میں فرعون کو لیبیا والوں پر فتح یاب دکھایا گیا ہے۔ مغلوب لیبیائی سردار یا پادشاہ کے درباری اور عورتیں، سب کے سب فرعون کے سامنے جمع ہیں اور اس سے رحم و کرم کی التجائیں کر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے تاریخ اور تحریر کی دیوی ششات بیٹھی ہے اور فرعون کے قیدیوں کو گن گن کر اپنے رجسٹر میں لکھ رہی ہے۔ اس تصویر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے چار صفحوں میں وہ مویشی دکھائے گئے ہیں جو مفتوحوں سے فرعون نے چھینے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی تعداد بھی لکھ دی گئی ہے مگر یقیناً اس تعداد میں بہت مبالغہ ہے کیونکہ لکھا ہے کہ مال غنیمت میں فرعون کو ایک لاکھ بیل ملے، دو لاکھ گدھے اور ایسی ہی تعداد میں دوسرے جانور۔ مصور نے مصر کے دیوتا اور لیبیا کے دیوتاؤں کو بھی اپنی تصویر میں جان بوجھ کر دکھایا ہے تا کہ یہ دونوں دیوتا فرعون کی عظیم الشان فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

ایک اور مرقع میں ہم مصری دیوتاؤں کو دیکھتے ہیں جو مغلوب قوموں کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے کھینچ رہے ہیں۔ اس مرقع کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ ہر مغلوب قوم کو اس کے اصلی رنگ روپ اور کپڑوں میں اس طرح دکھایا گیا ہے کہ انہیں پہچاننے میں کسی کو ذرا تامل نہیں ہوسکتا۔

بعض نقوش میں شکار کے نہایت مکمل منظر دکھائے گئے ہیں۔ ایک نقش میں فرعون تیر کمان سے مسلح کھڑا ہے۔ اس کے پیچھے درباری ہیں اور ولی عہد بھی ہے۔ یہ سب چار صفوں میں کھڑے ہیں اور فرعون اپنے شکار پر تیر برسا رہا ہے۔ جانوروں کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اصلی ہیں، تصویر نہیں ہیں!

نقوش میں جنازوں کے منظر اور دینی رسموں کے منظر بھی دکھائے گئے ہیں اور تفصیل سے دکھائے گئے ہیں مگر ان کے بیان سے ناظرین کو زیادہ دلچسپی نہیں ہو گی۔ اس لیے ہم آگے بڑھتے ہیں۔ مندروں کے بعد مقبرے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مقبروں میں بھی بکثرت نقوش موجود ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم میدوم کے مقبرے ہیں، جو فرعون، سنفرد کے زمانے کے ہیں ان میں ایک ایسا نقش پایا گیا ہے جس کی کماحقہٗ تعریف کرنی مشکل ہے۔ اس نقش میں چھ بطیں دکھائی گئی ہیں اور مصری فن کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ ہیں۔ کیونکہ فطرت کے عین مطابق ہیں۔ تصویر دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے اور مصریوں کے کمالِ فن کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے کس قدر ترقی کی تھی۔

میدوم ہی کے مقبروں سے ایک اور نقش مصری عجائب گھر میں پہنچا ہے۔ یہ نقش بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ پتھر پر پہلے تصویر بنائی گئی تھی پھر پتھر میں کھود دی گئی ہے۔ اس کے بعد رنگین مسالے، تصویر میں بھر دیئے گئے ہیں۔ یہ نقش نفرماؤت نے اپنے مقبرے میں بنوایا تھا۔ یہ شخص، فرعون سنفرد کے زمانے میں تھا اور اس نے بڑے ہی فخر سے اپنے مقبرے کی دیواروں پر لکھوایا ہے کہ جو رنگین نقش وہ اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا، اسے زمانے کے ہاتھ کبھی مٹا نہ سکیں گے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس شخص کا یہ یقین، زمانے نے باطل کر کے دکھا دیا کیونکہ نقش کے اندر کا مسالہ بہت کچھ ٹوٹ چکا ہے۔

اسی زمانے کا ایک اور نقش قابلِ ذکر ہے۔ یہ نقش کاہن حسی را کے مقبرے سے نکلا ہے۔ یہ نقش لکڑی میں کھودا گیا ہے اور اس قدر مکمل ہے کہ ماسپرو کو کہنا پڑا ''مصری آرٹسٹ نے کسی زمانے میں بھی لکڑی پر ایسا اعلیٰ کام نہیں کیا، جیسا اس نمونے میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ نقش، حیرت انگیز طور پر کمال کا بہترین نمونہ ہے۔

یہ تمام نقوش پرانی یا پہلی سلطنت کے زمانے کے ہیں ان سب کی پوری تفصیل اگر کسی کو پڑھنی ہو تو مصریات کی جرمن علامہ خاتون، لویزا کلبس L. KLEBS کی کتاب پڑھے، جو اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے۔

لیکن یہ بہت ہی عجیب بات ہے اور اس بات کا کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا کہ مصری تمدن تو آگے بڑھتا رہا مگر نقش کا یہ فن چھٹے خاندان کے بعد سے برابر تنزل کا شکار ہوتا چلا گیا۔ بیچ میں کبھی کبھی فن کا کوئی اچھا نمونہ ضرور ہوتا رہا مگر مجموعی طور پر فن کی خصوصیتیں گھٹتی ہی چلی گئیں یہاں تک کہ بالکل ختم ہو گیا۔ درمیانی زمانے کے نقوش میں وہ نقش قابلِ ذکر ہیں جو کرنک میں آمن دیوتا کے مندر کی دیوار پر موجود ہیں۔ ان میں سیتی اول اور رام سیس سوم کی فتوحات بڑی شان و شوکت، تفصیل اور فنی کمال کے ساتھ دکھائی گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

مصر کی دستکاریاں

مصری فن یا آرٹ پر سرسری نظر ڈال چکنے کے بعد اب مناسب ہے کہ ہم جان لیں کہ پرانے مصر میں صنعت و حرفت یا دستکاریوں کا کیا حال تھا۔ مصری نقوش اور تصویروں نے ہمارے لیے اس بارے میں بہت ہی قیمتی معلومات جمع کر دی ہیں اور ہم شکریہ کے ساتھ یہ معلومات یہاں پیش کرتے ہیں۔

1- مصوری و نقاشی

اس کا حال ابھی لکھا جا چکا ہے۔

2- بت تراشی

مصری اس ہنر میں بڑے استاد تھے۔ رخما کہ کے مقبرے میں ایک مرقع ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ بت تراش تھوتھمس سوم کے دو بہت بڑے اسٹیچو تیار کر رہے ہیں۔ ایک میں فرعون کھڑا ہے اور دوسرے میں بیٹھا ہے۔

تصویر آپ دیکھیں گے کہ اسٹیچو اس طرح بنایا جا رہا ہے کہ ان کے گرد پاڑ بندھی ہوئی ہے اور صناع اس پاڑ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر آرام سے اپنا کام کر رہے ہیں۔

بت ہر قسم کے پتھروں سے بنائے جاتے تھے۔ آبنوس اور دوسری مضبوط لکڑیوں سے بھی یہ کام لیا جاتا تھا۔ لاجورد اور عقیق کا استعمال بھی عام تھا مگر ان پتھروں سے چھوٹی مورتیاں ہی بناتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- پتھر کی کٹائی۔

(الف): پتھر کے عظیم الشان ٹکڑے بلکہ چٹانیں تک اٹھانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے کام میں پرانے مصری بہت ماہر تھے۔ پتھر پہاڑوں سے کاٹے جاتے تھے پھر انہیں بڑی حکمت سے دریائے نیل تک لے جاتے تھے۔ یہاں کشتیوں پر انہیں لاد دیتے تھے اور اس جگہ اتار لیتے تھے جہاں اتارنا چاہتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ پہاڑ سے پتھر کاٹ کر اسی جگہ بت یا لاٹ، یا تابوت وغیرہ بنا لیتے تھے اور پھر ان چیزوں کو بڑی ہوشیاری سے اٹھا کر لے جاتے تھے۔

(ب) جب پتھر کے ٹکڑے وہاں پہنچ جاتے تھے جہاں ان سے کام لینا ہوتا تھا تو انہیں ناپتے تھے۔ پھر ان پر نشان لگائے جاتے تھے، تا کہ کاریگروں کے لیے رہنما بنیں۔

(ج) پتھر سے قربانی کے لیے بڑی بڑی میزیں بناتے تھے۔

(د) پتھر کے ایک ہی ٹکڑے سے پورا چور دروازہ بنا دیتے تھے۔

(ہ) پتھر اور لکڑی کی لاٹیں بناتے تھے اور ان پر پالش کر دیا کرتے تھے۔

(و) پتھر کے نہایت خوبصورت تابوت بناتے تھے اور ان میں مردے دفن کیا کرتے تھے۔

(ز) مردوں کی آنتیں وغیرہ رکھنے کے لیے پتھر کے صندوقچے بناتے تھے اور یہ بھی بہت خوبصورت ہوتے تھے۔ فرعون توت آنخ امن کی آنتوں کا صدوق، سنگ مرمر کا ہے، اور اس میں کہیں جوڑ نہیں ہے۔ پتھر کے ایک ہی ٹکڑے سے بنایا گیا ہے:

4- پتھر کے برتن

پتھر کے ٹکڑے گہرے کر کے طرح طرح کے برتن اور دوسری چیزیں بناتے تھے۔ ایسی تمام چیزوں پر حسین ہیروگلفی خط میں تحریریں اور دلکش رنگین تصویریں ہوتی تھیں۔ اب تک جتنی چیزیں ملی ہیں، ان میں سے اکثر حیرت انگیز حد تک خوبصورت ہیں۔ مثلاً توت آنخ امن کے مقبرے میں جو چیزیں پائی گئی ہیں، وہ ہیں تو پتھر کی مگر اس قدر شفاف کہ شیشے کی معلوم ہوتی ہیں۔ آدمی باہر سے بھی بآسانی دیکھ سکتا ہے کہ ان کے اندر کیا ہے۔ اسی مقبرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک قندیل ملی ہے۔

قندیل کے اندر تصویر ہے، جس میں فرعون بیٹھا ہے، اس کے سامنے ملکہ ہے اور لاکھوں برس لمبی عمر کی علامت پیش کر رہی ہے۔ یہ تصویر باہر کی طرف سے بھی بالکل صاف دکھائی دیتی ہے!

5- سوئی وغیرہ میں چھید کرنا:

مصر میں کنٹھے اور ہار پہننے کا رواج تھا مگر ظاہر ہے جب تک موتیوں یا دانوں میں چھید نہ ہوں کنٹھے اور ہار بنانا ممکن نہیں۔ اس فن میں بھی مصری، کامل ہو چکے تھے۔ جیسا کہ بے شمار یادگاروں سے ثابت ہے۔

6- لاشوں کی ممی:

یہ فن پرانے زمانے میں مصر کے سوا کہیں نہیں تھا اور مصریوں نے اس فن میں وہ کمال پیدا کیا تھا کہ آج تک دنیا عش عش کر رہی ہے۔ ممی کرنے کے تین طریقے ہم پچھلے صفحوں میں بیان کر آئے ہیں۔

7- دھاتوں کی صنعت:

دھاتوں کے صناعوں کی دوکانیں ہوتی تھیں جہاں وہ اپنا کام کرتے تھے۔ دھاتیں ڈھال کر مختلف چیزیں بناتے تھے اور دھاتوں کو کوٹ کر بھی جو کچھ بنانا چاہتے تھے بنا لیتے تھے۔ چمکیلی دھاتوں سے جیسے تانبے، سونے، چاندی کی پتلی پتلی چادریں بنائی جاتی تھیں اور آرائش کے لیے محلوں اور مندروں کی دیواروں پر چڑھا دی جاتی تھیں! وہ جھل مل کرنے لگتی تھیں۔ سونے کی بڑی قدر تھی اور سونے سے سجاوٹ پیدا کرنے کا عام رواج تھا۔ سونے کے تابوت بھی بنتے تھے۔ شاہی تخت پر بھی سونا منڈھا جاتا تھا، قسم قسم کے برتن اور آئینے کے فریم بھی سونے کے ہوتے تھے۔ غرضیکہ مصری اس فن میں بھی بڑے ماہر تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8- سُناری:

دھاتوں کی صنعت میں سُناری بھی آ جاتی ہے۔ مگر یہاں مناسب ہے کہ سُناری کا الگ ذکر کیا جائے۔ کیونکہ مصر میں زیوروں کی بڑی مانگ تھی اور زیور بہت قسم کے ہوتے تھے۔ تصویروں میں ایسے منظر موجود ہیں کہ سنار، امیر آدمی کو طرح طرح کے زیور دکھا رہا ہے۔ اس کے پاس ہی آبنوس کا صدوق رکھا ہے جس پر ہاتھی دانت کی پچیکاری ہے، ساتھ ہی سونے کا ایک برتن بھی موجود ہے۔

9- زیور کے نمونے:

بعض عجائب گھروں میں پرانے مصر کی ایک اور صنعت دکھائی دیتی ہے۔ لکڑی کی تختیوں پر مختلف قسم کے زیوروں اور تعویذوں کے نمونے جڑے ہوئے ہیں۔ بعض سونے کے ہیں، بعض جڑاؤ ہیں۔ ایسا ہی ایک نمونہ برلن کے عجائب خانہ میں دیکھا جا سکتا ہے، اس کا نمبر 20, 600 ہے۔

10- جواہرات:

مختلف ملکوں سے مصر میں جو خراج آتا تھا، اس میں دھاتوں کے علاوہ جواہرات بھی ہوتے تھے۔ فیروزہ جزیرہ نما سینا سے آتا تھا اور نیلا لاجورد ملک ''رتنوری'' اشوریا اور بابل سے، یشب سرخ، نوبیا کے سردار لاکر پیش کرتے تھے اور عقیق سرخ، مشرقی صحراء سے جمع کیا جاتا تھا۔ ان جواہرات سے اور دوسرے جواہرات سے مصری اپنے زیوروں، تابوتوں اور دوسری چیزوں پر پچیکاری کیا کرتے تھے۔

11- ہاتھی دانت کی صنعت:

ہاتھی دانت سے بنی ہوئی بعض چیزیں زمانۂ تاریخ سے پہلے کی تو ملی ہیں مگر پرانی سلطنت کے زمانے میں ہاتھی دانت کا استعمال بہت ہی کم ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اس زمانے میں ہاتھیوں نے مصر میں رہنا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن درمیانی سلطنت اور بعد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانوں میں پھر مصر میں ہاتھی دانت کا رواج ہو گیا تھا۔ ہاتھی دانت بھی ان چیزوں میں سے تھا جو خراج کے طور پر دوسرے ملکوں سے آتی تھیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ دانت کا خراج صرف نوبیا ہی نہیں دیتا تھا بلکہ شام بھی۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصر چھوڑنے کے بہت بعد تک ہاتھی شام میں زندہ رہا اور اب مصر میں اس کا وجود نہیں ہے۔

ہاتھی دانت سے بہت سی چیزیں بنتی تھیں، یا اس سے بہت سی چیزوں کی پچیکاری کی جاتی تھی، مثلاً لکڑی کے صندوق، خود ہاتھی دانت کے صندوق، جن پر سونے اور جواہرات کی پچیکاری ہوتی تھی۔ ہاتھی دانت کی پچیکاری سے آراستہ کرسیاں، ہاتھی دانت کے طرح طرح کے برتن، تیل نکالنے کے چمچے، سر کے نیچے رکھنے کی لکڑی کے تکیے جن پر ہاتھی دانت کا کام ہوتا تھا۔ تعویذ، چھوٹی چھوٹی مورتیاں، کنگھے، آئینوں کے دستے، چھریاں یا ان کے دستے، جن پر ہاتھی دانت کے نقش بناتے تھے۔ کانوں میں پہننے کی بالیاں، شطرنج کی بساط اور مہرے وغیرہ وغیرہ۔

12- کچھوے کی ہڈی:

مصر میں کچھوؤں کی کمی نہ تھی۔ مگر کچھوے کی ہڈی کو بہت پرانے زمانے میں شاذ و نادر ہی کام میں لاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑی سی چوڑیوں کے سوا بہت پرانے مصر نے کچھوے کی ہڈی کی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی لیکن بارہویں خاندان کے ساتھ اس ہڈی کا استعمال بھی کثرت سے شروع ہو گیا۔ اس زمانے میں کچھوے کی ہڈی سے کنگھے، پلیٹیں اور باجے عام طور پر بننے لگے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پرانے مصری، کچھوا کھاتے نہیں تھے، البتہ دوا کے طور پر اسے استعمال کرتے تھے، خاص طور پر بال جھڑنے کے علاج کے لیے کچھوے کا گوشت کھایا جاتا تھا، اس سے کوئی دوا بنتی تھی۔ بہت بعد کے زمانے میں مذہبی تقریبوں میں فرعون اپنے ہاتھ سے کچھوے کو مارا کرتے تھے کیونکہ اس جانور کو شریر اور قحط کے دیوتا سیت کا مظہر مانا جاتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13- نجاری:

نجاری بھی مصر میں بہت ترقی کر چکی تھی۔ نجاری کی بڑی بڑی دکانیں تھیں، اور ہر قسم کی چیزیں بنائی جاتی تھیں جیسے لکڑی کے کمرے جن میں تابوت اور بت رکھے جاتے تھے، تابوت، آنتیں رکھنے کے صندوقچے، دروازے، تخت، سر کے نیچے رکھنے کی لکڑیاں یا چوبی تکیے، جھولے، کرسیاں، میزیں، صندوق، کھمبے، لاٹھیاں، چھڑیاں، پنکھے کے دستے، آرائش کی چیزیں۔ جیسے عطر دانیاں، تیل دانیاں، سرمہ دانیاں، کنگھیاں اور دروازوں کی چوبی کنجیاں وغیرہ۔

جن چیزوں کے نام ہم نے گنوائے ہیں ان میں سے بعض کی مزید تشریح نیچے کرتے ہیں:

(الف)۔ تابوت:

تابوت اور بت رکھنے کے لیے لکڑی کے جو کمرے بناتے جاتے تھے ان کے کھمبے دیوتا اور پریں کی شکلوں میں سے کسی شکل کے ہوتے تھے۔ اس قسم کا ایک مکمل اور شاندار کمرہ فرعون توت آنخ امن کے مقبرے سے نکلا ہے اور مصری عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔ (امن ہوتپ اول کے نام کے کمرے کی تصویر) ایک مصری آرٹسٹ "آپوی" کے مقبرے کی دیوار پر موجود ہے اور قابلِ دید ہے۔

(تصویر نمبر 22) اس تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ کاریگر، کمرہ بنانے، اس پر پالش کرنے اور اس کے کھمبوں پر فرعون کے القاب لکھنے میں لگے ہوئے ہیں۔ بیچ میں ایک شکل ہے جو فرعون کو سجدہ کر رہی ہے۔ یہ مصر کے دونوں حصوں شمالی اور جنوبی کی علامت ہے۔

فرعون کے دونوں طرف دو دیوتا کھڑے ہیں، شمال کا دیوتا ہورس، اور جنوب کا دیوتا سیت۔ سب سے نیچے کچھ تصویریں ہیں اور ان سے غرض یہ دکھانا ہے کہ تمام آدمی فرعون مصر کی پرستش کرتے ہیں۔

(ب)۔ تابوت کئی شکلوں کے ہوتے تھے، اور فرعون کی لاشیں ایک نہیں، اوپر نیچے چار چار تابوتوں میں رکھی جاتی تھیں، مثلاً توت آنخ امن کی لاش پہلے کپڑے کی پٹیوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لپیٹی گئی تھی۔ پھر لاش کو سونے کی پٹیوں میں لپیٹا گیا تھا جن پر ہیروگلفی تحریریں ہیں اور فیروزے وعقیق وغیرہ کی پچیکاری ہے۔ پھر لاش کو خالص کندن کے صندوق میں رکھا گیا تھا جس کی شکل آدمی کی سی ہے اور وزن ایک سو دس کیلو گرام ہے۔ پھر یہ تابوت لکڑی کے تابوت میں رکھا گیا تھا، جو رنگین پتھروں اور سونے کی تختیوں سے سجا ہوا ہے۔ پھر یہ تابوت ایک اور ایسے ہی لکڑی کے آراستہ تابوت میں رکھا گیا تھا پھر ان تابوتوں کو پتھر کے ایک بہت بڑے تابوت میں بند کر دیا گیا تھا جس کی شکل صندوق جیسی ہے۔ اس آخری تابوت کے چاروں سروں پر جنازے کے چاروں دیوتاؤں ایزلس، نفتیس، نیت اور سلکت کی مورتیں کھڑی ہیں۔

(ج)۔ تخت:

تخت دو قسم کے ہوتے تھے: ایک لاش اٹھانے کے لیے اور دوسرا سونے کے لیے۔ لاش والے تختوں کے سرہانے، شیرنی کے دو سر لگا کر آراستہ کیے جاتے تھے۔ اس غرض کے لیے گائے یا دریائی گھوڑوں کے سروں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ ان تختوں کے پائے بھی انھی جانوروں کے پیروں کی شکل کے بنائے جاتے تھے۔ توت آنخ امن فرعون کے مقبرے سے ایک ایسا مکمل تخت نکل آیا ہے۔ دوسرے پرانے مقبروں میں بھی ان کے اجزاء ملتے ہیں۔

سونے کے لیے جو تخت ہوتے تھے وہ جنازوں کے تختوں سے کم چوڑے ہوتے تھے۔ ان کی بہت سی تصویریں دیواروں پر ملی ہیں جن میں ہم دیکھتے ہیں کہ کاریگر لکڑیاں کاٹ رہے ہیں پھر انہیں جوڑ رہے ہیں، ان میں کیلیں ٹھونک رہے ہیں...... ساتھ ہی تختوں کے نیچے صندوق یا عطر دانیاں وغیرہ رکھی نظر آتی ہیں۔

سب سے زیادہ خوبصورت، جو اب تک مصری عجائب خانے میں پہونچے ہیں، وہ ''یُویا وَ تُویا'' کے مقبرے سے اور توت آنخ امن کے مقبرے سے نکلے ہیں۔ یہ اس قدر حسین ہیں کہ مصری نجاروں کے کمال کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ ان کے پائے دیوتا ڈس، دیوی تحمت اور تا اُوَرت کی شکلوں پر بنائے گئے ہیں اور قابلِ دید ہیں۔ تا اُوَرت ایک دیوی کا نام ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں یقین کیا جاتا تھا کہ سونے والے آدمی کی حفاظت کرتی ہے۔ توت آنخ امن کے بعض تخت آبنوس کی لکڑی کے ہیں جن پر سونے اور ہاتھی دانت کی پچیکاری ہے۔ کچھ ایسے تخت بھی ہیں جس کی دیواروں پر سونے کی موٹی موٹی چادریں چڑھی ہوئی ہیں اور پورا تخت جگمگا رہا ہے، مگر ان مصری تختوں کو چارپائی بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان میں سونے کی جگہ لکڑی نہیں ہوتی تھی بلکہ مہین رسیوں کو بٹ کر ایک جنگلا سا بنا دیتے تھے۔

(و)۔ تکیے:

تکیے پتھر یا لکڑی کے ہوتے تھے اور اس طرح بنائے جاتے تھے کہ سر رکھنے کی جگہ اونچی رہتی تھی۔ اس جگہ کپڑے کی گدی رکھی جاتی تھی تاکہ سر کو آرام ملے اور مورخوں میں اختلاف ہے کہ تکیہ مصریوں کی ایجاد ہے یا ملک نوبیا سے یہاں پہنچا۔ اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ نوبیا سے جو خراج آتا تھا اس میں تکیے ہوتے تھے۔ پھر یہ واقعہ ہے کہ نوبیا میں آج تک ایسے ہی تکیے مستعمل ہیں جو ہم نہیں کہہ سکتے، اصلیت کیا ہے مگر بہت ہی پرانے وقتوں میں بھی تکیے مصر میں عام طور پر رائج تھے۔ مصری عجائب گھر میں بہت سے تکیے موجود ہیں اور اکثر بہت قیمتی اور پرتکلف ہیں۔

(ہ)۔ کرسیاں:

کرسیوں کی بے شمار تصویریں، پرانے مقبروں کی دیواروں پر موجود ہیں۔ انہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ترین زمانے میں بھی مصری ہر قسم کی کرسیاں بناتے اور کام میں لاتے تھے۔ ہتھے والی کرسیاں بھی ہوتی تھیں اور بے ہتھوں کی بھی۔ آرام کرسیاں بھی بنائی جاتی تھیں بعض کرسیاں ایک نہیں دو آدمیوں کے بیٹھنے کے لیے بنائی جاتی تھیں۔

ایسی کرسیاں بھی تھیں جو سمیٹ یا تہ کر لی جاتی تھیں، جیسے اس زمانے کی سفری کرسیاں ہوتی ہیں۔ امیروں کی کرسیاں بہت شاندار اور قیمتی ہوتی تھیں۔ ان کے پائے شیر کے پیروں کی صورت کے بناتے جاتے تھے اور انہیں ہر ممکن طریقے سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ امیروں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسیوں پر موٹے نرم قیمتی گدے رکھے رہتے تھے اور عام کرسیاں تسلی سے بن دی جاتی تھیں۔ کرسیاں آبنوس کی بھی ہوتی تھیں اور معمولی لکڑی کی بھی۔

(و)۔ پاؤں ٹیک:

جس قیمت و شان کی کرسی ہوتی تھی، اسی قیمت و شان کی پاؤں ٹیک بھی بناتے تھے۔ فرعون کے پاؤں رکھنے کے لیے جو ٹیک بنائی جاتی تھی اس پر دشمنوں کی تصویریں ہوتی تھیں اور غرض یہ ہوتی تھی کہ فرعون اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور انہیں روند ڈالے گا۔ بعض پاؤں ٹیکوں کو چمڑے سے منڈھ دیا جاتا تھا لیکن اکثر خراد کر کے چٹائی کی صورت کی بنا دی جاتی تھی۔

(ز)۔ میزیں:

میزیں بھی کئی قسم کی ہوتی تھیں۔ گول، چوکور، لمبی، گول میزیں کھانے کے وقت استعمال کی جاتی تھیں۔ میزیں لکڑی کی بھی ہوتی تھیں، پتھر کی بھی اور دھاتوں کی بھی۔

(ح)۔ صندوق:

صندوق مختلف قسم کی لکڑیوں سے بنائے جاتے تھے، وہ سادہ بھی ہوتے تھے اور بہت سجے ہوئے بھی امیروں کے صندوق عام طور پر منقش ہوتے تھے اور ہاتھی دانت کی ان پر پچیکاری ہوتی تھی۔ مصری صندوقوں کے نیچے پائے ہوتے تھے اور ان سب ضرورتوں میں کام آتے تھے، جن کے لیے ہمارے زمانے میں استعمال ہوتے ہیں۔

14- تیر کمان:

مصر کے کاریگر تیر کمان بنانے میں بھی بڑے استاد تھے۔ فرعون تیر اندازی میں کامل ہوتے تھے۔ ہر فرعون اپنے لیے الگ کمانیں بنواتا تھا اور فخر کرتا تھا کہ خود اس کے سوا کوئی اور آدمی اس کی کمان کھینچ نہیں سکتا۔ تیر کی اَنی، برونز کی ہوتی تھی یا ہڈی کی یا پتھر کی، مگر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر مضبوط اور تیز ہوتی تھی کہ دھات کی موٹی موٹی تختیوں کو بھی توڑ کر پار ہو جاتی تھی۔ توت آنخ امن کے مقبرے سے کمانوں اور تیروں کا بڑا ذخیرہ نکلا ہے۔

15- کمہاری:

پرانے مصر کے کمہار بھی اسی طرح مٹی کے برتن بناتے تھے جس طرح ہمارے ملک میں رواج ہے، جیسا کہ تصویر نمبر 23 سے ظاہر ہے۔

بہت قدیم زمانے میں برتن بنانے کی مٹی لال رنگ میں رنگ لی جاتی تھی اور پکنے کے بعد بہت گہرے رنگ کی ہو جاتی تھی، مگر بعد میں یہ رواج اٹھ گیا اور مٹی کو پیلے رنگ سے رنگنے لگے۔

16- اینٹیں بنانا:

اینٹ بنانے کے فن میں مصری بہت زیادہ ماہر تھے۔ آئندہ باب میں ہم کچھ تفصیل دیں گے۔

17- رتھ:

دو پہیوں والی رتھیں جنہیں گھوڑے کھینچتے ہیں، مصر میں اس وقت سے رائج ہوئیں جب فاتح ہیکسوس آئے اور ان کا استعمال عام ہو گیا۔ جب مصری فرعونوں نے شام کو فتح کر لیا، جہاں ایسی رتھیں کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ جلد ہی مصر میں رتھوں کے کارخانے قائم ہو گئے اور ن کے سب حصے بننے لگے۔ ہلکی رتھوں کے ساتھ بھاری رتھوں کے کارخانے قائم ہو گئے اور ان کے سب حصے بننے لگے۔ ہلکی رتھوں کے ساتھ بھاری رتھیں بھی استعمال کی جاتی تھیں، مگر صرف شاہی جلوسوں، جنگلوں اور شیر وغیرہ درندوں کے شکار میں۔ بھاری رتھوں کا سب سے اچھا نمونہ توت آنخ امن کے مقبرے سے نکلا ہے اور مصری عجائب گھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

رتھ بان، رتھ کو کھڑے ہو کر چلاتا تھا۔ گھوڑوں کی باگیں اپنی کمر میں باندھ لیتا تھا، تاکہ ہاتھ تیر اندازی کے لیے خالی رہیں۔ شاہی رتھیں خوب سجائی جاتی تھیں اور ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھوڑوں کو بھی نرم لمبے پر لگا کے دولہا بنا دیا جاتا تھا۔ رتھوں کے اگلے حصے میں کمانیں اور ترکش لگانے کی جگہیں ضرور ہوتی تھیں۔

18- دباغت:

مصر میں کھال پکانے اور کمانے کا ہنر بہت ترقی کر چکا تھا۔ کچی کھالوں کو پہلے تیل میں بھگو دیتے تھے پھر بعض اور مسالوں سے اسے درست کرتے تھے۔ ولکنسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ دباغت کے لیے مصری ایک گھانس سے کام لیتے تھے جو ریگستان میں پیدا ہوتی ہے اور جسے کھال پر سے بال دور کرنے کے لیے بدو آج تک استعمال کرتے ہیں۔ ولکنسن نے اس گھانس کا نام PERIPLOG ASECAMONE لکھا ہے۔ عربی میں اس گھانس کا نام نہیں ملتا۔

19- جوتے بنانا:

پرانے مصری، جوتے نہیں چپل پہنا کرتے تھے۔ امیروں اور بادشاہوں کے جوتے کامدار ہوتے تھے۔ صرف تسموں والے چپل بھی رائج تھے اور اوپر سے چپل سب ہی پہنتے تھے مگر جب اپنے سے بڑے آدمی کے ساتھ ہوتے تھے تو تعظیم کے خیال سے ننگے پاؤں چلتے تھے۔ فرعون کے چپلوں کے تلوؤں پر دشمنوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ مطلب یہ تھا کہ فرعون اپنے دشمنوں کو روند رہا ہے۔ چمڑے کی اور بہت سی چیزیں بھی بنتی تھیں جیسے تسمے، لگامیں، تھیلے وغیرہ اور چمڑا لال رنگ کا بہت پسند کیا جاتا تھا۔ تصویر نمبر 24 میں مصری موچی چپل بنا رہے ہیں۔

20- کھانا پکانا:

مصریوں نے کھانا پکانے کے فن میں بھی ترقی کر لی تھی مگر ان کے کھانوں کا حال کہیں نہیں ملا۔ البتہ تصویروں میں روٹی پکانے کی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ مصری موٹی موٹی روٹیاں تنوروں میں پکاتے تھے۔ بعض ماہرین مصریات کہتے ہیں کہ تنور پر توا رکھ کر پکاتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض کہتے ہیں تنور کے اندر روٹی پکتی تھی۔ روٹی کے علاوہ روغنی ٹکیاں بھی عام تھیں اور کئی قسموں اور طرح طرح کی شکلوں کی ہوتی تھیں۔ سب سے زیادہ مقبول وہ ٹکیاں تھیں جو شہد کی ہوتی تھیں اور اس طرح بنائی جاتی تھیں کہ شہد کو آگ پر چڑھا دیتے تھے اور لکڑی کے ایک ٹکڑے سے برابر ہلائے جاتے تھے یہاں تک کہ شہد پگھل کر کھولنے لگے۔ اسی حالت میں کچھ گھی، شہد میں ملا دیتے تھے۔ جب دونوں مل کر ایک ہو جاتے تھے تو گرم گرم آٹے پر انڈیل دیتے تھے اور آٹے کو لکڑی سے برابر ہلاتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ خوب گندھ جاتا تھا۔ آٹا جب اتنا ٹھنڈا ہو جاتا کہ ہاتھ سہہ سکے تو مختلف شکلوں کی ٹکیاں بنا لیتے تھے۔ ایک اور قسم کی ٹکیاں گھی میں تل کر بنائی جاتی تھیں اور ان کی شکلیں بھی مختلف ہوتی تھیں۔ کڑاہی کے نیچے تین پائے ہوتے تھے اور انہیں کے بیچ میں آگ جلا دی جاتی تھی۔ تصویر نمبر 25 میں ہم روٹی اور ٹکیاں پکانے کے مناظر پوری صفائی سے دیکھ سکتے ہیں۔

21- خوشبودار تیل:

یہ اس طرح بنائے جاتے تھے کہ روغنی پھلوں کو ایک بڑے ہاون میں رکھ کر کوٹتے تھے۔ دوسرے ہاون میں کوئی تیز خوشبو کی چیز کوٹتے تھے۔ جب دونوں الگ الگ خوب کٹ جاتے تو پہلے ہاون کا تیل اور دوسرے ہاون کی خوشبودار چیز، دونوں کو تیسرے ہاون میں خوب اچھی طرح گھونٹ کر ملا دیتے تھے پھر کسی جانور کی چربی آگ پر پگھلا دیتے اور اس چربی میں تیسرے ہاون کی سب چیزیں انڈیل کر ذرا ہلاتے اور آگ پر سے ہٹا لیتے۔ اس طرح تیل تیار کرتے تھے مگر اسے تیل کے طور پر استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ پلاسٹر کے طور پر کیونکہ تیل ٹھنڈا ہو کر گاڑھا ہو جاتا تھا اور یہی گاڑھی چیز سر کے بالوں پر چڑھا دی جاتی تھی۔ تصویروں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

22- عطر:

تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری عطر استعمال کرتے تھے مگر قرع انبیق سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناواقف تھے۔ وہ خوشبودار پھول ایک تھیلے میں بھر دیتے تھے۔ تھیلے میں دو کڑے لگے ہوتے تھے۔ ان میں دو لمبی لکڑیاں ڈال کر تھیلے کو دو مختلف سمتوں میں زور زور سے ہلاتے تھے۔ نیچے ایک برتن رکھا ہوتا تھا اور پھولوں کا نچوڑ تھیلے سے اس برتن میں گرتا رہتا تھا۔ اس طرح عطر تیار کرتے تھے، کبھی اس عطر میں چربی بھی ملا دی جاتی تھی۔

23- کپڑوں کی دھلائی:

بہت پرانے زمانے مصری میلے کپڑے اس طرح دھوتے تھے کہ پتھر پر بھیگے کپڑے رکھ کر لکڑی کی موگریوں سے کوٹتے تھے لیکن جب تہذیب بڑھی تو یہ طریقہ ہوگیا کہ پہلے کپڑے ٹھنڈے پانی میں بھگوئے جاتے تھے پھر گرم پانی سے انہیں دھوتے تھے مگر ایک چربی کے ساتھ جو صابن کا کام دیتی تھی پھر کپڑے دریا میں ڈال کر دھوئے جاتے تھے اور انہیں نچوڑ کر ہوا میں پھیلا دیا جاتا تھا مگر سوکھنے سے پہلے ایک لکڑی کے اوزار سے تمام شکنیں دور کر دی جاتی تھیں۔ یہ اوزار ہمارے زمانے کی استری کی جگہ پر تھا۔

24- رسی بٹنا:

''رخمارا'' نام کے ایک مصری کے مقبرے میں ایک تصویر ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ رسیاں کس طرح بٹی جاتی تھیں: اس تصویر میں ایک آدمی چھوٹی سی چوکی پر بیٹھا ہے، جس کے تین پائے ہیں اور رسی کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہے۔ اسی کے مقابلے میں ایک اور آدمی کھڑا ہے اور رسی کا دوسرا سرا اپنی کمر سے باندھے ہوئے ہے تاکہ اس کے دونوں ہاتھ خالی رہیں اور اس اوزار کو ہلا سکے جس سے رسی بٹی جا رہی ہے اور وہ اوزار اس آدمی کے ہاتھ میں صاف نظر آرہا ہے۔ اصل میں رسی یہی آدمی بٹ رہا ہے اور چوکی پر بیٹھا ہوا آدمی نئے ریشے رسی میں ملاتا جاتا ہے اور یہ ریشے فوراً بٹ جاتے ہیں۔ تصویر میں دو تیار رسیاں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔ (تصویر نمبر 26)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25- رنگائی:

مصر میں سفید ہی نہیں رنگے ہوئے کپڑے بھی پہنے جاتے تھے۔ نیل مصر میں چھٹے خاندان کے وقت سے عام طور پر مستعمل تھا، اور عجب نہیں، مصر یہ سے باقی دنیا میں پہنچا ہو۔ شاید اس رنگ کا نام "نیل" اس لیے ہوا کہ دریائے نیل کا پانی بھی نیلا سا معلوم ہوتا ہے۔

26- بننا:

مصر میں بہت ہی پرانے وقتوں سے کپڑا بنا جاتا تھا۔ تصویروں سے یہ عجیب بات ظاہر ہوتی ہے کہ بہت قدیم زمانے میں بننے کا کام صرف عورتیں کرتی تھیں لیکن بعد میں یہ کام مردوں کے لیے خاص ہو گیا۔

27- چٹائیاں:

مصر میں چٹائیوں کا استعمال عام تھا۔ کرسیوں کے نیچے چٹائیاں بچھاتے تھے اس طرح کہ پورے کمرے میں بھی چٹائی کا فرش بچھا دیا جاتا تھا۔ چھتریاں بھی چٹائی سے بنائی بنتی تھیں۔ سفر کے لیے ایک خاص قسم کی چٹائی ہوتی تھی۔ یہ بہت نرم اور لچکیلی ہوتی تھی۔ مسافر اس میں اپنا اسباب باندھ لیتا تھا اور رات کو اسے بچھا کر سو بھی جاتا تھا۔ یہ گویا موجودہ زمانے کا بستر بند تھا۔

28- بیئر کی صنعت۔

دوسری شرابوں کی طرح بیر بھی مصری بڑے شوق سے بناتے تھے۔ اس کی ترکیب یہ تھی کہ جو کے خوشے ایک دن تک پانی میں بھگوتے تھے۔ پھر ایک سوراخوں والے برتن میں خوشے رکھ کر دوبارہ بھگو دیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ جب یہ سوکھ جاتے تو ان میں سے جو نکال لیتے پھر جو کوٹتے اور اس میں خمیر ملا دیتے تھے۔ پھر گندھ کر روٹیاں بنا لیتے۔ روٹیاں پکائی جاتیں مگر اس طرح کہ اندر کا گودا کچا ہی رہے۔ پھر ہر روٹی کاٹ کر چار ٹکڑے کر دیتے اور بڑے برتن میں میٹھے پانی میں روٹیاں ڈال دیتے تھے یہاں تک کہ خمیر پیدا ہو جاتا، پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روٹیاں ایک بڑی چھلنی میں ڈال دی جاتیں، چھلنی کے نیچے برتن ہوتا تھا۔ روٹیاں چھلنی میں زور زور سے ہلائی جاتی تھیں اور ان کا رس نکل آتا تھا۔ رس کو ہانڈیوں اور مٹکوں میں بھر کر رکھ لیتے تھے اور جب چاہتے تھے پیتے تھے۔

29- کشتی بنانا:

مصر میں کشتی بنانے کا فن، زمانۂ تاریخ سے بھی بہت پہلے سے موجود تھا۔ کیونکہ غیر معلوم وقت کی تصویروں میں بھی کشتی دکھائی دیتی ہے۔ خود مصر میں درخت کم تھے اور اب بھی کم ہیں اس لیے لکڑی باہر کے ملکوں خاص کر نوبیا اور شام سے حاصل کی جاتی تھیں۔ مصری حکومت اپنے مفتوح ملکوں سے جو خراج لیتی تھیں اس میں قیمتی لکڑی بھی ہوتی تھی۔ مصری اپنی کشتیاں بہت شاندار اور خوبصورت بناتے تھے۔ ہر قسم کی کشتیاں ہوتی تھیں۔ سیر و تفریح کی، نیل میں سفر کرنے کی، بوجھ اٹھانے کی، سمندر میں کام دینے کی اور جنگی کشتیاں بھی ایک کشتی تصویر نمبر 27 میں دیکھیے۔

30- چینی مٹی:

مصری چینی مٹی بنانی اور اس سے قسم قسم کی چیزیں تیار کرنی بھی جانتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

مصری فنِ تعمیر

تمام فنون کی طرح فنِ تعمیر بھی ملک کی ضرورتوں اور ماحول کے مطابق ہوتا تھا۔ مصر کے دونوں طرف بھیانک ریگستان پھیلے ہوئے ہیں، جو خونخوار درندوں اور ان سے بھی زیادہ خوفناک خانہ بدوش بدوؤں کے مسکن تھے۔ مصر ان ریگستانوں کے بیچ میں جنت کا نمونہ ہے۔ مصر کی زرخیزی دنیا بھر میں ضرب المثل ہے۔ سال میں چار چار فصلیں ہوتی ہیں اور بھرپور ہوتی ہیں۔ ریگستانی بدو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے تھے کہ موقعہ پائیں اور مصر پر ٹوٹ پڑیں۔ مصری اپنی حفاظت کے لیے ہر وقت مجبور رہتے تھے اسی ماحول کا نتیجہ تھا کہ پرانے زمانے کے فنِ تعمیر کی دو بنیادیں استوار ہوگئیں۔

زیادہ سے زیادہ عظیم الشان عمارت، زیادہ سے زیادہ مستحکم عمارت اور زیادہ سے زیادہ آراستہ عمارت۔ عمارتوں کی مضبوطی کا خیال ریگستانی ماحول سے پیدا ہوا اور آراستگی کا خیال خود مصر کی زرخیزی اور فطری خوشنمائی کا نتیجہ تھا۔ بہت سے یورپین مصنفوں نے اعتراض کیا ہے کہ پرانے مصری (اور آج کل کے مصری کسان اور غریب) اپنے گھروں میں کھڑکیاں نہیں رکھتے تھے۔ یہ اعتراض بے جا ہے کیونکہ مصریوں کو اپنے گھروں میں زیادہ کھڑکیوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ مصر میں دھوپ تیز ہوتی ہے۔ ہمیشہ آسمان صاف رہتا ہے، کئی برسوں میں برائے نام برسات ہوتی ہے۔ جس ملک کا موسم یہ ہو وہاں گھروں میں بہت سی کھڑکیوں کی ضرورت ہی نہیں ہوسکتی! دروازے ہی سے اتنی روشنی آجاتی ہے کہ گھر کی ہر چیز دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ پرانے مصری ہوا اور روشنی کے فائدوں سے ناواقف تھے۔ وہ اپنے گھر کے ان کمروں میں، جو دروازے سے دور ہوتے اور روشنی کا سامان کرتے تھے ایسے کمروں کی چھتوں میں کاٹ کر موکھے بنا لیتے تھے جن سے ہوا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشنی اندر آنے لگتی تھی۔

مصر کا موسم ایسا تھا کہ گھروں میں کم سے کم کھڑکیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مصریوں نے اپنے گھروں کی دیواروں کو تصویروں سے سجانا شروع کر دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم ان کے پرانے تمدن سے بہت کچھ بے خبر رہتے۔ ہمیں پرانے مصریوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے اپنی دیواریں کھڑکیوں سے محروم رکھیں اور ان پر ایسی تصویریں چھوڑ گئے، جن سے ہم انمول فائدے اٹھا رہے ہیں۔

مصری شہر

پرانے مصری شہروں کی صورت اور ترتیب کس طرح کی تھی؟ یہ پرانا شہر ہے کیونکہ اس وقت کا کوئی شہر بھی اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں ہے، پھر بھی ممفس کے کھنڈروں سے اور فرعون اخناتون کے نئے پایۂ تخت سے ہم مصری شہروں کا تصور کر سکتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اخناتون کا پایۂ تخت جو برباد ہو چکا ہے اب تک ایسی حالت میں ہے کہ اس کا وقت بتایا جا سکتا ہے۔

یہ تو ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ فرعون اخناتون نے پرانے مذہب سے بغاوت کی تھی اور دیوتا امن کو چھوڑ کر دیوتا رائی پرستش کو رواج دیا تھا۔ مدتوں سے تھیبس مصر کا پایۂ تخت چلا آ رہا تھا۔ اخناتون نے اسے بھی چھوڑ دیا اور تل العمارنہ کے پاس اپنی نئی راجدھانی بنائی، جس کا نام ''اخت اتون'' تھا۔ مگر یہ شہر اخناتون کے مرتے ہی اجڑ گیا پھر کبھی یہاں آبادی نہیں ہوئی۔ اسی لیے اس کے کھنڈروں میں تبدیلی نہیں ہوئی اور وہ آج بھی اس حالت میں ہیں کہ اس کی مدد سے شہر کا نقشہ بنالیا جا سکتا ہے۔

''اخت اتون'' کی زیادہ تر عمارتیں، کچی اینٹوں کی تھیں۔ نیل کے مقابل ایک بڑی سڑک تھی اور سو فٹ چوڑی تھی۔ اس سے اور کئی سڑکیں اور گلیاں پھوٹتی تھیں۔ بعض کشادہ تھیں اور بعض اتنی تنگ کہ دو گاڑیاں ایک ساتھ گزر نہیں سکتی تھیں۔ شہر کا سب سے بڑا محلہ شاہی حصے میں دیوتا را ''سورج'' کی ہیکل کے پاس ہی تھا کیونکہ اسی حصے میں بڑی بڑی عمارتوں کے کھنڈر دکھائی دیتے ہیں۔ بڑی سڑک کے پورب میں خاص بادشاہ کے لیے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمارت تھی اور پچھم میں بادشاہ کا سرکاری محل دریا کے کنارے کھڑا تھا۔ پہلی عمارت کے پیچھے کتب خانہ یا توشہ خانہ تھا اسی جگہ سے وہ تحریریں نکلیں ہیں جو ''تل العمارنہ'' کی دستاویزوں کے نام سے مشہور ہو چکی ہیں۔ اس سے قریب یہ یونیورسٹی تھی۔ مصری زبان میں یونیورسٹی کو زندگی کا گھر کہتے تھے۔

اس نام سے ظاہر ہے کہ پرانے مصری، علم و حکمت کے کس قدر دلدادہ تھے اور اسے کتنی اہمیت دیتے تھے۔ یونیورسٹی کے پیچھے پولیس اور فوج کی بارکیں تھیں۔ شہر کے جنوبی محلے میں غریب غرباء رہتے تھے کیونکہ یہاں کے کھنڈر بتا رہے ہیں کہ گھر چھوٹے چھوٹے اور پاس پاس بنے ہوئے ہوتے تھے۔ (تصویر نمبر 1)

مصری گھر

نیل کا دریا ہر سال جب بڑھتا ہے تو اپنے ساتھ کالی مٹی بھی لاتا ہے اور یہ مٹی اس کے دونوں طرف دور تک جاتی رہتی ہے۔ ہمیشہ سے مصری کسان اسی مٹی سے اپنا گھر بناتے آئے ہیں۔ پرانے مصری کسانوں کے گھر اصل میں جھونپڑے ہوتے تھے۔ بہت معمولی اور بالکل بے رونق۔ مصری جھونپڑا عام طور پر آٹھ سے دس فٹ تک چوڑا اور سولہ سے اٹھارہ فٹ تک لمبا ہوتا تھا۔ جھونپڑے کی دیواریں کھجور کی شاخیں زمین میں گاڑھ کر بنائی جاتی تھیں اور شاخوں کے پتے اوپر کی طرف رہنے دیے جاتے تھے تاکہ جھونپڑے کی سجاوٹ کا کام دیں۔ مصری جب متمدن ہوئے تو انہوں نے اس آرائش کی نقل اپنی بڑی بڑی عمارتوں میں کی، جیسا کہ تصویروں سے ظاہر ہے۔ کھجور کی یہ شاخیں یونہی رہنے نہیں دی جاتی تھیں بلکہ ان پر مٹی کی لپائی کر دی جاتی تھی اور دیواریں چار انچ سے ایک فٹ تک موٹی ہو جاتی تھیں۔ جھونپڑے کی چھت بھی کھجور کی شاخوں سے پاٹتے تھے اور اس پر لپائی کر دیتے تھے۔ چھتیں بہت نیچی ہوتی تھیں۔ اتنی نیچی کہ آدمی سیدھا ہو کر کھڑا ہو تو سر چھت سے ٹکرا[illegible]، کھڑکیاں نہیں ہوتی تھیں۔ البتہ بعض جھونپڑوں میں چھت پر ایک سوراخ چھوڑ[illegible] جاتا تھا تاکہ دھواں باہر نکلتا رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض جھونپڑے کھجور کی شاخوں سے نہیں بلکہ بردی پیڑ کے تنوں سے بنائے جاتے تھے اور بردی کے اوپری سروں پر گھنے ریشے ہوتے تھے اور ہر سرے کے ریشے ایک خاص وضع سے باندھ کر اوپر چھوڑ دیئے جاتے تھے اور ان کے نیچے چھت ہوتی تھی۔ یہ کارروائی بھی آرائش کے خیال سے کی جاتی تھی۔ متمدن مصریوں نے اپنے کسانوں کی یہ آرائش بھی لے لی اور اپنے محلوں اور عمارتوں میں اس سے بہت رونق پیدا کردی (تصویر نمبر 2)

شہروں میں گھر زیادہ تر کچی اینٹوں کے بنتے تھے۔ اینٹیں اسی طرح قالبوں سے بنائی جاتی تھیں جس طرح آج کل بنائی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک کا ہوشیار مزدور دن بھر میں بارہ پندرہ سو سے اٹھارہ سو تک اینٹیں پاتھتا ہے۔ مصری مزدور کے کام کی رفتار بھی یہی تھی۔ (تصویر نمبر 3)

عام طور پر اینٹوں کی لمبائی، چوڑائی، موٹائی 5.5x4.3x8.7 انچ ہوتی تھی اور بڑی اینٹیں 5.5x8.1x15 انچ ہوتی تھیں۔

فرعونی کارخانوں کی اینٹوں پر شاہی نشان ہوتا تھا اور بڑے بڑے نجی کارخانے بھی ہر اینٹ پر سرخ رنگ میں اپنا نام ثبت کر دیا کرتے تھے۔ پکائی ہوئی اینٹوں کا رواج پرانے مصر میں نہیں تھا۔

مصر کی زمین میں سیلن بہت ہے، اسی لیے گھر بنانے کے لیے گہری زمین کھودی نہیں جا سکتی تھی۔ دو فٹ سے چار فٹ ہی تک گہری نیو ہوتی تھی مگر اس پر بھی گھر بہت مضبوط رہتے تھے۔ کیونکہ اول تو مصر میں برسات گویا ہوتی ہی نہیں تھی پھر نیل کی لائی ہوئی مٹی کی اینٹیں بہت دیرپا ہوتی تھیں۔

نئے گھر جب پرانے گھروں کی بنیادوں پر بنائے جاتے تھے تو بنیادیں کھودی نہیں جاتی تھیں۔ زمین کو برابر کر کے پرانی بنیادوں ہی پر نئی دیواریں کھڑی کر دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے مصری شہر زمین کی سطح سے ساٹھ بلکہ اسی فٹ تک اونچائی پر آباد تھے کیونکہ اپنے سے پہلے کے شہروں کے کھنڈروں اور بنیادوں پر آباد ہوتے چلے گئے تھے۔ بعض مورخوں کا خیال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مصریوں نے یہ کاروائی جان بوجھ کر کی تھی اور مصلحت یہ تھی کہ ان کے شہر دریائے نیل کی سطح سے زیادہ اونچے رہیں تاکہ دریا کا بڑھاؤ انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

اونچی عمارتوں کی دیواریں تین یا چار فٹ تک موٹی ہوتی تھیں اور دیواروں کو مضبوط کرنے کے خیال سے ان کے اندر بڑی بڑی لکڑیاں رکھ دی جاتی تھیں تاکہ آپس میں ملی رہیں۔ موجودہ زمانے میں زلزلوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تعمیر کا جو طریقہ رائج ہوا ہے کہا جا سکتا ہے اس کی ایجاد پرانے مصری کر چکے تھے۔ بڑی عمارتوں کی دیواروں کا پہلا حصہ عموماً پتھر کا ہوتا تھا اور اوپر کا حصہ پکی اینٹوں کا۔

شہروں کے غریب لوگ زیادہ تر کھلی ہوا میں رہتے تھے جیسا کہ تمام گرم ملکوں کے غریب رہتے ہیں۔ لیکن امیروں کے گھر اس وضع سے بنائے جاتے تھے کہ گرمی میں ہوا خوب آتی رہے۔ مصری گھر عام طور پر کچی اینٹوں ہی کے ہوتے تھے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں مگر امیروں کے گھروں پر چونے کی قلعی ہوتی تھی اور انہیں سجانے میں معمار اپنا پورا کمال دکھا دیتے تھے۔ گھر کے دروازے یا پھاٹک پر کبھی لکھا جاتا تھا ''حسین عمارت''۔ کبھی اس فرعون کا نام لکھا ہوتا تھا جس کا نوکر، گھر کا مالک ہوتا تھا۔ ساتھ ہی نظر کو، حسد کو اور شگون بد کو روکنے اور دور کرنے کی علامتیں بنا دی جاتی تھیں۔ مندروں کی زیارت بڑے ثواب کا سبب سمجھی جاتی تھی، اسی لیے دروازے پر اس زیارت کی تصویریں بھی ضرور ہوتی تھیں۔

امیر اپنے گھر اپنے ذوق و پسند کے مطابق بنواتے تھے۔ ان کے گھر عام طور پر دو منزلہ ہوتے تھے۔ بعض پرانے مورخوں نے لکھا ہے کہ تھیبس میں تین، چار، بلکہ پانچ منزلہ عمارتیں بھی تھیں، مگر یہ قول بہت مشتبہ ہے کیونکہ تصویروں سے ثابت ہے کہ تھیبس میں بھی سہ منزلہ عمارتیں تھوڑی ہی سی تھیں اور چار منزل کی شاید ایک دو سے زیادہ عمارتیں نہ تھیں۔

عورتیں دن کو چھتوں پر بیٹھتی تھیں۔ نچلی منزل سے گودام کا کام لیا جاتا تھا۔ اس منزل کے کسی ایک کمرے میں دربان رہتا تھا اور ایک دو کمرے ملاقات کرنے کے لیے خاص کر دیئے جاتے تھے۔ اوپر کی منزل میں گھر والے ہی رہتے تھے اور کام کرتے تھے۔ امیروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر شاہراہوں پر ہوتے تھے یا ان سے بالکل قریب۔ بعض گھروں میں آنے جانے کے لیے کئی کئی دروازے ہوتے تھے۔ گھر کے دروازوں کے آگے برساتی ہوتی تھی یا سایہ بان، جو دو کھمبوں پر کھڑا ہوتا تھا اور ان کھمبوں پر جھنڈے لہرایا کرتے تھے۔ ہر امیر کے گھر کے ساتھ ایک باغ بھی ضرور ہوتا تھا۔ ایک مصری گھر کی تصویر ملاحظہ کیجیے۔ (تصویر نمبر 4)

مصری گھروں کے دروازوں میں کبھی ایک ہی پٹ ہوتا اور کبھی دو ہوتے تھے۔ مصری قفل کا استعمال بھی جانتے تھے مگر ان کے قفل لکڑی کے ہوتے تھے۔ اگرچہ کنجیاں لکڑی کے علاوہ لوہے اور دوسری دھاتوں کی بھی ہوتی تھیں۔ بعض کنجیاں ایسی بھی ملی ہیں جو موجودہ زمانے کی کنجیوں کی طرح ہیں۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری، قفل بنانے کی صنعت میں بھی بہت ترقی کر چکے تھے۔

مصری امیروں کے گھر ویسے ہی شاندار، آرام دہ اور عیش و عشرت کے مقام تھے جیسے ہمارے زمانے میں اکثر امیروں کے گھر ہیں (تصویر نمبر 5 میں ایک مصری امیر کا محل آپ دیکھ سکتے ہیں)۔

فرعون کا محل

مصری امیروں کے گھروں سے فرعون کا محل کچھ مختلف ہوتا تھا۔ ہم فرعونی محل کا حال تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں۔

مدتوں یورپ کے ماہرین مصر اس وہم میں پھنسے رہے کہ جیسے سر بفلک اہرام ہیں ویسے ہی فرعونوں کے رہنے کے محل بھی ہوں گے۔ اسی وہم کی وجہ سے انہوں نے ہر شاندار عمارت کے کھنڈر کو فرعون کا محل سمجھ لیا اور خیالی نقشے بنانے لگے۔ اس وہم سے انہوں نے اقصر، کرنک، حابو، قرنہ کے مندروں کو بھی فرعونی محل یقین کر لیا اور اسی سبب سے نپولین کے ساتھ آنے والے فرانسیسی اہل علم نے اقصر کا نام ایجاد کیا جو ان کے خیال میں قصر (محل) کی جمع تھا۔

ثابت ہو چکا ہے کہ فرعونوں کے محل بہت شاندار نہیں ہوتے تھے اگرچہ ہر قسم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلچسپیوں اور عشرتوں کے سامان اپنے اندر رکھتے تھے۔ شاندار نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کسی اور کے بنائے ہوئے محل میں رہنا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے۔ ہر فرعون اپنے لیے خود محل بنواتا تھا اور اپنے باپ کے محل میں رہنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی فرعون اپنے محل کے لیے نیل پر یا نیل کی کسی نہر پر زمین منتخب کرتا تھا اور جلد سے جلد محل تیار کرنے کا حکم دے دیتا تھا۔ سب سے پہلے باغ اور چمن لگائے جاتے پھر اینٹیں پاتھی جاتیں اور انہی سے محل بننا شروع ہو جاتا تھا۔ فرعون کے محل میں پتھر کا استعمال کم ہوتا تھا، کیونکہ پتھر کاٹنے اور ڈھو کر لانے میں دیر لگتی تھی اور فرعون کو اپنے محل کی جلدی ہوتی تھی۔ عام طور پر ایک سال میں محل بن جاتا تھا اور فرعون اس میں اٹھ آتا تھا۔ بعد میں آہستہ آہستہ اس کی آرائش مکمل کر دی جاتی تھی۔

فرعون کے محل کی عمر بھی فرعون کی عمر کے برابر ہوتی تھی۔ فرعون کے مرتے ہی یا تو وہ اجڑ جاتا تھا، یا اپنی رونق کھو بیٹھتا تھا کیونکہ بعد کا کوئی فرعون اس میں رہنا گوارا نہ کرتا تھا، لیکن اس پر بھی ہر فرعون کا محل بہت وسیع ہوتا تھا، بلکہ اسے ایک چھوٹا سا شہر کہنا چاہیے، جس سے ملے ہوئے بہت سے اور بھی گھر ہوتے تھے۔ ان گھروں میں فرعون کے شاہزادے، شاہزادیاں اور عملے کے لوگ رہتے تھے۔ فرعون کو پوری آزادی تھی کہ جتنی چاہے شادیاں کرے۔ اسی لیے اکثر فرعونوں کی اولاد بہت ہوتی تھی۔ فرعون رامسیس دوم کے تو ایک سو ستر بچے تھے جن میں انسٹھ لڑکے تھے۔

فرعونی محل کے ساتھ اس کے خاندان، عملے اور سنتریوں ہی کے گھر نہیں ہوتے تھے بلکہ غلہ بھرنے کی کوٹھیاں بھی بڑی تعداد میں ہوتی تھیں۔ مصر کا مالی نظام ویسا نہ تھا جیسا آج کل کے زمانے میں ہے۔ مالگزاری، نقد کی صورت میں نہیں بلکہ پیداوار کی صورت میں وصول کی جاتی تھی اور پیداوار کا بڑا حصہ فرعون کے محل میں چلا آتا تھا، کیونکہ یہاں کھانے والے بہت ہوتے تھے۔ اسی لیے ہر فرعونی محل کے ساتھ گوداموں اور کوٹھیوں کی بھی قطاریں کھڑی رہتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعونوں کے محل میں اس کی خدمت کے لیے نوکروں اور غلاموں کی ایک پوری فوج ہوتی تھی۔ ایک گروہ کے لوگ "ہاتھ والے" کہے جاتے تھے۔ ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ فرعون کے ہاتھوں کو صاف رکھیں۔ ان کی ہر ممکن طریقہ سے حفاظت کریں، ناخن کاٹیں۔ ایک گروہ عطاروں کا ہوتا تھا۔ اس کا کام یہ تھا کہ فرعون کے عطر کی دیکھ بھال اور حفاظت کریں۔ ساتھ ہی فرعون کے جسم پر خوشبو ملیں۔

ایک گروہ فرعون کے تاجوں کی حفاظت پر مقرر ہوتا تھا۔ اس کا کام یہ بھی ہوتا تھا کہ ہر تقریب پر فرعون کے لیے وہ تاج ٹھیک کر دے جو اس تقریب میں پہنا جاتا تھا۔

ایک گروہ کے ذمے توشہ خانہ تھا۔ اس گروہ میں بہت آدمی ہوتے تھے، کچھ کا کام یہ ہوتا تھا کہ کپڑے کے ان تھانوں کا انتظام رکھیں جن سے لباس شاہی بنتا تھا۔ کچھ شاہی لباس کاٹتے اور سیتے تھے، کچھ شاہی کپڑے دھوتے اور ان کی رکھوالی کرتے تھے۔

ساحروں کا بھی ایک گروہ شاہی محل میں ضرور رہتا تھا۔ اس کے علاوہ موسیقی اور ناچ کے طائفے ہوتے تھے۔ مصاحبوں کا گروہ بھی ہوتا تھا اور بادشاہ کو قصے سنانے والے بھی رہتے تھے۔

فرعون کا محل شاندار تو نہیں ہوتا تھا مگر اس میں دلچسپی اور عیش کی ہر چیز موجود رہتی تھی۔ کیونکہ جس طرح عام مصری، زندہ دلی اور شادمانی کے ساتھ رہتے تھے اسی طرح فرعون بھی زندگی کا پورا پورا لطف اٹھانا چاہتے تھے۔ پرانے مصری مقبروں پر اب تک ایسی تصویریں باقی ہیں جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فرعون اپنے محلوں میں فرصت کے اوقات کس طرح گزارتے تھے۔ ان متفرق تصویروں کو ملا کر نمبر 6 کی تصویر بنائی گئی ہے اور دیکھنے کے لائق ہے۔

گڑھیاں اور قلعے

پرانے مصریوں نے اپنے اکثر شہروں، قصبوں، گاؤں کو مضبوط چار دیواریوں سے گھیر رکھا تھا۔ یہ اس لیے کہ اندرونی شورشوں کے علاوہ صحراء کے بدوؤں سے بچاؤ کا بندوبست کرنا ضروری تھا۔ بدو ہمیشہ تاک میں لگے رہتے تھے کہ موقعہ پائیں اور کسی نہ کسی مصری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی پر ٹوٹ پڑیں۔

اب تک جتنے قلعوں کا پتہ چلا ہے ان میں سب سے زیادہ پرانے قلعے وہ خیال کیے جاتے ہیں جن کے کھنڈر ابی دوس اور کاب میں موجود ہیں۔ ابی دوس، نخلستانوں کی شاہراہ پر واقع تھا۔ یہاں اوزیرس کا مندر بھی تھا۔ جغرافی موقع اور مندر کی وجہ سے یہ مقام بہت آباد اور خوش حال ہو گیا تھا اور ریگستان کے بدو بار بار اسے لوٹ کر لے جاتے تھے۔ اسی لیے ضرورت پڑی کہ یہاں ایک مضبوط قلعہ بنایا جائے۔

یہ قلعہ بھی کچی اینٹوں کا تھا۔ 70 میٹر لمبا اور 75 میٹر چوڑا تھا۔ شمال اور جنوب میں لمبائی تھی اور مشرق و مغرب میں چوڑائی۔ شمالی مغربی گوشے کے قریب اصل پھاٹک تھا اور چھوٹے دروازے بھی تھے۔ ایک جنوبی دیوار میں، دوسرا مشرقی دیوار میں۔ دیواریں آٹھ سے بارہ میٹر تک اونچی اور دو میٹر تک چوڑی تھیں۔

دیواریں ایک خاص طریقے بنائی گئی ہیں جس سے فن تعمیر میں مصریوں کی ترقی کا ثبوت ملتا ہے۔ ہر دیوار میں اینٹیں کئی طرح لگائی گئی ہیں۔ کہیں سیدھی ہیں، کہیں کھڑی ہیں، کہیں بینڈی ہیں اور کہیں ان سے ڈاٹیں بنا دی گئی ہیں۔ یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا گیا تھا کہ بنیادوں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور دیواریں زلزلوں کا مقابلہ کر سکیں۔

پانچویں خاندان کے زمانے میں اس قلعے پر ابی دوس کے نوابوں نے قبضہ کر لیا اور اسے قبرستان بنا دیا۔ اس طرح اس کی اصلی پوزیشن ختم ہو گئی۔ اس قلعہ کا آج کل نام ''کومُ السُّلطان'' ہے۔

یہ ابی دوس میں ''کومُ السُّلطان'' سے تھوڑے فاصلے پر ایک اور قلعے کے کھنڈر موجود ہیں، اور ''شونۃ الزبیب'' کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ یہ قلعہ بارھویں خاندان کے زمانے میں تعمیر کیا گیا تھا، تاکہ پہلے قلعے کا قائم مقام ہو، مگر یہ بھی بربادی سے بچ نہ سکا۔ اگر رامسس فرعونوں کے زمانے میں ابی دوس خود اجڑ نہ جاتا تو یہ قلعہ بھی قبرستان بن جاتا اور اس کی صورت بھی پہچانی نہ جاتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرانے مصریوں کے پاس ایسے اوزار نہیں تھے کہ قلعے کی دیواریں ڈھا سکیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کے بس میں یہ تھا کہ دیواروں میں نقب لگائیں یا دروازے توڑ کر اندر گھس جائیں یا پھر سیڑھیاں لگا کر قلعے کے اندر اتریں۔ "شوبتہ الزبیب" قلعے کے بنانے والوں نے ان سب کارروائیوں کو روکنے کا پورا پورا بندوبست کیا تھا۔ اس قلعے کی دیواریں انہوں نے پورب پچھم میں ایک سو چالیس میٹر لمبی رکھی تھیں اور اتر دکھن میں پچاسی میٹر، دیواروں کی اونچائی پندرہ میٹر تھی۔ اس وقت بارہ میٹر باقی ہیں یہ دیواریں اپنی بنیادوں کے پاس سات میٹر سے زیادہ موٹی تھیں۔

پرانے مصری خندقیں کھود کر قلعے کو مضبوط کرنا بھی نہیں جانتے تھے، لیکن اس کمزوری کا انہوں نے یہ تدارک کر دیا تھا کہ قلعہ کی اصلی دیواروں کے آگے کئی اور دیواریں بنا دیتے تھے، تا کہ دشمن آسانی سے قلعے تک نہ پہنچ سکے۔ یہ بیرونی دیواریں عام طور پر چھ میٹر اونچی ہوتی تھیں اور قلعے کی اصلی دیواروں سے تین میٹر دور ہوتی تھیں۔

لیکن اس احتیاط پر بھی قلعے کا پھاٹک پوری طور پر محفوظ نہ تھا۔ اسی لیے وہ سیدھے اور بغلی بہت سے دروازے قلعے کی دیوار کی محافظ دیواروں میں بناتے تھے۔ ایسے دروازے بھی بناتے تھے، جو اصلی نہیں ہوتے تھے بلکہ دشمن کو دھوکہ دینے اور جال میں پھانسنے کے لیے بنا دیئے جاتے تھے۔

سَمنہ اور قُمہ میں بھی دو گڑھیاں بنائی گئی تھیں اور یہ گڑھیاں، مصری انجینئروں کے کمال کا بہت اچھا نمونہ ہیں۔ سَمنہ اور قُمہ نوبیا میں نیل کے دوسرے شلال کی چٹانوں کے پاس دو مقام تھے۔ فرعون سَنوُسَرت سوم نے نیل پر قبضہ مضبوط کرنے اور جنوب سے آنے والے زنگیوں کی کشتیوں پر اقتدار قائم رکھنے کے لیے ان دونوں مقاموں میں گڑھیاں اور چار دیواریاں تعمیر کرا دی تھیں۔ سمنہ کی شاندار گڑھی کے کھنڈر ابھی تک موجود ہیں۔ انہی کی مدد سے تصویر نمبر 5 بنائی گئی ہے تصویر دیکھیے اور مصری انجینئروں کو داد دیجیے۔

اٹھارویں خاندان اور بعد کے زمانے میں مصریوں نے جب ایشیائی علاقوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھاوے کیے تو دیکھا کہ ملک شام کے قلعے، مصری قلعوں سے مختلف ہیں اور زیادہ مفید ہیں، چنانچہ شامی قلعوں کی وضع کے قلعے مصر میں بھی تعمیر ہونے لگے۔ ان قلعوں کی دیواروں پر برج ہوتے تھے اور دیواروں کا اوپری حصہ ٹھوس پتھروں کا ہوتا تھا۔ تصویر نمبر 8 میں ایک ایسا ہی قلعہ دکھایا گیا ہے۔

انیسویں خاندان کے وقت سے ہم دیکھتے ہیں کہ نیل کے ڈیلٹے کی مشرقی علاقے کے گرد برجوں والی چار دیواری کھڑی کر دی گئی تھی۔ یہ اس لیے کہ ایشیائی حملہ آوروں سے مصر کو بچانا تھا۔ ساتھ ہی مصریوں نے ایشیائی قوموں سے قلعوں کی وہ وضع بھی لے لی جو ''ماگاویلو'' کہلاتی تھی اور مصر میں اس کا نام ''ماکاتیلو'' ہو گیا۔ اگر رامسس سوم ایشیائی قوموں پر اپنی فتوحات کی یادگار قائم کرنے کا خیال نہ کرتا تو اس وضع کے قلعوں سے ہم بالکل ناواقف رہ جاتے۔ رامسس سوم نے اسی طرز کا قلعہ شہر جابو میں تعمیر کیا تھا۔ دیکھیے تصویر نمبر 9۔ ایک اور تصویر میں مصری قلعہ بھی موجود ہے اور اس کے نیچے مصری فوجیں قواعد کر رہی ہیں۔

مَندَر

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مصر کے باشندے بت پرست تھے اور ہر گاؤں کا اپنا الگ دیوتا ہوتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ بعض مقامات کے دیوتا زیادہ مشہور ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ان مشہور و مقبول دیوتاؤں کی پوجا کے لیے مندر بھی بنائے گئے ہوں گے۔ مگر زمانہ تاریخ سے پہلے کے تمام مندر مٹ چکے ہیں، کیونکہ لکڑی یا پھونس کے ہوتے تھے۔ مورخوں کا خیال ہے کہ ہیلوپولیس، ممفس، ابی دوس، اور تھیبس میں دیوتاؤں کی پرستش دس ہزار برس پہلے سے ہوتی تھی۔

پھر تاریخی زمانے کے بھی اکثر مندر غائب ہو چکے ہیں۔ اس وقت جو مندر موجود ہیں وہ بطلیموسی زمانے کے ہیں، یا اس سے کچھ پہلے کے۔ پرانے مندروں میں سب سے زیادہ قابل ذکر مندر وہ ہے، جو پانچویں خاندان کے ایک فرعون نی اوسر رانے دیوتا را (سورج) کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوجا کے لیے مشہور مقام ابوصیر کے قریب، ابوجراب میں تعمیر کیا تھا۔ اس مندر میں بہت کشادہ کھلا ہوا آنگن تھا، جس کے پچھلے حصے میں ایک چبوترا سا بنایا گیا تھا اور اس چبوترے پر دیوتارا کے نشان کے طور پر ایک لاٹ کھڑی کر دی گئی تھی۔ یہ لاٹ اب باقی نہیں ہے۔ لاٹ سے مندر کے دروازے تک راستے اور کمرے تھے۔ سب کے سب چھت والے تھے اور صحن کے جنوب میں واقع تھے۔ لاٹ کے سامنے سنگ مرمر کی پانچ چٹانوں سے بنی ہوئی عظیم الشان قربان گاہ تھی۔ لاٹ کے شمال میں ایک اور قربان گاہ بھی تھی۔ شاید پہلی قربان گاہ دیوتارا کے لیے تھی اور دوسری، دیوی ہاتور (گائے) کے لیے۔

اس مندر سے بھی زیادہ پرانے مندر وہ ہیں جو اہراموں کے اطراف میں دریافت کیے گئے ہیں۔ یہ اہرامی مندر، تیسرے اور چوتھے خاندانوں کے وقت کے ہیں۔

بعد کے زمانوں میں جو مندر تعمیر ہوئے اور جن کے کھنڈر آج تک باقی ہیں، وہ بہت شاندار تھے۔ اقصر میں ایک مشہور مندر ہے اور اس پر ہم سرسری نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں:

رامسیس دوم نے یہ عظیم الشان عمارت، دیوتا امن کے نام پر بنائی تھی۔ عمارت کے آگے اس فرعون کے چھ اسٹیچو کھڑے تھے۔ دو میں اسے بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے اور چار میں کھڑا ہوا ہے۔ ان میں سے اب دو ہی اسٹیچو باقی ہیں جن میں فرعون بیٹھا ہے۔ ہر اسٹیچو پندرہ فٹ لمبا ہے (ان دونوں اسٹیچوؤں کے سامنے قیمتی پتھروں کی دو لاٹیں تھیں، ایک باقی ہے اور دوسری پیرس کے ایک میدان کی زینت بن گئی ہے)۔

عمارت کے دونوں برجوں پر رامسیس دوم کی اس جنگ کے مناظر نقش کر دیے گئے تھے جو اس نے حیتیون کے بادشاہ سے شام میں کی تھی۔ اکثر نقش مٹ چکے ہیں، پھر بھی بہت کچھ باقی ہیں۔ داہنے (مغربی) برج پر فرعون کو اس حال میں دکھایا گیا ہے کہ وہ اپنے جنرل اسٹاف کی صدارت کر رہا ہے اور سپہ سالار اس کے سامنے بیٹھے ہیں۔ فرعونی فوج کا پڑاؤ بھی دکھایا گیا ہے جس میں سپاہیوں کے ذریعے (لوہے کے کرتے) ایک قطار میں پاس پاس رکھے ہیں۔ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ حیتیون کی فوج پڑاؤ پر حملہ کر رہی ہے اور فرعون اپنی رتھ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوار لڑنے جا رہا ہے۔ بائیں (مشرقی) برج سر اصلی لڑائی دکھائی گئی ہے فرعون دشمنوں پر تیر برسا رہے ہیں جو نیزے تانے اسے گھیر لینا چاہتے ہیں۔ (تصویر نمبر 12)۔

اس کے بعد میدان میں مُردوں اور زخمیوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ ہیتیون کی فوج بھاگ کر قادش کے قلعے میں جا رہی ہے اور قلعے سے دور ہیتیون کا بادشاہ اپنی رتھ پر دکھائی دیتا ہے۔ اسے اس کا باڈی گارڈ گھیرے ہوئے ہے اور بادشاہ "اعلیٰ حضرت فرعون کے ڈر سے کانپ رہا ہے!"۔

برجوں پر جھنڈے لگانے کی جگہیں بھی موجود ہیں۔ برجوں کے بیچ کا دروازہ گر چکا ہے۔ دروازے کے اندر وسیع میدان ہے اور میدان کے چاروں طرف غلام گردشیں ہیں اور بردی شکل کے کھمبوں پر کھڑی ہیں۔ رامسیس دوم کا یہ مندر اپنی اصلی حالت کے ساتھ تھا؟

جینی اور بدھ مذہب والوں کی طرح پرانے مصری بھی پہاڑ کی چٹانیں کاٹ کر اپنے مندر بناتے تھے لیکن اب تک ایسے جتنے مندر دریافت ہوئے ہیں، اٹھارویں خاندان کے زمانے کے ہیں یا اور بعد میں اس سے پہلے کا ایسا کوئی مندر ابھی تک ظاہر نہیں ہوا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگلے زمانوں میں ایسے مندر نہیں ہوتے تھے۔ ممکن ہے آئندہ بہت پرانے وقتوں کے بھی مندر نکل آئیں۔

بہرحال پہاڑ کاٹ کر جو مندر بنائے گئے ہیں ان میں سے ایک اہم مندر، ملک نوبیا میں ہے اور دیوی ہاتورا کے لیے بنایا گیا تھا۔ آج کل اس مندر کا نام "ابو سمبل" کا مندر ہے۔ یہ مندر بھی رامسیس دوم نے بنوایا تھا۔ اس مندر کی دو تصویریں ملاحظہ کیجیے۔

مقبرے

دنیا کی کسی قوم نے اپنے مردوں کا ویسا اہتمام نہیں کیا جیسا اہتمام پرانے مصریوں کو اپنے مردوں کا تھا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ مصری، روح کی دائمی بقا کے قائل تھے بشرطیکہ مردے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی لاش محفوظ رہے اور وہ سب سامان بھی مہیا ہوتا رہے جو ان کے خیال میں روح کے لیے ضروری تھا۔ اپنے اسی عقیدے کی وجہ سے نہایت ہی مضبوط اور مستحکم مقبرے بنانے کا ان میں خیال پیدا ہوا۔

زمانۂ تاریخ سے بہت پہلے بھی جب غالباً مصری متمدن نہیں ہوئے تھے اپنے مردے دفن کرتے تھے، مگر اس زمانے میں قبریں بہت سادہ ہوتی تھیں، محض بیضوی یا گول گڑھے ہوتے تھے جن میں مردوں کو گاڑ دیا جاتا تھا۔ یہ گڑھے عام طور پر دو میٹر گہرے ہوتے تھے۔ مردوں کو اندر رکھ کر اوپر سے ریت ڈال دیتے تھے۔ شروع شروع میں ان قبروں یا گڑھوں پر کوئی عمارت نہیں بنائی جاتی تھی، لیکن پہلا شاہی خاندان شروع ہونے سے پہلے ہی قبروں پر کچی اینٹوں کی معمولی عمارتیں بنائی جانے لگی تھیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ لاش پر پہلے گیلی مٹی چڑھا دیتے تھے پھر اوپر سے قبر میں ریت بھر دیتے تھے۔ گڑھے تنگ ہوتے تھے اس لیے مردے کو اکڑوں بٹھا کر بائیں پہلو پر لٹا دیتے تھے اور اس کا سر اتر یا دکھن کی طرف موڑ دیتے تھے۔ یہ دفن کی سب سے پرانی شکل تھی لیکن قبر میں ہڈیاں بکھری ہوئی بھی ملی ہیں۔

بعض اوقات لاش کو ہرن کی کھال میں لپیٹ کر دفن کرتے تھے، یا ایک ایسی چیز میں جو چٹائی کی صورت کی ہوتی تھی۔ ایسی قبریں بھی دریافت ہوئی ہیں جن میں لاش کی ہڈیاں الگ الگ ہوگئی ہیں مگر یہ ہڈیاں مٹی کی بڑی ہانڈی میں بند تھیں جس کے نیچے پائے تھے اور جس کے اوپر چھوٹا سا سوراخ کھلا ہوا تھا۔ بعض قبروں سے مٹی کے لمبے صندوق نکلے ہیں جن میں ہڈیاں بند تھیں۔ زمانۂ تاریخ سے بھی پہلے ان مصری قبروں میں مٹی کے برتن ملتے ہیں، جن میں روح کے لیے کھانا رکھا گیا ہے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری بہت ہی قدیم زمانے سے روح کی بقاء کے قائل تھے مگر یہ عجیب بات ہے کہ تمدن کی ترقی کے ساتھ ان کے مذہب نے ترقی نہیں کی جیسا کہ اس بات سے صاف ظاہر ہے جس میں ہم نے مصری مذہب پر گفتگو کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی خاندان شروع ہونے سے پہلے طینہ کے سرداروں نے اپنے دفن کے لیے وہ ریتلی زمین منتخب کی تھی جو ایک پہاڑ کے نیچے واقع ہے اور ہمارے زمانے میں ابودوس کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کی قبریں بڑے بڑے لمبے گڑھے ہیں، ان کی لمبائی پانچ میٹر چوڑائی سات میٹر اور گہرائی تین میٹر کے قریب ہے۔ ان قبروں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ریت سے لاش کو بچانے کے لیے قبر کے اندر کچی اینٹوں کی دیواریں بنائی گئی ہیں۔ دیواروں پر لکڑیاں چن دی گئی ہیں اور اوپر سے مٹی ڈال کر قبروں کو بالکل چھپا دیا گیا ہے۔

ابودوس کے بڑے سرداروں یا بادشاہوں کی قبریں عام قبروں سے ممتاز ہیں۔ ان میں صرف دیواریں ہی نہیں ہیں بلکہ قبر کی زمین پر فرش بھی بچھایا گیا ہے۔ اسی قدر نہیں بلکہ قبر میں اترنے کے لیے زینہ بھی بنایا گیا ہے اور قریب میں کئی چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں ہیں جن میں کھانے، اناج، میوے اور شرابیں وغیرہ رکھی جاتی ہیں۔

چبوترے

ممفس میں جب بادشاہی قائم ہوئی تو مصری تمدن بڑھا اور قبروں کی شکل بھی بدل گئی۔ ممفس کا قبرستان اتنا بڑا تھا کہ دنیا میں اس سے بڑا کوئی قبرستان نہیں ہوا۔ یہ پندرہ میل سے زیادہ لمبا اور دو سے ڈھائی میل تک چوڑا تھا۔ اس میں صرف ممفس کے جو اس وقت مصر کا سب سے بڑا شہر تھا اور اس کے مضافات کے مردے دفن ہوتے تھے۔ ایسے عظیم الشان قبرستان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود پایۂ تخت ممفس کتنا بڑا ہو گا۔

ممفس کی قبریں چبوتروں کی شکل پر ہوتی تھیں۔ اب تک بہت سی باقی ہیں اور دیکھی جا سکتی ہیں۔

یہ چبوترے ایک ہی قد و قامت کے نہیں ہوتے تھے۔ بعض کی اونچائی دس سے تیرہ میٹر تک ہوتی تھی اور لمبائی پچاس میٹر اور چوڑائی سترہ میٹر اور بعض صرف تین میٹر اونچے اور آٹھ میٹر لمبے ہوتے تھے۔

چبوترے کچی اینٹوں کے بھی ہوتے تھے اور پتھر کے بھی۔ اینٹیں ایک قسم کی نہیں ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ بعض کا رنگ پیلا ہوتا تھا اور مٹی، کنکر اور ریت کو ملا کر بنائی جاتی تھیں۔ ایسی اینٹیں چھوٹی ہوتی تھیں۔ بڑی اینٹیں مٹی اور بھس کو ملا کر بنائی جاتی تھیں۔ پتھر بھی مختلف قسم کے استعمال کیے جاتے تھے۔

ہر چبوترے کے لیے ضروری تھا کہ اس کی دیواریں، چاروں سمتوں کی طرف ہوں اور اصلی محور شمال سے جنوب کی طرف جائے لیکن اس زمانے کے معماروں نے پوری توجہ سے کام نہیں لیا۔ اسی لیے چبوتروں کا چاروں سمتوں کی طرف رخ نامکمل رہ گیا ہے۔

شہر جیزہ میں جو چبوترے موجود ہیں وہ بڑے قاعدے و ترتیب سے بنائے گئے ہیں۔ قطار در قطار ہیں اور ہر دو قطاروں کے بیچ میں سیدھی سڑکیں ہیں۔ (تصویر نہیں) لیکن سقارہ ابی جبر اور دہشور کے چبوترے بغیر کسی ترتیب کے ہیں مگر ایک بات سب چبوتروں میں مشترک ہے یعنی ان کے دروازے شمال کی طرف ہیں یا جنوب کی طرف اور یہ اس لیے کہ مصری اپنے مقبروں کے دروازے مغرب کی طرف کبھی نہیں بناتے تھے۔ چبوترے کے نیچے بہت سے کمرے یا کوٹھڑیاں ہوتی تھیں۔ سب سے زیادہ گہرائی پر جسے کنواں کہنا چاہیے وہ کوٹھڑی یا یوں کہیے کہ قبر ہوتی تھی، جس میں لاش رہتی تھی۔ دوسری کوٹھیاں روح کی ضرورتیں رکھنے کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ ایک کوٹھی یا کمرہ اس غرض سے ہوتا تھا کہ مردے کے رشتے دار اور مذہبی پیشوا اس میں آ کر بیٹھیں اور مردے کے لیے مذہبی رسمیں ادا کریں۔ چبوترے میں دروازے ہوتے تھے۔ ایک مردے کی روح کے لیے، دوسرا زندوں کے لیے۔ پہلا دروازہ اصل میں ایک بڑا سوراخ...... ہوتا تھا جس کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہوتی تھی دوسرا دروازہ البتہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ آدمی چبوترے کے نیچے کے کمروں میں جا سکے۔ قبر کی کوٹھڑی تک پہنچانے والے راستے یا سرنگ کو بڑی ہوشیاری سے بند کر دیا جاتا تھا تا کہ دشمن یا چور اندر نہ جا سکے۔ اس سرنگ میں بڑی کثرت سے مورتیاں رکھ دی جاتی تھیں اور اس کی دیواروں پر طرح طرح کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ یہ تصویریں اور مورتیاں کس لیے ضروری سمجھی گئی تھیں؟ یہ ہم پچھلے ایک باب میں بیان کر چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہرام

یہ چبوترے ہی اصل میں مصر کے شہرۂ آفاق اہراموں کے جدامجد ہیں اور اب ہم چبوتروں کو چھوڑ کر خود اہراموں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مصر میں قبروں پر چبوترے بنانے کا رواج عام ہو چکا تھا۔ اتفاق سے تیسرے خاندان کے ایک فرعون، زوسر کو خیال پیدا ہوا کہ قبر کے ایک چبوترے پر کئی چبوترے بنائے جائیں اور اوپر کا چبوترہ اپنے نیچے کے چبوترے سے چھوٹا رہے۔ اس خیال نے مصر کے فن میں انقلاب پیدا کر دیا اور سب سے پہلے سقارہ کا مشہور ہرم سورج نے دیکھا جسے ہم اصلی اہرام اور چبوتروں کے بیچ کی کڑی کہہ سکتے ہیں۔ اہرام کی مکمل شکل سب سے پہلے دھشور کے ایک ہرم میں دکھائی دیتی ہے جسے فرعون سن فرو نے بنوایا تھا۔

ہرم یا اہرام کا نام کہاں سے آیا؟ مورخوں کا اختلاف ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس وضع کی عمارت کا نام اصل میں قبطی زبان کا لفظ "بی راما" ہے۔ جس کے معنی اونچائی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں، اس کا اصلی نام ایرانی مصری زبان کا لفظ "ہر۔ام۔اوس" ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی عمارت جس کے پہلو نیچے کی طرف جاتے ہیں۔ یونانیوں نے یہی پرانا مصری لفظ لے لیا اور ہرم کو براسیس کہنے لگے اور اس کی جمع کے لیے "برامیدس" کا لفظ بولنے لگے۔ یہی یونانی لفظ یورپین زبانوں میں کچھ تحریف کے بعد رائج ہو گیا چنانچہ انگریزی میں (Pyramids) کہتے ہیں اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں (Pyramide) کہتے ہیں۔ عربی نام کی وجہ تسمیہ معلوم نہیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ عربوں نے جب بڑا ہرم دیکھا تو اس کا نام "ہرم" رکھ دیا، جس کے معنی بہت ہی زیادہ بڑھاپے کے ہیں پھر اس لفظ کی جمع اہرام ہو گئی اور جمع الجمع اہرامات بن گئی۔

دریائے نیل کے مغربی کنارے پر اور صحراء لیبیا کے منہ پر کسی قدر بلند ایک میدان پچیس میل کا لمبا پھیلا ہوا ہے۔ اسی میدان پر ابورواش، جیزہ، زادیۃ العریان، ابوصیہ، سقارہ طشت اور دھشور کے اہرام کھڑے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اہرام، لاہون اور ہوارہ (فیوم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی پائے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور اور سب بڑے اہرام تین ہیں اور جیزے میں موجود ہیں۔ ان تینوں میں زیادہ عظیم الشان وہ ہرم ہے جسے فرعون خوفو نے بنایا تھا اور جو دنیا کے سات عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے۔

اہرام کیوں بنائے گئے؟

تاریخ کے باوا آدم، یعنی مورخ ہیرودوت کے وقت سے تمام مورخ یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ مصر کے اہرام عظیم الشان مقبرے ہیں اور یہ کہ ان کے اندر لاشیں پائی گئی تھیں جب پہلے پہل انہیں کھولا گیا تھا، لوٹ اور چوری کے لیے ہو یا تحقیقات کے لیے۔

مشہور عرب مورخ، ابو محمد بن عبدالرحیم، خوفو کے ہرم کے اندر داخل ہوا تھا، وہ اپنی کتاب ''تحفۃ الالباب'' میں لکھتا ہے:

مامون الرشید نے وہ بڑا ہرم کھولا تھا، جو فسطاط (قدیم عربی پایۂ تخت) کے مقابل موجود ہے۔ میں اس ہرم کے اندر داخل ہوا، میں نے قبہ دیکھا جو نیچے تو مربع تھا مگر اوپر گول تھا۔ یہ قبہ بڑا ہے اس کے بیچ میں ایک کنواں ہے، اور کنواں بھی مربع ہے۔ آدمی جب نیچے اترتا ہے تو اس مربع کنویں کے ہر طرف ایک دروازہ دیکھتا ہے۔ ہر دروازہ ایک بڑے کمرے میں پہنچاتا ہے، جہاں آدمیوں کے مردے رکھے ہیں اور ان میں سے ہر ایک بہت سے کفنوں میں لپٹا ہوا ہے۔ ہر مردے پر سو تھانوں سے زیادہ کفن لپٹے ہوئے ہیں۔ (ضرور ممی کے کپڑے مراد ہیں) یہ سب زمانے کی درازی سے سڑ کر کالے پڑ گئے ہیں یا پھر اس لیے کالے ہو گئے ہیں کہ ان پر کوئی مسالہ لگا دیا گیا ہے۔ مردوں کے جسم ہمارے جسموں ہی جیسے ہیں ہم سے زیادہ لمبے نہیں ہیں۔ آدمی ان لاشوں کو غور سے دیکھے تو ان میں ذرا خرابی نہ پائے گا بالکل اصلی حالت میں ہیں بال تک نہیں گرے ہیں۔ ان لاشوں میں کسی بوڑھے کی لاش نہیں ہے، سب جوان ہیں، سب کے بال کالے ہیں سب کے جسم طاقتور معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ پرانے ہو جانے کی وجہ سے انہیں راکھ کا ڈھیر سمجھنا چاہیے۔ ایک اور عرب مورخ لکھتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مامون ناقابل بیان مشقتوں کے بعد بڑے ہرم کے کھولنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کے اندر خوفناک سرنگیں اور زینے دکھائی دیئے جن میں جانا اور جن پر چڑھنا بہت ہی مشکل تھا۔ اندر ایک گھر دکھائی دیا (فرعون کے تابوت کا کمرہ مراد ہے)۔ اس گھر کے بیچ میں رخام کا زبردست تابوت ملا۔ تابوت کا ڈھکنا کھولا گیا تو اندر ایک سڑی گلی لاش دکھائی دی۔ اس پر مامون نے اور زیادہ کھدائی روک دی۔ عرب مورخ بھی اہراموں کو مقبرے ہی مانتے تھے اور واقعہ بھی یہی ہے لیکن اس پر بھی بعض یورپین علماء مصریات، مثلاً گاب، گوہر، ٹایلر اور پروفیسر اسمتھ نے یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ بڑا ہرم مقبرہ نہیں ہے بلکہ ایک حیرت انگیز سٹرولوجی (مقیاسی) یادگار ہے۔ یہ محترم علماء کہتے ہیں کہ ''بڑا ہرم، چالیس صدی پہلے اس لیے بنایا گیا تھا کہ اس کے اندر ایسی چیزیں محفوظ رہیں، جن کے ذریعے انسان ہمیشہ لمبائی بوجھ، وزن اور مقاومت کا اندازہ کر سکیں......!'' اسی قدر نہیں، بلکہ یہ علماء بڑے ہرم کو وحی الٰہی کی پیداوار سمجھتے ہیں۔

بڑے ہرم کے شاہی کمرے یا قبر کے اس کمرے میں جو سنگی تابوت موجود ہے اس کے بارے میں ٹایلر اور اسمتھ کہتے ہیں کہ وہ گھڑ کر وہاں اس لیے رکھا گیا ہے کہ دنیا بھر کے لیے پیائش کا کام دے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قدیم زمانے میں یونانی، رومن اور موجودہ یورپین قوموں کی پیائش کے اصول اسی تابوت سے لیے گئے ہیں! ساتھ ہی ان کا دعویٰ ہے کہ بڑے ہرم کی بنیاد ایسے طول کی ناپ ہے جس کا تعلق براہ راست زمین کے محور سے ہے۔

لیکن پروفیسر پروکٹر کی ایک اور ہی تحقیق ہے۔ یہ حضرت فرماتے ہیں کہ سب اہرام نیم ہیت کے اصول پر بنائے گئے ہیں اور ان کی تعمیر سے غرض، فلکیات سے تعلق رکھتی ہے۔

بعض ماہرین مصریات کا خیال ہے کہ سب اہرام اس لیے بنائے گئے تھے کہ شمسی گھنٹوں کا کام دیں اور ان کے ذریعے فصلیں مقرر کی جا سکیں۔

کچھ اور ماہرین کا ارشاد ہے کہ اہرام اس لیے بنائے گئے تھے کہ ستاروں کی رفتار کا ان پر سے معائنہ کیا جائے۔ یعنی یہ مقبرے نہیں رصد خانے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسی ماہر مسو بر یتنی سب پر بازی لے گیا ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ اہرام اس لیے بنائے گئے تھے کہ دریائے نیل کو ریت کے طوفانوں سے بچایا جائے۔

یہ سب اقوال سراسر بے معنی ہیں اور کسی حال میں بھی ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ ان کی تردید میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر تردید کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اہراموں کے اندر...... جانے سے اور ہیروگلیفی تحریریں پڑھنے سے بغیر کسی شک شبہ کے معلوم ہو جاتا ہے کہ اہرام اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقبرے ہیں اور اسی غرض سے بنائے بھی گئے تھے۔ پھر پرانے مورخ ہیرودت، دیودہ اور اسٹرابون وغیرہ بالاتفاق کہتے ہیں وہ اہرام، عظیم الشان مہر شدہ مقبرے ہیں۔ ان میں جانے کے تمام راستے بڑی مضبوطی سے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ایسے مقبرے ہیں جن میں نہ کوئی دروازہ ہے، نہ کھڑکی، نہ روشن دان، نہ سوراخ۔ یہ سر بفلک عمارتیں ہیں جن میں مردے پڑے سو رہے ہیں۔ ان کی عظمت دیکھ کر لوگوں کو موقع مل گیا کہ ان کے مقاصد اپنی اپنی رائے کے مطابق قرار دے لیں، لیکن لوگوں کی بکواس بالکل بے حقیقت ہے۔ سب اہرام ایک ہی قدوقامت کے نہیں ہیں اور بعض کی اونچائی تو صرف بیس ہی فٹ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمام اہرام قبرستانوں میں واقع ہیں اور یہ اس کا قطعی ثبوت ہے کہ خود اہرام بھی مقبرے ہی ہیں"۔ (ماریٹ کی گائیڈ صفحہ 96-97)

اہرام مقبرے ہیں، اس واقعے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اہراموں کے اندر لاشوں کے تابوت پائے گئے ہیں۔ اکثر تابوت خالی ہیں، کیونکہ پرانے وقتوں میں چور اندر پہنچ گئے تھے، انہوں نے قیمتی چیزیں ہی نہیں چرائیں بلکہ لاشیں بھی چرا کر لے گئے جو یورپ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیں لیکن بعض تابوت محفوظ رہ گئے جیسا کہ ہم منقرع کے ہرم میں آج بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اہراموں کے اندر جانے کے تمام راستے اور دروازے بڑی حکمت سے بند کر دیئے گئے تھے کیونکہ پرانے مصریوں کا دستور ہی یہ تھا کہ اپنے مقبرے چوری اور لوٹ سے بچانے کے لیے ایسے بناتے تھے کہ اصلی قبر تک کوئی پہنچ ہی نہ سکے۔ مامون الرشید کو اسی وجہ سے بڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرم کھولنے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ کہیں کوئی ایسا نشان موجود نہ تھا جس سے معلوم ہو سکے کہ اصلی دروازہ کس جگہ ہے۔ مامون نے ہرم میں جو سوراخ کرایا وہ اصل دروازے سے دور محض اتفاق سے ایک سرنگ میں پھوٹ پڑا۔ مامون نے شمال ہی کی طرف ہرم میں سوراخ کیوں کیا؟ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ عرب سن چکے تھے کہ پرانے مصری اپنے مقبروں کے دروازے شمال کی طرف رکھتے تھے۔ مورخ اسٹرالون بھی اس حقیقت سے واقف تھا جیسا کہ اس کی کتاب سے صاف ظاہر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مامون الرشید اور اس کے انجینئروں کو پچھلے زمانوں میں بڑے ہرم کھولنے کی کوششوں سے کچھ رہنمائی حاصل ہوئی ہو۔ کیونکہ خیال کیا جاتا ہے یہ ہرم بیسویں خاندان کے زمانے میں بھی کھولا گیا تھا اور پھر بند کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد چھبیسویں اور چھبیسویں خاندانوں کے زمانے میں اس کے اندر اور رومانی زمانوں میں بھی اسے کھولنے کی کوششیں ہوئیں۔ کیونکہ یہ عام چرچا تھا کہ اہراموں کے اندر بہت بڑے خزانے رکھے ہوئے ہیں!

خوفو کا ہرم

شہر جیزہ میں تین ہرم موجود ہیں۔ ان میں سب سے بڑے کو 2900 ق م میں چوتھے خاندان کے پہلے فرعون، خوفو نے تعمیر کیا تھا۔ مورخ ہیرودت نے اس بادشاہ کا نام کیوبس لکھا ہے۔ دیودورا سے شمیس یا خمیس بتاتا ہے۔ ایک مصری کاہن، مانتیون نے اپنی تاریخ مصر میں اس کا نام سوفیس بتایا ہے مگر کرنل ہواڈر اور پروفیسر پیرنگ کی تحقیق میں اصل نام، خوفو ہے اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ خود ہرم کے اندر یہ نام لکھا ہوا ہے۔

اس ہرم کے ہر پہلو کی لمبائی 22.35 میٹر ہے۔ ہرم کی اونچائی 140.59 میٹر تھی (اب 137.18 میٹر رہ گئی ہے) اور پوری عمارت پچیس لاکھ اکیس ہزار میٹر مکعب ہے۔ مسٹر پٹری کا اندازہ ہے کہ ہرم کی اوپری عمارت میں تقریباً تیئس 23 لاکھ چٹانیں لگی ہوئی ہیں اور ہر چٹان 1.10 میٹر مکعب ہے۔ کچھ چٹانیں خود صحراء سے حاصل کی گئی تھیں، لیکن زیادہ تر چٹانیں طرہ کے پہاڑ سے کاٹ کر لائی گئی تھیں، جو دریائے نیل کے دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنارے پر واقع ہے، لیکن وہ نفیس پتھر جن سے فرعون کا تابوت اور قبر کا کمرہ بنایا گیا تھا وہ اسوان کے پہاڑوں سے لائے گئے تھے۔

ہرم میں داخل ہونے کا دروازہ زمین سے پندرہ میٹر اونچا ہے۔ دروازے سے ملی ہوئی ایک سرنگ ہے جو نیچے جا کر اس راستے سے مل گئی ہے جس کی لمبائی 38 میٹر ہے اور جو فرعون کے کمرے سے مل جاتا ہے۔ یہ کمرہ عمارت کے ٹھیک بیچ میں ہے۔ سرنگ کے دوسری طرف بھی ایک راستہ یا ایوان ہے جس کی لمبائی 47 میٹر ہے اور اونچائی 8.50 میٹر ہے۔ یہ ایوان پالش کیے ہوئے پتھروں سے اس کمال کے ساتھ بنایا گیا ہے کہ بقول مورخ عبداللطیف کے اس کے پتھروں کے بیچ میں نہ سوئی جا سکتی ہے نہ بال ہی جانے کی کہیں جگہ ہے!

اس ایوان سے آدمی ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچتا ہے۔ پہلے اس کمرے میں پانچ چٹانیں تھیں جو آگے بڑھنے کا راستہ روکتی تھیں۔ اس کمرے سے گزر کر آدمی اس کمرے میں پہنچتا ہے جس میں آج بھی فرعون کا تابوت رکھا ہے۔ یہ کمرہ 10.43 میٹر لمبا، 5.20 میٹر چوڑا اور 5.81 میٹر اونچا ہے۔ چھت نو چٹانوں سے بنائی گئی ہے جن میں سے ہر چٹان 5.64 میٹر لمبی ہے۔ اس کمرے پر سے عظیم الشان عمارت کا ناقابل تصور بوجھ کم کرنے کے لیے یہ کیا گیا ہے کہ اس کمرے کے اوپر پانچ چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے ہیں جو ایک پر ایک چلے گئے ہیں اور سب سے اونچے کمرے کی چھت اس طرح بنائی گئی ہے کہ بوجھ دونوں طرف بٹ جائے۔ (تصویر نمبر 19)

ہرم کے اندر سے دو سوراخ شروع ہوتے ہیں اور باہر تک چلے آتے ہیں۔ ان سوراخوں سے غرض یہ ہے کہ فرعون کی روح اپنی قبر کے اندر جب چاہے چلی جائے اور جب چاہے باہر نکل آئے۔ مصریوں کے عقیدے کے مطابق ہر مقبرے میں روح کے آنے جانے کا راستہ رکھنا ضروری تھا۔

اس ہرم کے بارے میں بہت پرانے مورخوں نے جو کچھ لکھا ہے، اسے بھی دیکھنا ضروری ہے۔ یونانی مورخ ہیرودت نے تقریباً 450 ق م میں مصر کا سفر کیا تھا وہ اپنی کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لکھتا ہے:

کاہنوں نے بیان کیا ہے کہ فرعون، رامبسنیت کے زمانے تک مصر میں انصاف اور خوشحالی کا دور دورہ رہا لیکن اس فرعون کے جانشین کیوبس (خوفو) نے برائیوں پر کمر باندھ لی۔ سب سے پہلے اس نے مندر بند کر دیے۔ قربانیاں روک دیں۔ پھر تمام مصریوں سے بے گار میں کام لینے لگا۔ اس نے انہیں پتھر کاٹنے اور ڈھونے کے کام میں لگا دیا۔ ہر تین مہینے میں ایک لاکھ آدمی یہ بے گار کرتے تھے۔ سب سے پہلے پتھر ڈھونے کے لیے ایک سڑک بنائی گئی تھی اور اس کی تیاری میں دس برس لگ گئے تھے۔ یہ سڑک بھی اپنی عظمت میں ہرم سے کم نہ تھی۔ 925 میٹر لمبی تھی، 19 میٹر چوڑی تھی اور زیادہ سے زیادہ 10 میٹر اونچی تھی۔ پوری سڑک پالش کیے ہوئے پتھروں سے بنی تھی اور اسے جانوروں کی تصویروں سے سجا دیا گیا تھا۔

خود ہرم کے بنانے میں بیس برس لگے تھے۔ ہرم کی شکل مربع ہے، اس کی ہر سمت 250 میٹر چوڑی ہے۔ زیادہ تر عمارت ہم وضع چٹانوں سے بنی ہے اور سب چٹانیں بہت مضبوطی سے جڑی ہوئی ہیں۔ ہر چٹان کی لمبائی 30 فٹ سے کم نہیں ہے۔

''......خود ہرم پر مصری زبان میں لکھا ہے کہ اس کے بنانے والے مزدوروں کو مولی، پیاز اور لہسن کا جو راشن ملتا تھا اس پر کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔ مترجم نے مجھ سے بیان کیا اور مجھے اس کی بات خوب یاد ہے کہ صرف مولی، پیاز اور لہسن پر ایک ہزار چھ سو چاندی کے سکے خرچ ہوئے تھے یعنی تین لاکھ بیس ہزار مصری پونڈ (اور مصری پونڈ، انگریزی پونڈ سے زیادہ قیمت کا ہوتا ہے)۔ اگر یہ بیان ٹھیک ہے تو سوچنا چاہیے کہ پورے ہرم کی تعمیر پر کتنا بے شمار روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔

مورخ دیودور لکھتا ہے:

ممفس کے آٹھویں بادشاہ شمیس (خوفو) نے جو پچاس برس فرعونی کرتا رہا سب سے بڑا ہرم بنایا ہے اور یہ ہرم دنیا کے سات عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ہرم لیبیا کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع ہے۔ ممفس سے ایک سوبیس فرسخ کے فاصلے پر اور نیل سے پینتالیس فرسخ کی دوری پر ہے۔ یہ ہرم اور اس کے ساتھی ہرم، واقعی حیرت انگیز ہیں۔ بڑا ہرم اپنی بنیاد پر سات سوفٹ لمبا ہے اور اس کی اونچائی چھ سوفٹ سے بھی زیادہ ہے۔ یہ ہرم ایسے ٹھوس پتھروں سے بنایا گیا ہے کہ ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی اور بہت سے لوگ تو تین چار ہزار برس بتاتے ہیں سب پتھر آپس میں پوری طرح جڑے ہوئے ہیں اور عمارت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ابھی ابھی بنی ہے! سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ہرم ریتلی زمین پر کھڑا ہے اور اس زمین پر کوئی ایسی علامت نہیں جس سے سمجھا جا سکے کہ یہ ٹھوس زمین ہے۔ پھر کوئی ایسی چیز موجود نہیں جس سے سمجھا جا سکے چٹانیں اسی جگہ سے کاٹی گئیں اور اسی جگہ سے چھیل چھال کر ٹھیک کی گئی تھیں۔ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورا پہاڑ اٹھا کر اس ریتلی زمین پر کسی دیوتا نے اپنی قدرت سے کھڑا کر دیا ہے۔ نہ کہ کسی آدمی کے ہاتھوں نے آہستہ آہستہ بنایا ہے! کہا جاتا ہے کہ یہ ہرم تین لاکھ ساٹھ ہزار مزدوروں کی محنت سے بنا ہے اور اس کی تیاری پر بیس برس لگ گئے تھے!''

پلینی، اسٹربون، اور عرب مورخوں، خصوصاً عبداللطیف، مسعودی، ابوالفداء اور مقریزی نے اس ہرم پر بہت کچھ لکھا ہے۔ مقریزی کی تحریر سب سے زیادہ محققانہ ہے۔ (دیکھو الخطط والآثار جلد اول)۔ شام کے مسیحی! مورخوں نے بھی بڑے ہرم کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے ان میں سے ایک مورخ Dionyoins جو نویں صدی عیسوی میں زندہ تھا۔ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے:

ہم نے مصر کے اہرام دیکھے جن کے نرالے لاہوتی گانے ہیں۔ مگر یہ عمارتیں حضرت یوسف کی وہ کوٹھیاں نہیں ہیں جن میں انہوں نے قحط سے بچاؤ کے لیے اناج بھرا تھا، بلکہ یہ پرانے فرعونوں کے عظیم الشان مقبرے ہیں۔

لیکن ایک اہم بات پرانے مورخوں نے بیان نہیں کی اور وہ بات یہ ہے کہ جیزہ کے تینوں ہرموں کے الگ الگ نام تھے اور خوفو کے بڑے ہرم کا نام ''اخت'' تھا۔ معلوم ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قدیم ترین زمانے میں جیزے کے قبرستان ہی میں شاہی خاندان کے افراد اور درباری دفن کیے جاتے تھے کیونکہ جس قطعہ زمین پر اہرام ہیں وہاں بے شمار قبریں اب تک موجود ہیں۔

خفرا کا ہرم

جیزہ میں دوسرا ہرم فرعون خفرا یا خضرع نے 2860ق م میں بنایا تھا اور اس کا نام ''آذرر'' رکھا تھا۔ دور سے یہ ہرم خوفو کے ہرم سے اونچا دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں اونچا نہیں ہے۔ اونچا اس لیے دکھائی دیتا ہے کہ پہلے ہرم کی زمین سے اونچی زمین پر بنایا گیا ہے۔

خفرا کے ہرم کی موجودہ اونچائی 136.40 میٹر ہے (پہلے 143.50 میٹر تھی) پہلو کی لمبائی 210.42 میٹر ہے (پہلے 215.65 میٹر تھی) اس ہرم کی تعمیر میں انجینئری کا وہ کمال دکھائی نہیں دیتا جو خوفو کے ہرم میں صاف ظاہر ہے۔ خضرع کا ہرم بھی اندر سے تقریباً ویسا ہی ہے جیسا خوفو کا لیکن پروفیسر بلزونی نے جب اسے 1818ء میں کھولا اور اندر گیا تو فرعون کے تابوت میں مٹی کے سوا کچھ نہ پایا۔ لاش غائب تھی، اس ہرم کی چوٹی پر ابھی تک چونے کی مضبوط لپائی موجود ہے۔ نیچے کی لپائی گر چکی ہے یا گرا دی گئی ہے۔

منق را کا ہرم

جیزہ کا تیسرا ہرم، فرعون منق را یا منقرع نے بنایا تھا۔ اس ہرم کا نام ''حر'' تھا۔ 1937ء میں Howardryx اس ہرم کے اندر اترا اور وہاں دو تابوت دیکھے۔ ایک لکڑی کا تھا، دوسرا قیمتی پتھر کا۔ لکڑی کا برطانی عجائب خانے میں محفوظ ہے لیکن پتھر والا تابوت جب یورپ لے جانے لگے تو اسپین کے ساحلوں کے قریب سمندر میں ڈوب گیا۔

یہ ہرم اپنے دونوں ساتھی ہرموں سے چھوٹا ہے، مگر اسے آراستہ کرنے کی زیادہ کوشش کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہرم کا بانی فرعون جلد ہی مر گیا تھا، اسی لیے ہرم کی آرائش پوری نہ ہو سکی۔ اس ہرم کی بلندی 64 میٹر ہے (اصل میں 66.40 میٹر تھی) اور پہلو کی لمبائی 108.04 میٹر ہے۔ فرعون کے دونوں تابوت چوبی اور سنگی ابھی تک موجود ہیں۔ سنگی تابوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک لاش بھی ہے اور غالباً اسی فرعون کی ہے۔

خفِ را اور منق را کے ہرموں کے ساتھ مندر بھی تھے۔ آج تک ان کے کھنڈر باقی ہیں۔ ان مندروں سے غرض یہ تھی کہ مذہبی پیشوا مرے ہوئے فرعونوں کے لیے مناجاتیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ مندروں کی بناوٹ کی تفصیل سے پڑھنے والوں کو دلچسپی نہ ہوگی، اسی لیے ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ابوصیر کے ہرم

جیزے کے تینوں ہرموں کے علاوہ اور ہرم بھی ہیں۔ یہ مقام ابوصیر میں واقع ہیں اور پانچویں خاندان کے بنوائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اب صرف تین ہی ہرم ایسی حالت میں باقی ہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔

پہلا ہرم، فرعون سحورا نے بنایا تھا، جو پانچویں خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے ہرم کا نام ''فع با سحورا'' رکھا تھا۔ پہلے اس کی اونچائی 49.60 میٹر تھی اب 36 میٹر رہ گئی ہے۔ پہلے بنیاد کے پاس پہلو کی لمبائی 78.32 میٹر تھی، اب 65.43 باقی ہے۔ (تصویر نمبر 20)

ابوصیر میں دوسرا ہرم، سحورا کے بیٹے، نفرارکارا نے بنایا تھا اور اس کا نام رکھا تھا، نفرار کارن یعنی فرعون نفرارکارا کی روح۔ اس ہرم کی تعمیر ''تی'' کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ جس کا مشہور چبوترہ (مقبرہ) سپارہ میں آج تک موجود ہے۔

اس ہرم کی اونچائی 69.43 میٹر تھی اب صرف پچاس میٹر باقی ہے۔ پہلو کی لمبائی 109.65 میٹر تھی۔ اب 95 میٹر ہے۔ ابوصیر کے ہرموں میں صرف اسی ہرم پر قیمتی پتھروں کی پچیکاری تھی۔ یہ ہرم اپنی تعمیر کے وقت ضرور بہت شاندار دکھائی دیتا ہوگا کیونکہ جس ٹیلے پر کھڑا ہے وہ پہلے زمانے میں وادیٔ نیل کی سطح سے 33 میٹر اونچا تھا اور خود ہرم کی اونچائی ستر میٹر کے قریب تھی۔ اسی طرح یہ ہرم نیچے کی زمین سے دیکھنے والوں کو سو میٹر سے بھی زیادہ بلند دکھائی دیتا ہوگا۔

ابوصیر میں سب سے چھوٹا ہرم فرعون اوسرِرا کا ہے۔ یہ پہلے دونوں ہرموں کے بیچ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں بلکہ بہت پرانے زمانے کے مصری یقین کرتے تھے کہ روح لاش ہی کے ساتھ رہتی ہے اسی لیے بہت مضبوط مقبرے بناتے تھے اور اسی لیے اہرام جیسے پہاڑ کھڑے کر گئے ہیں۔

لیکن اٹھارویں خاندان تک زمانہ آگے بڑھ چکا تھا۔ اس خاندان کے فرعون نے دیکھا کہ بڑے بڑے مقبرے اور اہرام بنانے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ چوروں کو بے ڈھونڈے قبریں مل گئیں اور انہوں نے قبریں اکھیڑ کر لوٹ لیں۔ یعنی وہ مقصد ہی غائب ہو گیا جس کے لیے یہ عمارتیں اور اہرام بنائے گئے تھے۔ لہٰذا ان فرعونوں نے ضروری سمجھا کہ چوروں کی دست برد سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ قبریں سب کی آنکھوں سے اوجھل رہیں اور کوئی ایسی علامت نہ چھوڑی جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ قبر یہاں موجود ہے۔ ممفس کی طرح تھیبس کے اطراف میں کوئی اونچی جگہ نہ تھی جہاں قبرستان بنایا جاتا اور دریائے نیل کی طغیانی سے بھی محفوظ رہتا۔ اسی لیے انہوں نے بیابان الملوک کی اجاڑ اور سنسان پہاڑی زمین، قبرستان کے لیے منتخب کر لی اور دفن کا وہی طریقہ رکھا جو ایک مدت سے رائج تھا یعنی چٹانیں کاٹ کر قبریں بنانا۔

لیکن ایک مشکل اب بھی باقی تھی۔ مقبروں کے ساتھ خصوصاً فرعونوں کے مقبروں کے ساتھ مندر ضرور ہوتے تھے تاکہ مرے ہوئے فرعونوں کے لیے قربانیاں اور دعائیں ہو سکیں۔ پہاڑی زمین میں مندروں کی شرط پوری کرنی آسان نہ تھی۔ بہت سوچ بچار کے بعد اٹھارویں خاندان کے عقلمند فرعونوں نے یہ کیا کہ مذہبی عقیدے ہی میں تبدیلی کر دی۔ پہلے روح، لاش کے ساتھ رہتی تھی۔ انہوں نے یہ عقیدہ پھیلا دیا کہ روح آزاد ہوتی ہے اور جب چاہتی ہے جنتوں میں رہتی ہے اور جب چاہتی ہے اپنی لاش سے تعلق پیدا کر لیتی ہے۔ لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ مندر مقبرے ہی کے ساتھ ہوں۔ مندر دور بھی ہو سکتے ہیں اور اس دوری کی وجہ سے روح کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آزاد ہے اور مندر کتنے ہی دور ہوں ان میں پہنچ سکتی ہے۔

چنانچہ اسی نئے عقیدے کے مطابق ان فرعونوں نے اپنے مقبروں کی ضرورتیں پوری

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ بہت پرانے زمانے کے مصری یقین کرتے تھے کہ روح لاش ہی کے ساتھ رہتی ہے اسی لیے بہت مضبوط مقبرے بناتے تھے اور اسی لیے اہرام جیسے پہاڑ کھڑے کر گئے ہیں۔

لیکن اٹھارویں خاندان تک زمانہ آگے بڑھ چکا تھا۔ اس خاندان کے فرعون نے دیکھا کہ بڑے بڑے مقبرے اور اہرام بنانے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ چوروں کو بے ڈھونڈے قبریں مل گئیں اور انہوں نے قبریں اکھیڑ کر لوٹ لیں۔ یعنی وہ مقصد ہی غائب ہو گیا جس کے لیے یہ عمارتیں اور اہرام بنائے گئے تھے۔ لہٰذا ان فرعونوں نے ضروری سمجھا کہ چوروں کی دست برد سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ قبریں سب کی آنکھوں سے اوجھل رہیں اور کوئی ایسی علامت نہ چھوڑی جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ قبر یہاں موجود ہے۔ ممفس کی طرح تھیبس کے اطراف میں کوئی اونچی جگہ نہ تھی جہاں قبرستان بنایا جاتا اور دریائے نیل کی طغیانی سے بھی محفوظ رہتا۔ اسی لیے انہوں نے بیبان الملوک کی اجاڑ اور سنسان پہاڑی زمین، قبرستان کے لیے منتخب کر لی اور دفن کا وہی طریقہ رکھا جو ایک مدت سے رائج تھا یعنی چٹانیں کاٹ کر قبریں بنانا۔

لیکن ایک مشکل اب بھی باقی تھی۔ مقبروں کے ساتھ خصوصاً فرعونوں کے مقبروں کے ساتھ مندر ضرور ہوتے تھے تاکہ مرے ہوئے فرعونوں کے لیے قربانیاں اور دعائیں ہو سکیں۔ پہاڑی زمین میں مندروں کی شرط پوری کرنی آسان نہ تھی۔ بہت سوچ بچار کے بعد اٹھارویں خاندان کے عقلمند فرعونوں نے یہ کیا کہ مذہبی عقیدے ہی میں تبدیلی کر دی۔ پہلے روح، لاش کے ساتھ رہتی تھی۔ انہوں نے یہ عقیدہ پھیلا دیا کہ روح آزاد ہوتی ہے اور جب چاہتی ہے جنتوں میں رہتی ہے اور جب چاہتی ہے اپنی لاش سے تعلق پیدا کر لیتی ہے۔ لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ مندر مقبرے ہی کے ساتھ ہوں۔ مندر دور بھی ہو سکتے ہیں اور اس دوری کی وجہ سے روح کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آزاد ہے اور مندر کتنے ہی دور ہوں ان میں پہنچ سکتی ہے۔

چنانچہ اسی نئے عقیدے کے مطابق ان فرعونوں نے اپنے مقبروں کی ضرورتیں پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے مندر دریا کے دوسرے کنارے پر بنوائے۔ ان مندروں میں رامسیس دوم کا مندر، جو "رسیوم" کہلاتا ہے۔ ملکہ حست سی پشت کا مندر، جو دالجبری کہلاتا ہے شہر ہابو میں رامسیس سوم کا مندر اور قرنہ میں سیتی اول کا مندر زیادہ مشہور ہیں لیکن رامسیس دوم کا مقبرہ سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ اس کی تمام دیواروں اور چھتوں پر ان لڑائیوں کے مناظر موجود ہیں جو اس زبردست فرعون نے لڑی تھیں۔

ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے۔ خود تھیبس میں جو مندر ہیں وہ دیوتاؤں کے لیے ہیں اور ان کی تعمیر میں کئی کئی فرعون شریک ہیں۔ لیکن جن مندروں کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں وہ فرعونوں کی روحوں کے لیے ہیں اور ان میں سے ہر مندر ایک ہی فرعون نے خاص اپنے لیے بنایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

فرعونوں کی لاشیں

ہم بتا چکے ہیں کہ بیسویں شاہی خاندان کے زمانے میں تھیبس کی پولیس کو حکم دیا گیا تھا کہ فرعونوں اور دوسرے لوگوں کی قبروں کی حفاظت کریں، کیونکہ چور ان قبروں کو لوٹتے تھے، لاشیں خراب کر ڈالتے تھے اور اندر کی تمام قیمتی چیزیں چرا کر لے جاتے تھے۔ بہت سی چوریاں پکڑی بھی گئیں، بہت سے چوروں نے مار کھانے کے بعد اپنے جرم کا اقبال بھی کر لیا اسی قدر نہیں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امن دیوتا کے مندر کے بہت سے مہنت اور پجاری بھی چوروں سے ملے ہوئے ہیں اور چوریاں کراتے ہیں۔ تھیبس کی پولیس نے بہت کوشش کی مگر چوروں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ بڑے بڑے فرعونوں کی قبریں بھی لٹتی رہیں۔ یہ دیکھ کر حکومت مجبور ہوئی کہ فرعونوں کی ان کے بڑے بڑے درباریوں کی اور مشہور مہنتوں کی لاشیں ان کی قبروں سے نکال کر تھیبس کے قبرستان میں خفیہ طور پر دفن کر دے اور اس طرح چوروں کی ترک تازیوں سے بچا لے۔

تھیبس کی حکومت کی یہ تدبیر کامیاب ہوئی اور اس طرح خفیہ طور پر دفن کی گئی لاشیں صدیوں زمین کے نیچے محفوظ رہیں۔ یہاں تک کہ 1875ء میں ایک شخص کو مقام ''شیخ عبدالقرنہ'' میں ایک ایسے مقبرے کا کسی طرح پتہ چل گیا، یہاں بہت سی قیمتی چیزیں موجود ملیں، مگر یہ شخص سب چیزیں لوٹ نہ سکا، جتنی لے جا سکتا تھا اپنے گھر اٹھا کر لے گیا۔

1876ء میں انگریز سپہ سالار، کمبل نے پروفیسر ماسپرو کو ''مردوں کی کتاب کا ایک ورق دکھایا جو مہنت اکبر، پینوزم، کے نام سے ہیروطیقی خط میں لکھا ہوا تھا۔ 1877ء میں ایک اور ورق کا آخری حصہ ملکہ نزمیت کے نام کا ملا، جو ہری ہر کی ماں تھی۔ جلد ہی اس ورق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پہلا حصہ بھی مل گیا اور پورا ورق انگلینڈ چلا گیا۔ اسی زمانے میں ملکہ پنوہاتو رحنوتوی کے نام دو کاغذ، سویز میں بکے۔ پھر جلد ہی مہنت پنیوزم کی کئی مورتیاں بازار میں بکنے کے لیے آ گئیں۔ ان سب چیزوں کے بیچنے والے دو آدمی تھے۔ عبدالرسول احمد جو شیخ عبدالقرنہ ہی کا رہنے والا تھا اور مصطفیٰ آغا صیاد، جو انگلستان اور بلجیم کے قونصل خانوں کا نائب تھا۔ مصطفیٰ آغا تو اپنی سیاسی پوزیشن کی وجہ سے بچ گیا مگر عبدالرسول احمد کو پکڑ لیا گیا۔

لیکن عبدالرسول احمد بڑا چالاک تھا۔ اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے نہیں بیچی ہے اور اپنی طرف سے گواہی میں بہت سے یورپین سیاحوں کو پیش کیا۔ اسی قدر نہیں اس کی طرف سے شیخ عبدالقرنہ کے تمام معزز آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ شخص اپنے گاؤں میں کوئی بھی پرانی مصری چیز نہیں لایا ہے۔ چھوٹی سی چیز بھی لاتا تو گاؤں بھر کو خبر ہو جاتی پھر کیسے ممکن ہے کہ خود گاؤں کے اندر عظیم الشان فرعونی مقبرہ لوٹ لے اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو۔

اس صفائی کے سامنے حکومت مجبور ہوئی کہ عبدالرسول احمد کو چھوڑ دے مگر اس سے غافل نہ رہی۔ اتفاق سے اس زمانے میں عبدالرسول احمد کی اپنے چاروں بھائیوں سے لڑائی ہو گئی۔ ایک مہینے تک آپس میں تکرار ہوتی رہی آخر اس کے ایک بھائی محمد احمد عبدالرسول نے خفیہ طور پر قنا کے کمشنر سے ملاقات کی اور بھانڈا پھوڑ دیا۔ کمشنر نے وزیر داخلہ کو خبر دی۔ وزیر نے خدیو توفیق پاشا مرحوم کو خبر پہنچائی اور خدیو نے فرمان جاری کیا کہ تھیبس ایک کمیشن جائے اور معاملے کی جانچ کرے۔

مخبر نے دفینے کی جگہ دکھائی تو سب کو تعجب ہو گیا کیونکہ یہ ایسی جگہ تھی جہاں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ زمین کے نیچے ایسی بیش بہا تاریخی چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔ یہاں پرانے مصریوں نے ایک کنواں کھودا تھا جس کی گہرائی 11.50 میٹر اور چوڑائی 2.00 ہے۔ اس کنویں کے نیچے ایک بہت ہی پر پیچ سرنگ بنائی گئی تھی جو گھومتی اور بل کھاتی ہوئی ایک بڑے تہہ خانے پر ختم ہوتی ہے جس کی لمبائی آٹھ میٹر ہے۔

اس تہہ خانے میں جب مصری محکمۂ آثار قدیمہ کے لوگ داخل ہوئے تو سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے ایک صندوق دکھائی دیا جس پر سفید اور پیلے رنگ چڑھے ہوئے تھے اور صندوق پر ''نسیتو'' کا لفظ لکھا تھا۔

اس کے قریب ہی ایک اور صندوق رکھا تھا جس کی شکل سترہویں خاندان کے لاش والے صندوق سے ملتی جلتی تھی۔ اس کے بعد ملکہ پتھاتحور جیتاوی، اور فرعون ستی اول کے صندوق تھے۔ تہہ خانہ چھوٹے چھوٹے ڈبوں سے جن پر مورتیاں رکھی جاتی تھیں اور بے شمار برتنوں سے بھرا ہوا تھا، جو بغیر کسی ترتیب کے ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔

تہہ خانے سے ایک اور سرنگ پھوٹی ہوئی دکھائی دی یہ بہت ہی تنگ تھی اور اس میں پیٹ کے بل رینگ کر ہی جایا جا سکتا تھا۔ یہاں شمع کی روشنی میں صندوق اور ممیاں دکھائی دیں جن پر بعض فرعونوں کے نام لکھے تھے جیسے امن ہوتپ اول، تھوتھمس دوم۔ سرنگ سے ملی ہوئی ایک کوٹھڑی سی تھی۔ اس میں فرعون اخمس کی اس کے بیٹے سیامنو کی، ساتھ ہی منطبونری کی ملکہ امن حتپ کی، اور ملکہ نفرتاری وغیرہ کی لاشیں ملیں۔

بڑی ہی سخت محنت مشقت سے یہ سب چیزیں نکالی گئیں اور ایک جہاز میں لاد کر قاہرہ بھیج دی گئیں۔ فرعونوں کی لاشیں لیے ہوئے جب یہ جہاز چلا تو تھیبس اور اطراف کی کسان عورتیں، نیل کے کنارے جمع ہو گئیں۔ دھاڑیں مار مار کر روئیں اور ایسے بین کیے جیسے خود ان کے اپنے عزیز پیاروں کی لاشیں جا رہی ہیں۔ مصری عورتوں کا یہ ماتم اس قدر دردناک تھا کہ جہاز پر جتنے آدمی تھے حتیٰ کہ یورپین بھی متاثر ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

اس کے بعد اور فرعونوں کی لاشیں ملیں۔ اس میں سب سے زیادہ اہم فرعون موسیٰ کی لاش ہے۔ مصری عجائب گھر میں اس وقت حسب ذیل فرعونوں کی لاشیں موجود ہیں:

(1) فرعون سقنو نری تیواقن: اس کی ممی 1.85 میٹر لمبی ہے۔ یہ سترھویں خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کی ممی کے معائنے سے معلوم ہوا کہ فرعون قدرتی موت نہیں مرا بلکہ قتل کیا گیا۔ اس کے چہرے اور سر پر کئی زخم ابھی تک کھلے دکھائی دیتے ہیں۔

(2) فرعون اخمس اول:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) فرعون امنوتس ولد فرعون اخمس: اس کی ماں ملکہ نفرتاری تھی۔ امنوتس کی لاش میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک پھولوں سے ڈھکی ہوئی ہے اور پھولوں پر ابھی تک ایک بھڑ بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں کی کشش سے بھڑ آ گئی تھی اور لاش کے ساتھ صندوق میں بند ہوگئی۔ پرانے مصر میں کسی بھڑ کی لاش اس کے آثار بھڑ کی لاش کے سوا نہیں ملی ہے۔

(4) فرعون تھوتھیمس دوم: اس کی لاش 1.77 میٹر لمبی تھی اسی پر سفید کپڑا لپٹا ہوا ہے اور سینے پر اس مضمون کی تحریر ہے کہ موسم پیریت (؟) کے تیسرے مہینے کے ساتویں دن امن را کے سب سے بڑے مہنت نے اس مقام کی اور سامان کی مرمت کرائی جس میں بادشاہ اعزی دفن ہے۔ مگر لکھنے والے نے نام غلط لکھا ہے۔ اس فرعون کا اصلی نام اعزی نہیں۔ اخیر نبری تھوتھیمس جیکو اسیت ہے۔

(5) فرعون تھوتھیمس سوم: اس فرعون کی ممی ایک خوبصورت صندوق میں رکھی ہے جس کے اوپر سونے کا کام ہے لیکن اندر ایسا رنگ کر دیا گیا ہے کہ تحریریں چھپ گئی ہیں۔ قدیم زمانے میں یہ صندوق چوروں نے کھولا تھا اور اسے بری طرح خراب کر ڈالا تھا۔ فرعون کی لاش 1.60 میٹر لمبی تھی مگر موجودہ زمانے میں عربوں نے بھی اس صندوق کو کھولا اور لاش توڑ ڈالی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لاش پرانے چوروں ہی نے توڑی ہو کیونکہ ٹوٹی ہوئی لاش پر جو کپڑا ملا ہے وہ پرانے ہی زمانے کا ہے۔ مگر عرب چوروں نے بھی کچھ کارستانی ضرور کی ہے۔ فرعون کی ممی تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ لاش کے کرتے پر جو تحریر موجود ہے اسی نے یہ اہمیت پیدا کر دی ہے۔ کرتے پر لکھا ہے کہ اس مقدس کرتے کو امنوتس دوم نے اپنے باپ تھوتھیمس سوم کے لیے تیار کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ تھوتھمس کی ماں ایک کنیز تھی۔ اس تحریر سے ہماری اس تحقیق کی تائید ہو جاتی ہے جو اس فرعون کے بارے میں پچھلے صفحوں میں لکھ آئے ہیں۔

(6) فرعون سیتی اول: اس فرعون کی لاش بھی چوروں کے ڈر سے ایک مقبرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوسرے مقبرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں جان رہی۔ جیسا کہ اس صندوق کی تحریر سے ثابت ہے۔

(7) فرعون رامسیس دوم: اس جلیل القدر فرعون کی لاش معمولی صندوق میں رکھی ہے اور صندوق پر یہ لفظ لکھے ہیں ادسریاری کشپنزی۔ رام سیس دوم میاموں۔ پھر اور تحریریں بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فرعون کی لاش بھی چوروں کے خدشے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپائی جاتی رہی ہے! کیسی عبرت کا مقام ہے یہ فرعون بہت ہی مغرور اور مختار تھا، اس نے عظیم الشان فتوحات بھی حاصل کی تھیں اپنے آپ کو آدمی نہیں دیوتا سمجھتا تھا لیکن مرنے کے بعد ذلیل چوروں سے بھی اپنی حفاظت نہ کر سکا اور اس کی لاش یہاں سے وہاں رواں دواں رہی۔ جس صندوق میں اس کی لاش رکھی گئی تھی اب وہ باقی نہیں ہے۔ غالباً چوروں نے اسے توڑ ڈالا تھا موجودہ صندوق اس زمانے کا ہے جب مصر کے فرعون ختم ہو چکے تھے اور حکومت مہنتوں کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ اس جلیل القدر فرعون کی ممی جب کھولی گئی تو خود مصر کے خدیو، محمد توفیق پاشا بھی موجود تھے اور فرعون مستحق بھی اسی کا تھا کہ ایک بادشاہ کے سامنے اس کا کفن اتارا جائے، گو یہ بادشاہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو۔

(8) فرعون رامسیس سوم: اس فرعون کا کفن بھی مہنت پنیوزم کی حکومت کے زمانے میں بدلا گیا تھا اور شاید اس وجہ سے کہ چوروں کی رسائی اس کی لاش تک ہو گئی تھی۔

(9) فرعون منفتاح: ہم بتا چکے ہیں کہ فرعون موسیٰ، منفتاح بن رامسیس دوم ہی تھا۔ خدائی کا دعویدار تھا۔ اس فرعون کی لاش بھی مصری عجائب گھر میں موجود ہے اور ہر آنکھ اسے دیکھ سکتی ہے۔ یہ لاش 1.75 میٹر لمبی ہے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ یہ لاش فرعون خونیاتنوکی ہے جو اٹھارھویں خاندان کا ایک بادشاہ تھا اور مصری دین سے باغی ہو گیا تھا لیکن جب لاش کے سینے پر نام غور سے پڑھا گیا تو ثابت ہو گیا کہ یہ منفتاح ہی کی لاش ہے جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ ظاہر ہوئے تھے اور جس نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تھا۔ مگر اسرائیلی، مصر سے سینا میں پہنچ گئے اور یہ فرعون اپنے خاندان اور فوج کے ساتھ بحر احمر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرق ہو گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب یہ ضدی اور سرکش فرعون ڈوبنے لگا تو چلایا تھا۔ ''ایمان لایا میں موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر!'' اس پر خدا کی آواز نے جواب دیا کہ:

آلْئٰنَ وَلَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ O فَالْيَوْمَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً (اب تو ایمان لاتا ہے، جبکہ ایمان لانے کا وقت جا چکا ہے۔ حالانکہ تو پہلے نافرمانیوں میں مبتلا رہا ہے! اچھا تو ہم تیرے بدن کو مٹ جانے سے بچائے دیتے ہیں تاکہ تو اپنے بدن (لاش) کے ساتھ بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے ایک نشانی اور عبرت بن کر رہ جائے)۔

پہلے اس آیت شریفہ کا مطلب لوگ پوری طرح نہیں سمجھتے تھے اور طرح طرح کی تاویلیں کیا کرتے تھے لیکن اب مطلب صاف ہو چکا ہے۔ اس متکبر فرعون کی لاش انتہائی بے بسی کی حالت میں قاہرہ کے عجائب خانے میں موجود ہے اور دنیا کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔

(10) فرعون تباح منفتاح: اس کی لاش 63 کلومیٹر لمبی ہے۔ معلوم نہیں کیوں پرانے مصریوں نے اس فرعون کا نام اس کے صندوق پر سے مٹانے کی کوشش کی تھی۔ مہنتوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں کفن کی تجدید کی اور فرعون کا پورا نام اس پر لکھ دیا۔

(11) فرون اموتس سوم: یہ فرعون اٹھارویں خاندان کا ہے، اس کی لاش 1.65 میٹر لمبی ہے، اس کی ممی ابھی تک پرانے کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

(12) فرعون رامسیس چہارم: یہ مشہور فاتح فرعون رام سیس سوم کا بیٹا اور جانشین ہے۔ اس کی لاش 1.60 میٹر لمبی ہے مگر ٹوٹی پھوٹی ہے۔ چوروں کے ہاتھ سے اسے بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔

(13) فرعون تھوتمس چہارم: اس فرعون کی لاش بہت اچھی حالت میں ہے۔ اس کی لمبائی 1.60 میٹر ہے اور کفن پر فرعون کا پورا نام لکھا ہوا ہے۔ لاش ابھی تک اپنے پرانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفن میں لپٹی ہوئی ہے۔

فرعونوں کی لاشوں کے علاوہ ان کی بعض ملکاؤں، شاہزادوں اور شہزادیوں کی لاشیں بھی مصری عجائب گھر میں موجود ہیں اور دنیا کی بے ثباتی کا دنیا کو سبق دے رہی ہیں۔ رامسیس خاندان کے زوال پر مصر کی حکومت پر دیوتا امن کے مہنتوں نے قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں مہنت بادشاہوں کی بھی کئی لاشیں مل گئی ہیں اور عجائب گھر میں رکھی ہیں۔

فرعونوں کے بہت سے تابوت، کفن اور دوسری چیزیں بھی عجائب خانے میں جمع ہیں ان میں سب سے اہم، رام سیس سوم کا کفن ہے۔ اس کفن پر سیاہ روشنائی سے فرعون کی تصویر بنائی گئی ہے اور لکھا ہے کہ یہ کفن دھوبیوں کے سردار کی طرف سے فرعون کی لاش کو ہدیہ ہے۔ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرعون کے مرنے پر شاہی خاندان کی طرف سے شاہی عہدیداروں کی طرف سے، شاہی درباریوں کی طرف سے اور مذہبی پیشواؤں کی طرف سے کفن ہدیئے کے طور پر پیش کیے جاتے تھے۔ ممکن ہے کم درجہ کے مردوں کے ساتھ بھی اسی قسم کے سلوک ان کے رشتہ دار اور دوست کرتے ہوں۔

شاہی ممیوں کے علاوہ یونانی زمانے کی بھی بہت سی ممیاں موجود ہیں۔ ان میں ایک ممی ایسی ہے جس کی کوئی مثال دنیا بھر میں موجود نہیں ہے۔ یہ ایک عورت کی ممی ہے اور 1.53 میٹر لمبی ہے۔ سقارہ میں پائی گئی تھی اس ممی میں ایک خاص بات یہ ہے کہ پہلے کپڑے میں لپیٹی گئی ہے پھر اوپر سے چمڑا منڈھ دیا گیا ہے۔ چمڑا خوب مضبوط سلا ہوا تھا۔ چمڑے پر مہریں بھی لگی ہوئی تھیں اور ٹوٹی نہ تھیں۔ ساتھ ہی چمڑے پر عورت کی تصویر بھی بنی ہوئی ہے عورت کے کپڑے جوتے اور زیور ٹھیک ویسے ہی ہیں جیسے اٹلی کے ایک شہر راون کے باشندے اس زمانے میں پہنا کرتے تھے۔ ممی کی یہ دوسری خصوصیت یہ ہے یہ کسی مصری عورت کی نہیں بلکہ ایک یورپین عورت کی ہے۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ مسیحی زمانے کی ہے یعنی چوتھی یا پانچویں صدی کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں ممی کرنے کا رواج ظہور اسلام سے دو ڈھائی سو برس پہلے تک باقی تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون کی لعنت

فرعون توتن خامس کا مقبرہ نومبر 1922ء میں دریافت کیا گیا لیکن جس کمرے میں فرعون کی لاش دفن تھی، وہ 16 فروری 1933ء میں کھولا گیا۔ اس واقعے کے بعد کچھ ایسی باتیں پیش آئیں کہ یورپ اور امریکہ میں وہم پھیل گیا کہ فرعون توتن خامس کی اور تمام پرانے مصریوں کی جن کی قبریں کھولی گئی ہیں لعنت پڑتی ہے اور وہ لوگ مر جاتے ہیں یا سخت نقصان اٹھاتے ہیں جو اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلا واقعہ پیش آیا کہ ایک بلبل کی بہت عجیب طریقے سے موت ہوئی۔ فرعون کے مقبرے میں جو لوگ گھسے تھے ان میں ایک مسٹر ہوارڈ کارٹر بھی تھے اور انہوں نے اپنے گھر میں ایک بلبل پال رکھی تھی، جو خوب چہچہاتی تھی۔ جس دن مسٹر کارٹر مقبرے میں گئے اسی دن ایک کوبرا سانپ بھی ان کے گھر میں پہنچ گیا اور بلبل کو مار کر کھا گیا! کوبرا سانپ فرعون کا خاص نشان تھا۔ وہ اس کی مورتی یا شکل اپنی پیشانی پر رکھتے تھے اور یہ تاج سے لگی رہتی تھی۔ مصری دستاویزوں میں لکھا ہے کہ جو کوئی فرعون کا برا چاہے گا، کوبرا اسے اپنی آگ اگل کر جلا ڈالے گا۔ مسٹر کارٹر کی بلبل کو جب سانپ نے مار ڈالا تو بہتوں نے یقین کر لیا کہ ہو نہ ہو یہ فرعون کا قہر ہے اور فرعون کے محافظ سانپ نے بلبل مار کر اس شخص سے بدلہ لیا ہے جس نے شاہی مقبرے میں جا کر فرعون کی نیند خراب کی اور اسے غصہ دلایا تھا۔

اس کے بعد ایک اور بہت بڑا واقعہ پیش آیا:

لارڈ کارنارنون نے فرعون توتن خامس کا مقبرہ کھولنے کا ٹھیکہ لیا تھا اور انہی کے ہاتھ میں کھدائی وغیرہ کا انتظام تھا یعنی یہی فرعون کا مقبرہ کھولنے کا اصلی ذمہ دار تھا۔ 16 رفروری 1924 کو جب مقبرے کے کمرے میں داخل ہونے کا وقت آیا تو لارڈ نے لوگوں سے ہنستے ہوئے کہا۔ یہ تو لازمی ہے کہ فرعون کے کمرے میں جا کر رات کو جشن منائیں گے!" اس مذاق کو چھ ہفتے بھی نہیں گزرے تھے کہ لارڈ کی لاش بچھونے پر پڑی ہوئی ملی۔ عجیب تربات یہ ہوئی کہ انہیں بھی کوبرا سانپ ہی ڈس گیا تھا۔ اس واقعے نے لوگوں کو فرعون کی لعنت کا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی معتقد بنا دیا۔

اس کے بعد ایک اور موت ہوئی، یہ پروفیسر بریسٹڈ کی تھی اور امریکہ میں پیش آئی۔ موصوف تاریخ مصر کے بہت بڑے عالم تھے اور فرعون توتن خامس کے مقبرے میں داخل ہوئے تھے۔ مرنے سے پہلے بالکل اچھے تھے، دفعتاً فوت ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے ہر چند کوشش کی، مگر موت کا سبب نہ بتا سکے اس پر لوگوں کو فرعون کی لعنت کا اور زیادہ یقین ہو گیا۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ مصری عجائب خانے کو دنیا کے مختلف ملکوں سے خط آنے شروع ہو گئے، جن کا حال، عجائب گھر کے نائب مہتمم نے اس طرح بیان کیا ہے۔

اپریل 1926ء میں ہمیں انگلستان سے چلا ہوا ایک خط ملا جس پر کسی کے دستخط نہ تھے۔ خط کے ساتھ ایک ممی کے کپڑں کا ایک ٹکڑا بھی تھا اور لکھا تھا کہ اس کپڑے کی وجہ سے انگلینڈ کے ایک بہت ہی معزز اور امیر خاندان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں لہٰذا درخواست ہے کہ اس کپڑے کو مصر کی زمین ہی میں دفن کر دیا جائے۔ عجائب گھر نے یہ درخواست منظور کر لی اور کپڑا ایک فرعونی مقبرے میں دفن کر دیا۔

فروری 1927ء میں انگلستان سے ایک اور خط آیا جس کے ساتھ ایک مصری مورتی بھی تھی۔ خط لکھنے والے نے ظاہر کیا تھا کہ ہندوستان سے واپس ہوتے ہوئے پورٹ سعید میں اس نے یہ مورتی مول لی تھی مگر اس کی بیوی کو یقین ہو چکا ہے کہ مورتی منحوس ہے کیونکہ جب سے آئی ہے ہم پریشانیوں میں پڑ گئے ہیں۔ میری بیوی کی تندرستی خراب ہو گئی ہے اور خود میں فالج کا شکار بن گیا ہوں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مورتی مصر کو لوٹا دی جائے۔

اکتوبر 1923ء میں ایک شخص نے عجائب گھر میں کچھ کوڑیاں بھیجیں اور لکھا کہ پرانے وقتوں کے مصر کی کوڑیاں ہیں ایک دوست کے پاس تھیں اور وہ ان کوڑیوں کی نحوست سے برباد ہو گیا۔ دوست نے مجھے دے دیں تو میں بھی تباہیوں کا شکار ہونے لگا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خط لکھنے والے نے اپنے نام کے بجائے لکھا ہے "ایک شخص جو سمجھتا ہے کہ خرافات پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

27 نومبر 1935ء کو انگلستان سے ایک مصری مورتی آئی۔ اس کے ساتھ خط بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ یہ مورتی جب سے میرے قبضہ میں آئی ہے نحوست میں پڑ گیا ہوں۔ میں نحوست کا قائل نہ تھا لیکن بار بار ایسے واقعات پیش آئے کہ قائل ہو جانا پڑا۔ میں دستبردار ہوتا ہوں اور مصری عجائب گھر کو ہبہ کرتا ہوں۔

30 دسمبر 1935ء کو انگلستان سے ایک خط آیا جس کے ساتھ ایک پتھر بھی تھا۔ خط میں لکھا تھا کہ یہ پتھر مجھے تحفۃً ملا تھا مگر یہ بڑا منحوس۔ جن جن لوگوں کے پاس رہتا تھا پریشان ہوئے اور برباد ہو گئے۔ جب سے میرے پاس آیا ہے میں بھی تباہی کے بھنور میں پڑ گیا ہوں۔ پتھر مصر سے آیا تھا اسی لیے مصر کو واپس کیے دیتا ہوں۔

منحوس ممی

برطانوی عجائب گھر میں ایک چیز ہے، جسے عام لوگ منحوس ممی کہتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت میں ممی نہیں ہے بلکہ ایک مصری تابوت کا ڈھکنا ہے جس پر مردے کا منہ بنا دیا گیا ہے۔ لکڑی کے اس معمولی ڈھکنے کی وجہ سے لندن میں اور پورے انگلینڈ میں عجیب عجیب باتیں مشہور ہو چکی ہیں۔

یہ مصری ڈھکنا، اصل میں مسٹر ڈگلس موری نے مول لیا تھا، مگر اس کے دو چار روز بعد ہی مسٹر موری کا ہاتھ خود انہی کی بندوق سے زخمی ہو گیا تھا اور پورے ہاتھ کو کٹوانا پڑا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس جہاز پر یہ ڈھکنا انگلینڈ گیا تھا وہ غرق ہو گیا۔ اگرچہ خود ڈھکنا بچ گیا۔ پھر وہ گاڑی ٹوٹ کر پاش پاش ہو گئی جو ڈھکنے کو بندرگاہ سے لیے جا رہی تھی مگر ڈھکنے کو ذرا نقصان نہ پہنچا۔ پھر یہ ہوا کہ جس گھر میں ڈھکنا رکھا گیا تھا وہ جل کر راکھ ہو گیا لیکن ڈھکنے پر آنچ نہ آئی۔ پھر ایک مشہور مصور بلایا گیا کہ ڈھکنے کا فوٹو لے وہ فوٹو لے کر چلا گیا مگر تین ہی چار دن بعد اس نے خودکشی کر لی!

جس خاتون کو ورثے میں یہ ڈھکنا ملا تھا اس نے اس کی "نحوست" کے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ڈھکنا آیا تو اس کا شوہر مر گیا، پھر خاندان کے کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آدمی چل بسے، یہ غم بھولنے کے لیے وہ سفر کے لیے نکل کھڑی ہوئی مگر بیچ سمندر میں اس کا جہاز ڈوب گیا اور وہ رات بھر ایک چٹان سے چمٹی رہی یہاں تک کہ صبح اسے بچا لیا گیا۔

معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ خاتون کو جب یقین ہو گیا کہ یہ ڈھکنا ہی اس کی تمام مصیبتوں کی جڑ ہے تو اس نے ڈھکنا برطانوی عجائب گھر میں بھیج دیا اور ڈھکنے کے جاتے ہی خاتون کی حالت بالکل ٹھیک ہو گئی لیکن ایک دن وہ عجائب گھر میں گئی اور اس ڈھکنے کو بھی دیکھا ہی نہیں بلکہ اس کی برائی بھی کی نتیجہ یہ نکلا کہ واپس ہوتے ہوئے عجائب گھر کی سیڑھیوں سے پاؤں پھسل گیا، گر پڑی اور ایک پیر ٹوٹ گیا۔

اور سنیے، ایک اخباری نامہ نگار نے اس ڈھکنے کے بارے میں مضمون لکھا ہے، اس کی برائی بھی کی اور مذاق بھی کیا مگر دو ہی چار روز بعد مر بھی گیا!

ایک اور مصری ہڈی کا عجیب قصہ سنیے جو واقعہ نہیں افسانہ معلوم ہوتا ہے مگر اس قصے سے انگلینڈ کے اخبار پورے دو مہینے (مارچ اور اپریل 1937ء) بھرے رہے تھے۔

قصہ یہ ہے کہ سر الیگزینڈر ریٹن کی بیگم 1936ء میں مصر آئیں۔ اسی زمانے میں ایک پرانا مصری مقبرہ شہر جیزہ میں نکلا تھا۔ لیڈی الیگزینڈر، مقبرے کا معائنہ کرنے گئیں اور انہوں نے رہنما سے کہا کہ ایک لاش کی ہڈی ان کے لیے اٹھا لائے اور وہ اسے انعام دیں گی۔ لیڈی نے یہ اس لیے کہا تھا کہ سن چکی تھیں، مصر میں آثار قدیمہ بھی بیچے جاتے ہیں۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ جب لیڈی اس مصری ہڈی کو لے کر اپنے وطن پہنچیں، تو ایسی بیمار پڑیں کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ پھر ان کے شوہر دو دفعہ بیمار ہوئے اور دونوں دفعہ ان پر خطرناک آپریشن کیے گئے۔ اس کے بعد لیڈی کے گھر میں آگ لگ گئی مگر اس طرح کہ کوئی بھی آگ لگنے کا سبب نہ جان سکا۔ اس کے بعد ایک رات کو یکا یک پھر یہ ہوا کہ الماری میں شیشے کا ایک بڑا برتن رکھا تھا، وہ خود بخود ٹوٹ کر چور چور ہو گیا۔ دوسرے دن یہ دیکھ کر سب دنگ رہ گئے کہ شیشے کے جس صندوقچے میں ہڈی رکھی تھی وہ میز پر سے گر پڑا اور ٹوٹ گیا، مگر خود ہڈی کو ذرا صدمہ نہ پہنچا۔ تعجب کی بات ہے کہ میز کے پاس کوئی نہ تھا۔ صندوق اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ گر پڑا تھا۔

پھر گھر میں رات کو پرچھائیاں دکھائی دینے لگیں اور نوکروں نے گھر میں رہنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ مارے ڈر کے رات بھر سو ہی نہیں سکتے تھے۔

سر الیگزینڈر سے یہ حالات سن کر اسی 80 آدمیوں نے ہڈی مانگی مگر انہوں نے کسی کو نہیں دی کیونکہ ایک دفعہ ایک ڈاکٹر کو ہڈی دی تھی تو اسی رات کو ڈاکٹر کی ماما کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ ماما نے اصل میں کوئی پرچھائیں دیکھی تھی، ڈر کر بھاگی تو گر پڑی اور پاؤں کھو بیٹھی!

''ڈیلی ایکسپریس'' نے اپنی 6/اپریل 1937ء کی اشاعت میں اپنے نامہ نگار مقیم ایڈنبرہ کا ایک مضمون شائع کیا تھا۔ الیگزینڈر کا مکان ایڈنبرہ ہی میں ہے۔ نامہ نگار نے لکھا کہ سر الیگزینڈر کے گھر میں ایک گلدستہ رکھا تھا جو دفعتہً گر پڑا اور اس سے خون بہنا شروع ہو گیا!

سر الیگزینڈر نے اس نامہ نگار کو بتایا کہ جس دن گلدستے کا واقعہ پیش آیا ہے اس سے پہلی رات کو ان کے گھر میں ایک خاتون مہمان تھی، گلدستے ہی والے کمرے میں وہ بیٹھی تھی اور اس کے ہاتھ میں گلاس تھا، گلاس دفعتہً ہاتھ سے نکل کر چھت تک اڑتا چلا گیا پھر زور سے نیچے کی طرف آیا اور زمین پر گر کر پاش پاش ہو گیا۔

سر موصوف کی بیوی نے ان تمام واقعات کے بعد نامہ نگاروں سے کہا:

''میں پھر کبھی مصر سے کوئی ہڈی نہیں لاؤں گی، کیونکہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ''فرعون کی لعنت'' محض وہم نہیں، بلکہ حقیقت ہے۔ میں یہ ہڈی بھی مصر واپس کر رہی ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

مصری عجائب گھر کی سیر

مصری عجائب گھر پر ایک نظر

مصری عجائب گھر دنیا کے تمام عجائب گھروں سے اس لیے بہت ممتاز اور قیمتی ہے کہ اس میں مصر کے جتنے پرانے آثار جمع ہیں کسی اور عجائب گھر میں نہیں ہیں۔ مصری عجائب گھر بہت بڑا ہے۔ اس میں تقریباً چار ہزار آثار موجود ہیں۔ مصری عجائب گھر کی گائیڈ بھی تقریباً آٹھ سو صفحے کی موٹی کتاب ہے۔ ظاہر ہے ہم اپنی اس کتاب میں مصری عجائب گھر کی سب چیزیں دکھا نہیں سکتے لیکن ایک سرسری نگاہ اس پر بھی ڈال لینی ضروری ہے۔ یہاں ہم انہی چیزوں کو لیں گے جن کا تذکرہ پچھلے صفحوں میں نہیں ہوا ہے۔ ہر بیان کے آخر میں جو نمبر ہے وہ عجائب کی گائیڈ کا مراجعہ کرنے کے لیے ہے۔

اسٹیچو

-1 پانچویں خاندان نے ایک مہنت عنسا خا کا یہ اسٹیچو ہے اور اس مہنت کو بالکل ننگا دکھایا گیا ہے۔ 1.11 میٹر اونچا ہے اور اس لحاظ سے بے نظیر سمجھا جاتا ہے کہ مہنت ننگا بھی ہے اور اسٹیچو مختوں بھی ہے۔ ممکن ہے قدرتی طور پر یہ مختون ہی پیدا ہوا ہو۔ مصری ختنہ نہیں کراتے تھے شاید اسی لیے مختون مہنت نے اپنا برہنہ اسٹیچو بنوایا ہوتا کہ اپنے اس امتیاز وخصوصیت کو ظاہر کرے۔ (88)

-2 یہ بہت دلچسپ اسٹیچو ہے 77. میٹر اونچا اور 70. میٹر چوڑا ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ ایک آدمی، ایک بندر لیے جا رہا ہے ایک اور آدمی نے بندر کو ستایا ہے تو بندر نے پھر کر دانت نکال دیئے ہیں اور ستانے والے کی ٹانگ کاٹ لینی چاہتا ہے۔ اس پر بندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا تمسخر سے ہنس رہا ہے۔ بندر والے کے ہاتھ میں ایک اور رسی بھی ہے جس سے ایک بندریا بھی بندھی ہوئی ہے اور بندریا کے پیٹ پر اس کا بچہ چمٹا ہوا ہے۔ یہ اسٹیچو مصری آرٹ کا بہت اچھا نمونہ ہے۔

3- پانچویں خاندان کے زمانے میں ممفس کے دیوتا، تاح کے مہنت، رانفر کا یہ اسٹیچو ہے۔ 1.37 میٹر اونچا ہے۔ اس کے سر پر لمبے گھنے مصنوعی بال ہیں جو ہندو سادھوؤں کی جٹاؤں سے ملتے جلتے ہیں اور جسم پر فقط ایک لنگوٹی ہے۔ اس اسٹیچو کو مصری آرٹ کا بہترین نمونہ تسلیم کیا گیا ہے۔(167)

4- یہ اسٹیچو خاص اہمیت رکھتا ہے۔ تاریخی اہمیت بھی اور فنی اہمیت بھی۔ اس اسٹیچو سے معلوم ہوتا ہے کہ ممفس کے فرعونوں میں ایک فرعون کا نام، پی پی تھا اور یہ کہ چھٹے خاندان میں اس کا نام پہلا فرعون یہی ہے، اس اسٹیچو کی فنی اہمیت یہ ہے کہ یہ تانبے کا ہے اور اس کے بعض حصے ڈھالے گئے ہیں اور بعض گھڑے گئے ہیں۔ یعنی دہری صنعت کا نمونہ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اسٹیچو سونے چاندی اور جواہرات سے خوب سجا ہوا تھا مگر اب یہ چیزیں باقی نہیں ہیں۔(167)

5- ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مصریوں نے جب ہیکسوس فاتحوں سے آزادی حاصل کی تو ان کے تمام آثار بھی مٹا ڈالے۔ لیکن مصری عائب گھر کو اس پر بھی ان فاتحوں کے زمانے کے کچھ آثار مل گئے ہیں۔ انہی میں دو اسٹیچو ہیں جو ایک ہی چوکی پر بنائے گئے ہیں۔ ان کے سر پر لمبے لمبے مصنوعی بال اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ سر بالکل ڈھک گئے ہیں۔ ان کے خط و خال بہت ہی بھدے ہیں اور شکلیں ابوالہول سے بہت ملتی جلتی ہیں اور ان کے چہروں پر بھی بڑی بڑی گھونگر والی ڈاڑھیاں ہیں۔ اسٹیچو خود بتا رہے ہیں کہ وہ مصری فن سے نہیں بلکہ ایشیائی فن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کسی ہیکسوس بادشاہ نے مصری صناعوں کو حکم دیا ہو کہ ایسی یہ صورت کا اسٹیچو بنائیں اور انہوں نے بنا دیئے ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس بادشاہ کی شکل ہی ایسی ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بادشاہ نے اپنے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیانک اسٹیچو اس لیے بنوائے ہوں کہ مفتوح مصریوں کو مرعوب کرے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اکیسویں خاندان کے ایک فرعون پسیوسنخ عن نے دونوں اسٹیچوؤں پر اپنا طغرا نقش کرا دیا ہے تا کہ سمجھا جائے کہ اسٹیچو خود اس کے ہیں! (271)

-6 اٹھارھویں خاندان کے زمانے کے دو اسٹیچو ہیں اور دلچسپ ہیں۔ پہلے اسٹیچو میں ایک درباری، پوانیت کی بیوی کو دکھایا گیا جو اس قدر موٹی ہے کہ شاید دنیا میں ایسا موٹا آدمی کبھی نہیں ہوا ہو گا۔ دوسرے اسٹیچو میں ایک گدھا دکھایا گیا ہے جو اس سومن کی لاش کو لادے جا رہا تھا حالانکہ بیچارہ گدھا دبلا پتلا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی صناع نے درباری کی ہنسی اڑانے کے لیے یہ اسٹیچو بنائے تھے! (309)

-7 قرنہ کے ایک برباد مقبرے سے یہ اسٹیچو نکلا ہے اور تھوتھیمس دوم کی ماں ملکہ موت نضرت کا اسٹیچو ہے، ملکہ بیٹھی ہے اور ایک سفید باریک کپڑا اوڑھے ہوئے ہے جس سے اس کے جسم کی بناوٹ صاف دکھائی دے رہی ہے۔ مصری فن کا ایک بہت ہی اچھا نمونہ ہے، ناک ٹوٹ چکی ہے، مگر چہرے سے صاف ظاہر ہے کہ ملکہ بہت ہنس مکھ تھی! (319)۔

-8 یہ پہلے ہرم کے بانی اور چوتھے خاندان کے فرعون خوفو کا اسٹیچو ہے۔ خالص ہاتھی دانت کا ہے اور 14. میٹر اونچا ہے۔ فرعون بیٹھا ہوا ہے اور ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہے جو دیوتا اوزیرس کے لباس سے مشابہہ ہیں۔ ہزاروں برس تک سیلی زمین میں دفن رہنے پر بھی یہ مصری فن کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ (1700)

پتھر کی تختیاں

-1 سقارہ کے کھنڈروں سے قبر کی ایک تختی نکلی ہے۔ 2.49 میٹر اونچی اور 1.84 میٹر چوڑی ہے۔ اس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ پتاح حتت کی تختی ہے۔ یہ شخص پانچویں خاندان میں گزرا ہے۔ بڑا عقلمند اور فلسفی تھا، اس کے دانائی اور حکمت کے مقولے اور دل نشین نصیحتیں ایک بردی کاغذ پر لکھی ہوئی مل گئی ہیں۔ اس کاغذ سے پرانا کاغذ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ (18)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- یہ تختی تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ 1.15 میٹر اونچی اور 2.45 میٹر چوڑی ہے۔ اس کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ ایک بڑے آدمی جس کا نام "لرنی" تھا اور جو چھٹے خاندان میں گزرا ہے۔ شروع میں چھٹے خاندان کے بانی فرعون تی تی کے محل میں خدمت گاری کرتا تھا۔ پھر اپنی قابلیت کی بدولت فرعون پی پی اول کا وزیر ہو گیا اور ملک نوبیا کے فاتح، فرعون مرن راستوفیس اول کے زمانے تک اپنے اس عہدے پر برقرار رہا۔ بعد میں جزیرہ اسواں اور معف کے درمیانی ملک کا وائسرائے بنا۔(155)

3- یہ تختی نہیں ہے تختی کا ایک بڑا ٹکڑا ہے۔ 88. میٹر اونچا اور 1.16 میٹر چوڑا ہے۔ اس کے نقوش سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون امنوتس دوم نے شام پر چڑھائی کر کے وہاں کے سات سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ چھ کو تو تھیبس کی شہر پناہ کے باہر پھانسی پر لٹکا دیا اور ساتویں سردار کو نوبیا کے پایۂ تخت پنعسا میں بھیج دیا تاکہ وہاں قتل کیا جائے اور حبشی رعایا مرعوب ہو جائے۔ یہ تختی پرانے زمانے ہی میں ٹوٹ گئی تھی اور اس کا ایک حصہ ارچ ڈیوک روڈلف 1881ء میں دائنا لے گیا تھا جہاں وہ عجائب خانے میں محفوظ ہے اور اسی تختی کی ایک نقل، نوبیا کے شہراماوا کے عبادت خانے میں ابھی تک رکھی ہے۔(288)

4- نہایت خوبصورت تختی ہے اور منفتاح کے مندر سے نکالی گئی ہے۔ 2.05 میٹر اونچی ہے اور 1.10 میٹر لمبی ہے اس پر فرعون امنوتس سوم کو دو شکلوں میں دکھایا گیا ہے۔ پہلی شکل میں وہ انصاف کی علامت پیش کر رہا ہے دوسری شکل میں وہ شراب کے دو جام، دیوتا امن کے سامنے رکھ رہا ہے۔"مرتد فرعون، اخناتون نے اس تختی پر سے دیوتا امن کی صورت کو اور فرعون امنوتس کے نام کو مٹا ڈالا تھا لیکن فرعون ستی اول کی جب حکومت ہوئی تو اس نے یہ دونوں چیزیں اصلی حالت پر کر دیں۔ اسی تختی کے دوسرے حصے میں فرعون اپنے جنگی رتھ پر دکھائی دیتا ہے اور مقتول و مجروح دشمنوں کو روندتا چلا جا رہا ہے۔ رتھ کے آگے شام اور نوبیا کے قیدی بندھے نظر آتے ہیں۔ تختی پر فرعون کی ان فتوحات کا بھی حال لکھا ہے جو اس نے موصل میں حاصل کی تھیں۔ موصل کو پرانے مصر میں نہارینا کہتے تھے،

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا ذکر مصری افسانوں کے سلسلے میں ہم پہلے کر چکے ہیں۔(293)

-5 یہ تختی نمایاں تاریخی اہمیت رکھتی ہے اور اس سے مصریوں کے دفن کے متعلق عقیدوں پر بھی ایک نئی روشنی پڑتی ہے۔ تختی کی اونچائی 2.26 میٹر ہے اور چوڑائی 1.06 میٹر۔ اس کے نقوش بتاتے ہیں کہ اٹھارویں خاندان کے اوائل میں ایک دن فرعون اموزلیس اور اس کی ملکہ، نضرت اری ملاقات کے ایوان میں بیٹھے تھے کہ دونوں کو خیال آیا اپنے پرانے بزرگوں کی تعظیم کا سامان کریں۔ پھر فرعون کو اپنی پیاری ملکہ کی ایک بہت پرانی دادی یاد آ گئی جس کا نام ملکہ تتی شرانقا اور جو پانچ پشت پہلے سترھویں خاندان میں گزر چکی تھی۔ فرعون نے فیصلہ کیا کہ اپنی ملکہ نضرت اری کی اس سگڑ دادی کی یادگار قائم کر دی جائے۔ اس سگڑ دادی ملکہ تتی شرانقا کی اصلی قبر تو تھیبس میں تھی اور دو مصنوعی قبریں عرابہ میں تھیں۔ ساتھ ہی اسی جگہ اس کی قبر کا ایک مصنوعی تعویذ بھی موجود تھا مگر دونوں قبریں بری حالت میں ہو گئی تھیں اور دادی کے لیے وہ سب بھی نہیں ہو رہا تھا جو ہونا چاہیے تھا۔ لہٰذا فرعون نے اپنی ملکہ کو خوش کرنے کے لیے حکم دے دیا کہ خود اس کی یعنی فرعون کی اپنی یادگار کے پہلو میں "دادی" کے نام کا ایک اہرام کھڑا کیا جائے۔ اہرام کے گرد احاطہ بھی ہو...... اور احاطے کے اندر حوض بھی بنایا جائے۔ جب سب کچھ تیار ہو گیا تو فرعون نے یہ تختی بنوائی اور اس پر "دادی" کی تصویر اس طرح بنوائی جیسے فرعون کے ہاتھ سے قربانیاں قبول کر رہی ہے۔ اس تختی سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اونچے درجے کے مصریوں کی اصل قبر کے علاوہ اور کئی جگہ مصنوعی قبریں بھی ہوتی تھیں۔ یہ واقعہ کسی اور ذریعے سے اب تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ آج بھی مصر میں ولیوں کی قبریں کئی کئی جگہ بتاتے ہیں۔ سیدی احمد بدوی اور سیدی ابراہیم وسوقی اور بعض دوسرے بزرگوں میں سے ہر ایک کی کئی کئی قبریں مختلف مقامات میں موجود ہیں اور ہر مقام کے لوگ اپنے ہاں کی قبر ہی کو اصلی اور سب سے زیادہ متبرک یقین کرتے ہیں۔(298)

یہ تختی بینظیر ہے، 1.30 میٹر اونچی اور 50. چوڑی ہے۔ تختی پر مرتد فرعون اخناتون کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھایا ہے جو جگمگاتے ہوئے سورج (1) کی پوجا بڑے ہی خشوع وخضوع سے کر رہا ہے۔ اس فرعون کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ اس نے مصر کے سب سے زیادہ مقبول دیوتا را یعنی چمکتے ہوئے سورج کی پرستش جاری کی تھی۔ امن کے تمام آثار مٹا ڈالے تھے حتیٰ کہ تھیبس کو چھوڑ کر اپنی راج دھانی بھی الگ بنالی تھی۔ کیونکہ امن تھیبس ہی کا دیوتا تھا۔ مگر فرعون کے مرتے ہی اس کی راج دھانی بھی تباہ ہوگئی اور اس کا نیا مذہب بھی۔ تھیبس کو جو عروج پہلے حاصل تھا وہی پھر ہو گیا! (324)۔

7- یہ بہت ہی مشہور اور اہم تختی ہے۔ 1860ء میں سقارہ کے پرانے مقبروں سے ملی تھی۔ اس کی اونچائی 1.28 میٹر اور چوڑائی 3.25 میٹر ہے۔ اس تختی پر مصر کے بہت سے فرعونوں کے نام موجود ہیں۔ لکھنے والا، وتوناری نام کا ایک شخص ہے، جو رامسیس دوم کے زمانے میں موجود تھا۔ تختی پر پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، گیارھویں، بارھویں اور انیسویں خاندانوں کے فرعونوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس فہرست میں پہلے خاندان کے فرعون مینا یا میناس کا نام موجود نہیں ہے جسے مصر کا پہلا بادشاہ ابھی چند سال پہلے تک یقین کیا جاتا تھا، لیکن ہم پچھلے صفحوں میں تازہ ترین تحقیق کی روشنی میں لکھ چکے ہیں کہ مصر کا سب سے پہلا بادشاہ کون تھا۔ معلوم ہوتا ہے "وتوناری" نے اپنی تختی پر انہی فرعونوں کے نام لکھے ہیں جن کی کوئی یادگار موجود تھی، یا جن کے نام کی عبادت انیسویں خاندان تک جاری تھی۔ (378)۔

8- یہ نیلے پتھر کی ایک بہت بڑی تختی بلکہ چٹان ہے اور بے حساب اہمیت کی مالک ہے۔ یہ تختی یا چٹان تھیبس کے اس حصے سے برآمد ہوئی ہے جو فرعون موسیٰ اور منفتاح کے لیے خاص تھا لیکن اصل میں یہ یادگار امنوتس سوم کی ہے اور آج تک اس فرعون کا نام اس پر پڑھا جا سکتا ہے۔ مگر اس فرعون کے 200 برس بعد فرعون منفتاح نے اس یادگار پر قبضہ کر لیا اور اس پر بڑے مبالغے سے اپنی "شاندار" فتوحات کا حال لکھوایا۔ تختی پر یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ منفتاح کے زمانے میں مصر کی حالت کیسی ابتر تھی اور فرعون نے کس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کچھ ٹھیک کر کے مصر کے تمام دشمنوں کو شکست دے دی۔ تحریر بہت زیادہ فصیح و بلیغ ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منفتاح کے زمانے میں مصری انشا پردازی بہت ترقی کر چکی تھی۔ اس یادگار میں جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ قوم اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ پرانے مصر کی کسی موجودہ یادگار میں بھی اسرائیلیوں کا کہیں نام نہیں ملتا۔ اسی لیے یورپ اور امریکہ کے ملحدوں نے طے کر لیا تھا کہ اسرائیلیوں کا پورا قصہ بالکل بے بنیاد ہے۔ لیکن اس تختی نے ان ملحدوں کا منہ توڑ دیا ہے۔ منفتاح فرعون موسیٰ ہے اور اس نے اس تختی پر جو عبارت لکھوائی ہے، اس کا لب لباب یہ ہے کہ لیبیا (طرابلس الغرب) والے مغلوب ہو گئے۔ ملک ختیا ٹھنڈا کر دیا۔ کنعان کی سرزمین میں جتنا فساد تھا جڑ سے اکھاڑ دیا گیا۔ عسقلان کے رہنے والے قید ہو کر آ گئے، جزیروں کے رہنے والے بھی گرفتار کر لیے گئے۔ یونام (؟) کے لوگوں کا کہیں نشان نہ رہا۔ قوم اسرائیل فنا کر ڈالی گئی اور اس کی نسل میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ ملکِ شام ایسا ہو گیا جیسے مصر کی بیوائیں اور تمام سلطنت میں امن و امان عام ہو گیا۔

یہ پہلی مصری یادگار ہے، جس پر بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ تذکرہ ان نقوش کی صورت میں ہے: (نقش نمبر 1 صفحہ 218)۔

اس یادگار کو دیکھ کر بعض لوگ اس وہم میں پڑ گئے کہ بنی اسرائیل یا تو مصر میں سرے سے تھے ہی نہیں اور پھر منفتاح سے بہت پہلے مصر سے نکل کر کنعان میں آباد ہو چکے تھے۔ یہ دونوں وہم بالکل بے بنیاد ہیں۔ بنی اسرائیل کے بعض قبیلے اس وقت بھی کنعان میں آباد تھے جب اسرائیل، مصر میں رہتے تھے۔ منفتاح نے انہی اسرائیلیوں کا اس تختی پر ذکر کیا ہے نہ کہ مصر والے اسرائیلیوں کا کیونکہ ان کے خروج کے ساتھ ہی فرعون غرق ہو چکا تھا جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ (398)

9- یہ تختی 2.00 میٹر لمبی اور 96. میٹر چوڑی ہے اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ بیسویں خاندان کے لیے فرعون رامسیس چہارم نے اپنے لیے بنوائی تھی اور اس پر یہ دعا لکھی تھی کہ رامسیس دوم کی جیسی لمبی عمر مجھے بھی ملے مگر قدرت کی ستم ظریفی دیکھیے کہ چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی برس حکومت کر کے مر گیا۔ حالانکہ رامسیس دوم نے 67 برس فرعونی کی تھی۔(603)

-10 یہ تختی نہیں ہے بلکہ پتھر کی چٹان ہے۔ 2.100 میٹر اونچی ہے اور خاص اہمیت رکھتی ہے۔ چٹان پر تیسویں خاندان کے بادشاہ نقطاحب دوم کی تاجپوشی کے دوسرے سال کی تاریخ درج ہے اور لکھا ہے کہ بادشاہ نے دیوی نیت پر اس کے تمام سونے، چاندی، لکڑی اور دوسری چیزوں کی چنگی کا دسواں حصہ وقف کر دیا ہے، جو یونان اور ایشیائے کوچک سے مصر میں نیل کی راہ سے آتی ہیں۔ اس تحریر سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مصری حکومت باہر سے آنے والے مال پر چنگی وصول کیا کرتی تھی۔(662)

-11 یہ ایک اہم تختی ہے اور بتاتی ہے کہ پرانے زمانے میں بادشاہ کس طرح چنے جاتے تھے بالخصوص جب بادشاہی کے کئی دعویدار ہو جاتے تھے۔ تختی 1.62 میٹر اونچی اور 71. میٹر چوڑی ہے۔ یہ تو ہم بتا آئے ہیں کہ ایک زمانے میں مصر پر حبشیوں کی بھی حکومت ہو گئی تھی اور مدت تک رہی تھی۔ مگر جب پچیسویں خاندان کا ظہور ہوا تو حبشی فرعونوں کی حکمرانی نوبیا پر آ کر ختم ہو گئی تھی اور مصر کا حبش سے رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔ بہرحال جب فرعون ایتھوپیا میں مر گیا اور نئے بادشاہ کے لیے جگہ خالی ہو گئی تو کئی آدمی دعویدار بن گئے۔ تختی کے نقوش بتاتے ہیں کہ نئے بادشاہ کے انتخاب کے لیے فوجی سردار اور مذہبی پیشوا جمع ہوئے اور امن دیوتا کے سامنے گڑ گڑانے لگے کہ ان کے لیے کسی شخص کو بادشاہ مقرر کر دے۔ اس کے بعد سب دعویدار ایک ایک کر کے دیوتا کے سامنے آئے اور چلے گئے مگر دیوتا میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جب اسپالوتی آیا، تو دیوتا نے اسے فوراً پکڑ لیا اور اپنی مقدس جلالی آواز میں چلایا "یہ ہے تمہارا بادشاہ! یہ ہے تمہارا آقا! یہی ہے وہ جو تمہیں زندگی بخشے گا۔ اس کے بعد اسپالوتی کی بڑی دھوم سے تاج پوشی ہوئی اور "فرعون" نے تمام حاضرین کو بیئر اور شرابیں تقسیم کیں!(692)۔

-12 یہ تختی بھی اہم ہے اور حبشی بادشاہوں سے تعلق رکھتی ہے۔ حبشی بادشاہ اصل میں مصر کے امن دیوتا کے مہنتوں کی نسل سے تھے، اسی لیے بہت سخت مذہبی اور پرہیزگار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اس تختی کے نقوش میں دکھایا گیا ہے کہ چند آدمیوں کو اس جرم میں زندہ جلا دینے کی سزا دی گئی تھی کہ انہوں نے قربانی کا گوشت کچا کھا لیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تختی چھٹی صدی قبل مسیح کے اوائل کی ہے۔ اس تختی سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں حبش کے کچھ باشندے بھی کچا گوشت کھانے کے عادی تھے۔ افریقہ میں آج بھی بہت سی قومیں کچا گوشت کھاتی ہیں جانوروں ہی کا نہیں آدمی کا بھی! افریقہ میں ایک قبیلہ ''تکرونی کہلاتا ہے اس میں اسلام پھیل چکا ہے۔ 1917ء کے حج میں اس قبیلے کے بھی کچھ لوگ حج کرنے آئے تھے مگر ان میں سے دو آدمیوں نے ایک موٹے تازے حاجی کو مکہ میں کسی طرح پکڑ لیا اور کچا کھا گئے اور دونوں کو مرحوم شریف حسین کی حکومت نے گرفتار کر لیا تھا۔ بعد میں معلوم نہیں انہیں کیا سزا دی گئی؟ (693)۔

-13 نیلے پتھر کا یہ ٹکڑا بینظیر سمجھا جاتا ہے، کیونکہ دنیا کے کسی عجائب گھر میں اس کی مثال موجود نہیں ہے۔ پتھر پر امن دیوتا کو ایک حبشی ملکہ کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ یادگار اس زمانے کی ہے جب حبش سے مصری تمدن رخصت ہو رہا تھا یعنی رومن زمانے کی یادگار ہے۔ (692)۔

-14 یہ پتھر اور اس کے بعد کی قبر کا پتھر کا دونوں اسیوط کے حاکم مساحرتی کے مقبرے سے نکلے ہیں۔ مساحرتی کے معنی ہیں، وہ شخص، جو مگرمچھ کی طرف منسوب ہے، مساحرتی گیارھویں یا بارھویں خاندان کے زمانے میں ایک بڑا سپہ سالار تھا۔ پتھر پر ایک پیدل مصری پلٹن دکھائی گئی ہے جس میں چالیس سپاہی ہیں اور سب کے سب مصری ہیں۔ کیونکہ رنگ روپ مصریوں جیسا دکھایا گیا ہے۔ سب کے قد برابر ہیں صرف دو سپاہی ایسے نہیں ہیں۔ ایک قد میں اپنے سب ساتھیوں سے اونچا ہے اور دوسرے کا قد سب سے چھوٹا ہے۔ تمام سپاہیوں کے ہتھیار ایک سے ہیں، وہ کمر سے رانوں تک دھوتیاں باندھے ہوئے ہیں تاکہ آزادی سے چل سکیں۔ اس کے سوا ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں ہے۔ سروں پر گھنے مصنوعی بال بندھے ہوئے ہیں تاکہ دشمن کے حملوں سے حفاظت رہے۔ ہر سپاہی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ میں نیزہ ہے اور اس کے قد سے کچھ ہی اونچا ہے۔ نیزے سیدھی پتلی لکڑی کے ہیں اور ان پر تانبے کی تیز اَنیاں لگی ہیں۔ ہر سپاہی کے الٹے ہاتھ میں ڈھال ہے جو یوں تو...... ہموار ہے مگر بیچ میں سے ابھرا ہوا ہے۔ اس پلٹن میں آگے پیچھے دس صفیں ہیں اور ہر صف میں چار سپاہی ہیں۔ دوسرا پتھر بھی ایسا ہی منظر پیش کرتا ہے مگر اس میں جو پلٹن دکھائی گئی ہے اس میں سپاہی مصری نہیں ہیں بلکہ لیبیا اور زنگی قوموں کے سپاہی ہیں کیونکہ ان کے رنگ انہی قوموں کے جیسے ہیں۔

تصویریں

مصری عجائب گھر میں بہت سی نہایت قدیم تصویریں بھی موجود ہیں ان میں سے بعض کا حال ہم یہاں لکھتے ہیں:

1- یہ تصویر پتھر کے ایک ظرف پر بنی ہوئی ہے۔ اصل میں تصویر، کارٹون ہے ایک عورت دکھائی گئی ہے جو جھکی ہوئی ہے۔ اس کی لمبی لمبی چھاتیاں لٹکی ہوئی ہیں اور پیٹ بری طرح پھیلا ہوا ہے! (820)

2- یہ ایک فرضی جانور کی تصویر ہے، جس کے بارے میں مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ریگستان میں پایا جاتا ہے، اس کا سر عورت کے سر کی طرح بناتے تھے اور اس کا نام عُریفُون تھا۔ (536)۔

3- یہ ایک لکڑی کی تختی ہے اور اس پر ایک بے مثل منظر دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں ایک پہاڑ نظر آتا ہے جسے پیلے رنگ سے رنگا گیا ہے اور اس پر جا بجا لال دھاریاں پڑی ہوئی ہیں پھر دو دروازے دکھائی دیتے ہیں جن پر قبر کی علامت ہے اور لکھا ہے کہ یہ قبر ایک عورت زَدْ اَحَسْ اِقرنخی کی ہے۔ پھر ایک عورت جھکی ہوئی دکھائی دیتی ہے جو بال کھولے ہوئے ہے اور رو پیٹ رہی ہے۔ عورت کے پیچھے چھوٹا سا باغ ہے اور باغ سے غرض یہ ہے کہ روح آئے اور باغ سے لطف اٹھائے۔

اسی تختی کے اوپری حصے میں یہی عورت دیوتا خورمُجی سے دعا مانگ رہی ہے کہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتے دار جو قربانیاں پیش کریں اس کی روح کو پہنچ جائیں۔ یہ تصویر بائیسویں خاندان کے وقت کی ہے یا چھبیسویں خاندان کے وقت کی۔(640)۔

تعویذ

پرانے مصر میں تعویذوں کا بہت رواج تھا۔ تاریخ کے زمانے سے بھی بہت پہلے مصری تعویذ استعمال کرتے تھے۔ تعویذ بہت قسم کے ہوتے تھے اور ان کے فائدے بھی طرح طرح کے مانے جاتے تھے۔ زندہ آدمی بھی تعویذ پہنتے تھے اور مردوں کے ساتھ قبروں میں بھی تعویذ رکھے جاتے تھے۔ مصری عجائب گھر میں قدیم زمانے کے تعویذوں کی بڑی تعداد موجود ہے جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم کرتے ہیں:

1- عجائب گھر کی ایک الماری میں سونے کی تختیوں پر کئی قسم کے تعویذ بنے ہوئے ہیں۔ یہ تعویذ ممی کرنے کے بعد لاش پر رکھ دیئے جاتے تھے اور پھر لاش کو کپڑے سے لپیٹ دیتے تھے۔ ان تعویذوں میں سے اکثر کی شکل اس طرح ہے۔ (نقش نمبر 2 صفحہ 393) اس شکل سے مراد روح ہے، یا اس طرح کی شکل ہے (نقش نمبر 3 صفحہ 393) یعنی سانپ، یا اس طرح کی (نقش نمبر 4 صفحہ 393) یعنی عقاب۔ مصری یقین کرتے تھے کہ یہ تعویذ آدمی کو مرنے کے بعد بھی اپنی پناہ میں رکھتے ہیں۔

2- ہم لکھ چکے ہیں کہ مصری عقیدے میں نام آدمی کا ایسا ضروری جزو تھا کہ جس کا نام مٹ جائے خود اس کے وجود کو بھی معدوم یقین کرتے تھے۔ خود دیوتاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی ضروری سمجھا جاتا تھا کہ انہیں ان کے اصلی ناموں سے پکارا جائے۔ یہ اہم غرض پوری کرنے کے لیے اس شکل کا تعویذ بناتے تھے (نقش نمبر 5 صفحہ 394) اور سمجھتے تھے کہ یہ تعویذ مردے کا نام بھی باقی رکھے گا اور مردے کو ان دیوتاؤں کے نام بھی بتاتا رہے گا جن سے ان کی روح فائدہ اٹھا سکتی ہے مگر تعویذ کے اندر خالی جگہ میں اس ڈر سے خود مردے کا نام نہیں لکھتے تھے کہ شاید کوئی جادوگر یا شریر آدمی اس نام کو کسی بڑے ارادے سے استعمال نہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- ایک تعویذ اس شکل کا ہوتا تھا۔ (نقش نمبر 6 صفحہ 396) اور اسے منابت کہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کی برکت سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔(762)

4- دیوی ہاتور کے سر کی شکل کے بھی تعویذ بناتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ ان تعویذوں کی وجہ سے آدمی خوش نصیب بن جاتا ہے۔ دیوتا بس کی مورتیں بھی تعویذ کے طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔ یہ دیوتا بونا تھا اور ملک عرب سے مصر میں آیا تھا۔ یقین کیا جاتا تھا کہ اس کے تعویذ زندہ آدمی کو سونے کی حالت میں اور مردے کو قبر میں درندوں، سانپوں اور شیطانوں کے شر سے بچاتے ہیں۔

5- مصری عجائب گھر کی ایک الماری میں بہت سے تعویذ، چڑیوں اور جانوروں کی شکل کے جمع ہیں۔ جیسے بط، جو دیوتا سیبو اور رامن کے لیے خاص تھی یا مینڈک جسے زمانے کا اور تجدید کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب قبول کر لینے پر بھی پرانے مصری مینڈک کو قیامت اور حشر کا نشان مانا کرتے تھے۔

6- ایک الماری میں وہ تعویذ جمع ہیں جو بعد کے زمانے میں مصری لوگ مردے کے دل کی جگہ پر رکھ دیتے تھے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ ممی کرتے وقت مردے کا دل نکال دیا جاتا تھا۔ کیونکہ سمجھا جاتا تھا، حساب کے موقع پر دل سچی گواہی دے گا اور مردے کی نجات نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا دل دور کر دیتے تھے اور اس کی جگہ پرانے زمانے میں گبریلے کی مورت اور بعد کے زمانوں میں اس شکل کا تعویذ رکھ دیتے تھے۔ (نقش نمبر 7 صفحہ 359) اور سمجھتے تھے کہ تعویذ دیوتاؤں کے سامنے مردے کو بالکل بے گناہ ثابت کر دے گا۔ اسی الماری میں اس شکل کے بھی تعویذ رکھے ہیں۔ (نقش نمبر 8 صفحہ 396) اس تعویذ کو تِتْ کہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کی برکت سے مردہ، دیوی ایزس کی پناہ میں چلا جاتا ہے۔

7- ایک تعویذ اس شکل کا ہوتا تھا (نقش نمبر 9 صفحہ 399) اور اسے زِوْ کہتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ یہ تعویذ آسمان کے چاروں ستونوں کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے اور اس کی برکت سے روح کو دائمی زندگی مل جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8- ایک اور الماری میں کئی شکلوں کے تعویذ رکھے ہیں۔ اس شکل کے تعویذ کو انسان اور دیوتا سب کے لیے زندگی کا ذریعہ یقین کرتے تھے۔ (نقش نمبر 1 صفحہ 400) جب ایک ہی تعویذ میں یہ تین صورتیں جمع ہو جاتی تھیں تو مطلب یہ ہوتا تھا کہ آدمی کو زندگی، ثابت قدمی اور سربلندی حاصل ہوگی (نقش 11 صفحہ 400)۔ ایک تعویذ اس شکل کا ہوتا تھا۔ (نقش نمبر 13 صفحہ 400) اور اسے خُوَیث کہتے تھے۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ اس تعویذ کی برکت سے جو افق میں چمکتے ہوئے سورج کا نشان مانا جاتا تھا، مردہ سورج کے ساتھ افق میں دور کرتا رہے گا۔ ایک تعویذ اس شکل کا ہوتا تھا۔ (نقش نمبر 14 صفحہ 140) اسے ''ساہو'' کہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کی برکت سے مردہ دیوتاؤں کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکے گا۔ ایک تعویذ کی شکل یہ ہوتی تھی (150 صفحہ 400) اور اسے صناحیت کہتے تھے۔ یقین کیا جاتا تھا کہ یہ تعویذ مردے کو آخرت میں ہمیشہ کے لیے امن وسکون بخش دے گا۔

9- اس شکل کی آنکھ (16 صفحہ 403) میں بھی ایک تعویذ ہوتا تھا اور اسے وَرِیُت کہتے تھے۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ اس تعویذ کی وجہ سے مردہ حوریس اور را کی پناہ میں چلا جاتا ہے اور یہ دیوتا اس کی ہر قسم کی مدد کرتے رہتے ہیں۔

10- مصری سانپ سے بہت ڈرتے تھے لیکن اسے محافظ بھی سمجھتے تھے۔ مصری عجائب گھر کی ایک الماری میں بہت سے تعویذ سانپ کی شکل کے موجود ہیں۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ یہ تعویذ زندہ آدمیوں کو سانپ کے کاٹنے سے بچاتے ہیں اور قبر میں مردے کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھتے ہیں بعض تعویذوں کی شکل ایسی ہے۔ (17 صفحہ 401)

11- لیکن مصر میں جو تعویذ سب سے زیادہ مقبول اور رائج تھے، وہ گبریلے کی شکل کے ہوتے تھے اور یہ تعویذ بڑی تعداد میں مصری عجائب خانے میں جمع کر رکھے ہیں۔ مصریوں کے خیال میں گبریلا مقدس تھا اور وہ اس کی بھی پرستش کرتے تھے۔ گبریلے کی مقبولیت کا ایک سبب خود اس کا نام بھی ہوا۔ مصری زبان میں اسے خَپَرُرُ ذ کہتے تھے۔ اس لفظی مشابہت کی وجہ سے مصریوں نے فرض کر لیا کہ گبریلا ہر موجود کا قائم مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ انسانی بدن میں دل کی اہمیت معلوم ہے دل کے بغیر آدمی کی زندگی نہیں ہو سکتی، اسی لیے انہوں نے گبریلے کو...... آدمی کا دل بھی قرار دے دیا اور ممی کرتے وقت جب دل نکال دیتے تھے تو اس کی جگہ گبریلے ہی کی مورت رکھ دیتے تھے۔ یہ بھی ایک تعویذ تھا اور یقین کرتے تھے کہ اس تعویذ کی وجہ سے مردے کا حساب آسان ہو جائے گا۔

کالے سانپ کے تعویذ زندہ آدمی بھی استعمال کرتے تھے۔ اسی شکل کی انگوٹھیاں اور بعض دوسرے زیور بھی پہنتے تھے اور مصریوں ہی سے گبریلے کا یہ تعویذ فینیقیا، قبرص، یونان، سارڈینا اور بہت سے دوسرے ملکوں نے لے لیا اور وہ لوگ اسے استعمال کرتے رہے۔ مصر میں گبریلے کے تعویذ بہت ہی پرانے زمانے سے رائج تھے حتیٰ کہ چوتھے خاندان کے وقت ان کا استعمال عام تھا۔

ہم بتا چکے ہیں کہ مصری عقیدے میں آدمی کا نام اس کے وجود کا لازمی حصہ ہوتا تھا۔ اسی عقیدے کی وجہ سے انہوں نے گبریلا کے تعویذ بنائے تا کہ اس کے سبب سے نام باقی رہ جائے۔ وہ اس تعویذ پر مردے کا پورا نام لکھ دیا کرتے تھے اور یہ تعویذ چونکہ لاش کے اندر رہتا تھا اس لیے ڈر نہیں تھا کہ جادوگر یا دشمن، مردے کا نام دیکھ کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مصری عجائب گھر میں گبریلے کا ایک تعویذ موجود ہے جس پر یہ نقش بنا ہوا ہے۔ (نقش 20 صفحہ 669) اس نقش کے معنی ہیں ''تیرا نام سدا باقی رہے اور تیری نسل کبھی ختم نہ ہو''۔

گبریلے کے بعد تعویذوں پر یہ نقش بنے ہوئے ہوتے تھے۔ (21 صفحہ 660) اور ان تعویذوں کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ بچوں سے شیطانوں کو دور رکھتے ہیں۔ جن تعویذوں پر یہ نقش بنا ہوا ہے۔ (22 صفحہ 669) انہیں خبیث روحوں کا بھگانے والا یقین کیا جاتا تھا۔ خوفناک خوابوں سے بچنے کے لیے گبریلے کے تعویذ پر یہ نقش بناتے تھے۔ (23 صفحہ 668) بچھوؤں سے بچنے کے لیے گبریلے کے تعویذ پر یہ نقش بنایا جاتا تھا۔ (24 صفحہ 666) اور جب نقش میں بچھو کے ساتھ مگرمچھ بھی موٹا تھا، تو سمجھتے تھے کہ ان دونوں موذیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچاؤ ہو گیا۔ اس قسم کے تعویذ پر ایسا نقش ہوتا تھا۔(25 صفحہ 669)

گبریلے کے تعویذ پر جب اس صورت کی آنکھ ہوتی تھی (26 صفحہ 669) تو یقین کرتے تھے حاسدوں کے شر سے بچے رہیں گے۔

بردی کاغذ

مصری عجائب گھر میں ایک پورا کمرہ، بہت ہی قدیم مصری بُردی کاغذوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہم بتا چکے ہیں ''بردی'' ایک قسم کے پیڑ تھے، جو مصر میں کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔ انہی پیڑوں کی چھال سے وہ کاغذ بنائے جاتے تھے جو بُردی کے نام سے مشہور ہیں۔ اب تک تحقیق نہ ہو سکا کہ مصری کس مسالے سے چھال کے ٹکڑے ایک دوسرے سے جوڑ دیتے تھے مگر ان کے پاس کوئی بہت ہی اچھا مسالہ ضرور تھا کیونکہ ہزارہا برس گزر جانے پر بھی آج تک یہ بُردی اغذ اپنی اصلی حالت میں ہیں اور کہیں سے اس کے جوڑ کھلے نہیں ہیں۔ ان کاغذوں پر ''مردوں کی کتاب'' کے باب لکھے ہوئے ہیں۔ بعض پر تصویریں بھی ہیں، مگر ان کی تفصیل سے ہماری کتاب کے پڑھنے والوں کو دلچسپی نہ ہوگی۔

شاہی تحریریں

مصری عجائب گھر میں ایک اور بھی بہت قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ ہمارا اشارہ ان تحریروں کی طرف ہے جو پتھر کی نفیس تختیوں پر مسماری خط میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تحریریں ''مرتد'' فرعون اخناتون سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس کے پاس آئی انہیں چند تحریروں کا تذکرہ نیچے کیا جاتا ہے۔

فرعون اخناتون نے کوئی خط لکھا تھا جس کے جواب میں یہ تحریر آئی تھی۔ یہ ایسی زبان میں لکھی ہوئی ہے جو اب تک اچھی طرح سمجھی نہیں جا سکی لیکن لکھنے والے کا نام پڑھ لیا گیا ہے اور وہ ارزای ہے۔

-2 فرعون اخناتون کے نام اشوریا کے بادشاہ، اسور بلیت کا خط ہے جو فرعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

3- فرعون اخناتون نے بابل کے بادشاہ، کلیماسین کو لکھا تھا کہ اپنی چھوٹی لڑکی کی شادی اس سے کر دے۔ شاہ بابل نے اسی خط کے جواب میں یہ تحریر بھیجی ہے۔

4- بہت سی تحریروں میں شام کے حالات و واقعات لکھے ہیں۔ شام اس زمانے میں مصر کا ایک صوبہ تھا۔

5- ایک تحریر میں بت پرستی پر مضمون لکھا گیا ہے۔

6- اس سلسلے میں ایک اور تحریر کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔ یہ تحریر لکڑی کی تختیوں پر موجود ہے اور بہت اہم سمجھی جاتی ہے۔ تختیاں بہت خوبصورت ہیں مگر ان پر جو ہیروگلیفی خط ہے، نامکمل ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ تحریر جیزہ کے اہراموں سے بھی زیادہ پرانی ہے کیونکہ اہرام چوتھے خاندان میں بنے تھے اور یہ تحریر لازمی طور پر تیسرے خاندان کے زمانے کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانے میں ہیروگلیفی خط نے پوری ترقی نہیں کی تھی۔

زیور

مصری عجائب گھر میں پرانے مصر کے ایسے قیمتی زیور اور جواہرات جمع ہیں، جو دنیا کے کسی عجائب گھر کو نصیب نہیں ہوئے۔ یونانی زمانے سے لے کر تاریخ سے بھی پہلے کے زیور موجود ہیں ان میں سب سے زیادہ قدیم زیوروں کی عمر پانچ ہزار برس سے بھی زیادہ ہے۔ ان زیوروں کے دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ جب ساری دنیا وحشت کی حالت میں تھی اس وقت بھی مصری اپنی عورتوں کے لیے کیسے کیسے نفیس زیور تیار کرتے تھے۔

یہ انمول خزانہ محض اتفاقات سے ملا ہے۔ ایک دفعہ میں نہیں آہستہ آہستہ ملا ہے۔ سب سے پہلے جو خزانہ ملا وہ تھیبس کے ایک گاؤں میں ملکہ احی حتب کے تابوت کے ساتھ دفن تھا، یہ خزانہ اٹھارویں خاندان کی یادگار ہے۔

واقعہ یہ ہوا کہ 1860ء میں گاؤں ذرائع ابی النجاۃ میں مصری عرب، زمین کھود رہے تھے کہ بالکل اتفاق سے یہ خزانہ نکل آیا۔ ضرور پرانے زمانے کے چوروں نے یہ خزانہ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی جگہ سے نکالا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے، عین وقت پر پکڑے گئے اور مار ڈالے گئے۔ خزانہ وہیں دفن رہ گیا جہاں چوروں نے گاڑ دیا تھا یہاں تک کہ ہمارے زمانے میں ظاہر ہو گیا۔

مگر یہ پورا خزانہ نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ چوری بھی ہوئی ہے۔ جب خزانہ نکلا تو علاقہ تھیبس کے مصری افسر نے اسے اپنے گھر میں رکھ لیا اور خدا ہی جانتا ہے، کیا کیا چیزیں اس افسر نے ہضم کر لیں۔ پھر جب خزانہ قاہرہ پہنچا تو مرحوم خدیو اسمٰعیل پاشا نے اس میں سے وہ سب زیور ہتھیا لیے جو اسے پسند آئے۔ ان میں سونے کی نہایت ہی نفیس زنجیر بھی تھی جو ایک میٹر سے زیادہ لمبی تھی۔ خدیو نے یہ زنجیر اپنی چہیتی بیوی کو دے دی تھی اور اس کے پاس بیس برس رہی بھی مگر بعد میں غائب ہو گئی۔ آج تک اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اس خزانے کے بعد بتدریج اور کئی خزانے مختلف مقامات سے برآمد ہوئے۔ فرعونوں کی لاشوں کے ساتھ بھی قیمتی خزانے نکلے۔ سب سے آخر میں عرب سے زیادہ شاندار خزانہ فرعون توت آنخ امن کے مقبرے سے اس کی لاش کے ساتھ حال ہی میں ملا ہے۔ کون جانتا ہے کہ مصر کی زمین کے نیچے ابھی اور کتنے خزانے چھپے پڑے ہیں۔

مصری زیور دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہزاروں برس پہلے بھی مصری سنار اپنے فن میں کیسے ماہر تھے اور کیسے نفیس زیور بناتے تھے۔ یقیناً دنیا کی کوئی قوم اپنے اس زمانے کے ایسے زیور پیش نہیں کر سکتی جیسے پرانے زمانے کے مصری اپنے زیور چھوڑ گئے ہیں لیکن بعض ماہرین مصریات نے شکایت کی ہے کہ بہت سے مصری زیور نہایت کمزور ہوتے تھے اور چند روز سے زیادہ استعمال میں نہیں لائے جا سکتے تھے مگر یہ شکایت قدیم مصریوں کے حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ مصری اپنے مردوں کو بھی زیور پہنانا ضروری سمجھتے تھے کیونکہ وہ مردے کے لیے وہ سب چیزیں مہیا کرتے تھے جن کی اسے زندگی میں ضرورت ہوتی تھی لیکن ظاہر ہے، مردے زیور استعمال نہیں کر سکتے۔ اسی لیے ان کے زیوروں کے ٹوٹنے پھوٹنے کا بھی اندیشہ نہیں ہو سکتا، لہٰذا مردوں کے لیے مضبوط زیور بنانا حماقت تھا۔ جتنے کمزور زیور دکھائی دیتے ہیں سب کے سب مردوں کے ہیں۔ اس کے برخلاف وہ زیور بہت مضبوط ہوتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو زندہ آدمیوں کے کام آتے تھے۔ دونوں کے بہت سے نمونے مصری عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔ بعض زیوروں اور مرصع چیزوں کا تذکرہ ہم بیان کرتے ہیں۔

1- فرعون حورد اور ملکہ نخ تپوتا عُرذ دیت کے زیوروں کی الماری میں ایک خنجر رکھا ہے، جس کا دستہ کندن کا ہے۔ یشب احمر، عقیق، سونے اور لاجورد کے بہت سے گنٹھے ہیں۔ ہر گنٹھے کا سرا سونے کے دوسروں سے بندھا ہوا ہے اور یہ سر باز کے ہیں۔ گول کوڑیوں اور عقیق کے دانوں کو سونے کے تار میں پرو کر چوڑیاں بنائی گئی ہیں اور دیکھنے کے لائق ہیں۔ چاندی کا ایک مرصع تاج بھی ہے۔ تاج کو سر پر روکنے کے لیے ایک قفل یا کھٹکا بھی ہے۔ یہ بھی چاندی کا ہے اور اس کے بیچ میں مرجان ایک بڑا دانہ جڑا ہوا ہے۔ اس دانے کے اوپر سانپ کا فرعونی نشان ہے جو رنگ برنگ پتھروں سے آراستہ ہے۔

2- ایک اور الماری میں شاہزادی ماریت کے گنٹھے رکھے ہیں۔ بعض گنٹھے سونے کے دانوں کے ہیں، بعض جواہرات کے ہیں اور بعض کوڑیوں کے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی دو سرمہ لگانے کی لمبی سلائیاں ہیں جو سونے کی ہیں۔ پہلی سلائی پر ایک دانا سا رکھا ہوا ہے اور دوسری سلائی پر نیلے اور ہرے پتھروں کی پچیکاری ہے۔ دونوں سلائیاں بہت خوبصورت ہیں اور آئینے بھی ہیں اور دیکھنے کے قابل ہیں۔ ان کے دستے ٹوٹ گئے ہیں مگر انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آبنوس کے ہوں گے۔ دستے جس جگہ جڑے تھے وہاں سونے کے جوڑ آج تک موجود ہیں۔ اسی الماری میں خالص سونے کی دو صدریاں بھی ہیں اور بہت خوبصورت ہیں۔ ایک صدری پر فرعون اُوسرتس سوم کا نام لکھا ہے اور دوسری پر فرعون امَن آنخ را کا نام۔

3- ایک الماری میں شاہزادی ستیا حور کے زیور رکھے ہیں۔ ان میں قابلِ ذکر سونے کی سوئیاں ہیں۔ ان سوئیوں کے ناکے بہت بڑے ہیں۔ شاید ان سوئیوں کے ذریعے سر پر یا جسم کے دوسرے حصوں پر زیور قائم کیے جاتے تھے۔

4- ایک اور الماری میں بہت سے زیور رکھے ہیں۔ ان میں ملک اختوم ویت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دہ تاج قابل دید ہیں۔ پہلا تاج اس طرح بنایا گیا ہے کہ سونے کے مہین تاروں کا ایک جال ہے اور اس جال پر برابر فاصلے سے سونے کے چھ پھول قائم کیے گئے ہیں۔ ہر پھول کا دل، عقیق کا ہے اور اس کے ساتھ چار سبز پتیاں بھی ہیں اور ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے صلیب ہوتی ہے۔ ان بڑے پھولوں کے بیچ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے پھول بھی ہیں۔ ہر پھول کے بیچ میں سرخ پتھر دل کے طور پر لگا دیا گیا ہے اور پانچ نیلی پتیاں ہیں جو تاروں کے جال پر پھیلی ہوئی ہیں۔ دوسرا تاج گلاب کے پھولوں کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ سب پھول خالص سونے کے ہیں۔ تاج کے اوپر بھی آٹھ پھول کھڑے ہیں۔ ان میں بعض سونے کے ہیں اور بعض لاجورد، عقیق یشب احمر، اور زمرد سے بنائے گئے ہیں۔ تاج پر سونے کے دو عقاب بھی ہیں اور قابل دید ہیں۔ عقاب اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور ان کے پروں پر جنگل میں خنجر پر ایک ایک انگوٹھی اس شکل کی ہے۔ 5 اور انگوٹھیوں پر عقیق کے نگ ہیں۔

5- ایک خنجر بھی قابل ذکر ہے۔ خنجر کا نیام سونے کا ہے اور قبضے پر بھی سونا چڑھا ہوا ہے۔ قبضے پر چار عورتوں کے سر بنے ہوئے ہیں اور سونے، لاجورد، عقیق اور زمرد کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور ایک خودسر فرعون اح اعس کا نام لکھا ہوا ہے اور ایک درندے کی تصویر ہے جو سانڈ پر جھپٹ رہا ہے۔ اس کے نیچے چار رنڈیوں کی تصویریں ہیں۔ خنجر کے دوسری طرف بھی اسی فرعون کا نام ہے اور پندرہ پھول اوپر نیچے کھلے ہوئے ہیں۔

اسی قسم کی بے شمار چیزیں ہیں کہاں تک لکھی جائیں:

قدیم ترین آثار

مصری عجائب گھر کے ایک کمرے میں دو آثار جمع کیے گئے ہیں جو سب سے زیادہ پرانے ہیں۔ یہ آثار اتنے پرانے ہیں کہ ان کی تاریخ نہیں ملتی لیکن جس زمانے کے یہ آثار ہیں اس زمانے میں بھی مصر کے لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کوئی کتنی ہی پرانی چیز دستیاب ہو مگر اس پر ہیروگلفی خط میں کچھ نہ کچھ لکھا ضرور ملتا ہے۔ ان قدیم ترین آثار پر بھی ہیروگلفی تحریریں موجود ہیں مگر ان میں خط ناکمل ہے اور اس واقعہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتا ہے کہ یہ آثار اتنے پرانے ہیں کہ ہیروگلیفی خط بھی ان کے زمانے میں ابھی بچہ ہی تھا۔

یہ آثار سب سے پہلے جنوبی مصر کے پرانے مقبروں میں ملے اور خیال کیا گیا کہ شمالی مصر ایسے قدیم آثار سے خالی ہے لیکن بعد میں ایسے ہی آثار، شمالی مصر کے مقبروں میں بھی پائے گئے اور مان لیا گیا کہ دونوں مصر جب متحد ہو کر ایک بادشاہی بن گئے تھے اسی زمانے کے یا اس کے کچھ بعد کے یہ آثار ہیں، یعنی بہر حال فرعون منیا کے بعد کے ہیں، جسے ابھی چند سال پہلے تک مصر کا پہلا فرعون یقین کیا جاتا تھا۔ مگر اب اس یقین کی تردید ہو چکی ہے جیسا کہ ہم پچھلے صفحوں میں بیان کر چکے ہیں۔

اب ہم پرانے آثار میں سے بعض کا حال لکھتے ہیں:

1- مصریوں کے نزدیک مقدس لکڑی جمیز کا یہ تابوت ہے۔ اس کی بناوٹ اس طرح ہے کہ درخت کا تنا کاٹ لایا گیا ہے اور اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا گیا ہے لیکن اس کے دونوں سرے الگ سے بنا کر جوڑ دیئے گئے ہیں۔ تابوت کے اندر ایک لاش بھی ہے مگر ممی کی ہوئی نہیں ہے بلکہ سکھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لاش کا سر لکڑی کے تکیے پر ٹکا ہوا ہے اور لاش صاف ستھرے کپڑے میں لپٹی ہوئی ہے۔

2- یہ فرعون مخیم ملاؤ وف کی لاش ہے۔

اور اسی فرعون کے ہرم سے نکلی ہے لاش کے سر پر بالوں کا گچھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرعون ابھی نوجوان ہی تھا کہ مر گیا۔ مصر میں نوجوان لوگ اپنے سروں پر ایسے ہی بال رکھا کرتے تھے۔ سر لاش سے الگ ہے اور نیچے کا جبڑا بھی ٹوٹا ہوا ہے۔ یہ حرکت چوروں کی ہے جو کسی زمانے میں لاش تک پہنچ گئے تھے۔

3- یہ لاش امانیت کی ہے جو دیوی ہاتور کی کاہنہ تھی۔ کاہنہ پچاس صدی سے ایک ہی حالت سے سو رہی ہے۔ لاش سونے چاندی کے زیور پہنے ہوئے ہے۔ ہاتھ کی انگلیوں میں چاندی کی انگوٹھیاں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-4 کسی زمانے میں اَحُو ی نام کا ایک فرعون گزرا ہے، اس کے مقبرے سے بہت سی چیزیں نکلی ہیں، جیسے نیزوں کی اَنیاں، ٹیڑھی چھریاں جو پتھر کی ہیں اور بلوری برتن وغیرہان چیزوں پر تین تین چڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان نشانوں کا مطلب ابھی تک سمجھا نہیں جا سکا۔ ہاتھی دانت کی بھی بعض چیزیں اسی فرعون کی قبر سے نکلی ہیں اور مٹی کی بہت سی مہریں بھی۔ مہریں اصل میں گھڑوں پر لگی ہوئی تھیں، گھڑے ٹوٹ پھوٹ گئے اور مہریں باقی رہ گئیں۔

-5 یہ ہاتھی دانت کی ایک بڑی تختی ہے اور اس پر ان رسموں کے مناظر دکھائے گئے ہیں جو فرعون اَحُو ی کے دفن کے وقت ادا کی گئی تھیں یہ نقوش قابل دید ہیں۔

-6 ان کے علاوہ اور بہت سے قدیم ترین آثار موجود ہیں جن میں برتن اور ہتھیار خاص طور پر دیکھنے کی چیزیں ہیں۔

متفرق چیزیں

اب ہم مصری عجائب گھر کی بعض اور نادر چیزیں بغیر کسی ترتیب کے یہاں دکھانا چاہتے ہیں۔

-1 عجائب گھر کی سیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پرانے زمانے میں بھی مصری وزن کرنے کے لیے بٹے استعمال کرتے تھے۔ ان کا بنیادی بٹہ وبنو تھا۔ جسے اس طرح لکھتے تھے (27 صفحہ 432) یہ وبنو، چوراسی گرام سے ستاسی گرام تک ہوتا تھا اور اسی سے دوسرے بٹے بنائے گئے تھے۔ ایک بٹے کا نام کیت تھا اور یہ کیت، وبنو کا دسواں حصہ ہوتا تھا جبش کی بعض دستاویزوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بٹہ پاکو کے نام کا بھی تھا اور وبنو کا ایک سو اٹھائیسواں حصہ ہوتا تھا۔ یعنی 11 گرام۔ مصری بٹے عام طور پر بیل کی صورت کے ہوتے تھے۔ کسی کی شکل ایسی ہوتی تھی جیسے بیل لیٹا ہوا ہے۔ (28 صفحہ 273) کسی کو آدھے بیل کی شکل کا بنایا جاتا تھا۔ (29 صفحہ 473) اور کوئی صرف بیل کا سر دکھاتا تھا۔

-2 یہ پتھر کا ایک بڑا سانپ ہے اور غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ قدرت کو منظور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ مصری کاہنوں کی شعبدہ بازی اور عیاری سے بعد کی نسلیں بھی واقف ہو جائیں۔ اسی لیے یہ سانپ ٹوٹ پھوٹ کر بھی باقی رہ گیا ہے اور اب مصری عجائب گھر میں سادہ لوح آدمیوں کو سبق دے رہا ہے جو توہم پرستی کے روگ میں مبتلا ہیں اور آسانی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ سانپ اندر سے کھوکھلا ہے اور اس میں دو سوراخ ہیں، ایک گردن کے نیچے اور ایک دم کے پاس۔ یہ سانپ مصر کے جنوبی صوبے، صعید کے مقام ہُنْشِیَہ کے مندر میں قائم تھا۔ سانپ جس چبوترے پر کھڑا کیا گیا تھا اس کے نیچے تہہ خانہ تھا۔ تہہ خانے کے نیچے کاہن چھپ جاتا تھا اور جب زیارت کرنے والے سانپ سے کوئی سوال کرتے تھے تو اندر سے کاہن جواب دیتا تھا اور لوگ اپنی بے وقوفی سے سمجھتے تھے کہ سانپ جواب دے رہا ہے۔ یہ سانپ پرانے زمانے میں بہت مقدس سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ ہر سوال کا ''جواب'' دے دیا کرتا تھا۔

-3 مصری عجائب گھر میں بہت سے پرانے سکے ایک برتن میں رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض سکے، شاہ وِیُو قلِیان یا دقیانوس کے ہیں۔ جو اصحاب کہف کے ملک کا بادشاہ تھا۔ یعنی یہ سکے اصحابِ کہف کے زمانے کے ہیں۔

-4 پرانے زمانے کے مصری، برتن میں جب کوئی چیز رکھتے تھے تو اسے ڈھکنے سے بند کر کے گیلی مٹی کی موٹی تہ ڈھکنے پر چڑھا دیتے تھے۔ پھر اس مٹی پر مہر لگا دیتے تھے۔ ایسے مہر لگے ہوئے بہت سے ڈھکنے مصری عجائب گھر میں موجود ہیں اور بہت ہی پرانے ہیں۔ ہر ڈھکنے پر کسی فرعون یا فرعون کے درباری کی مہر ہے۔ اب تک پندرہ نام پڑھے جا چکے ہیں۔ مثلاً اَنتوِب۔ کاؤ، نَزمِرِبُو صاؤ، خَسا خْمُوی، حَتْبُو سَا خمُوی، رانبُو، نُوتَرِنی، زَرَاوْزَار، پَرَابسُونُو وغیرہ۔

-5 پرانے وقتوں کے ایک مصری نجُومُحُنی کے مقبرے سے **1910**ء میں جو چیزیں نکلیں ہیں ان میں کچھ اناج بھی ہے جو ایک برتن میں رکھا ہوا ملا ہے۔ قابل ذکر اور عجیب بات یہ ہے کہ ہزاروں برس گزر جانے پر بھی اناج میں خوشبو باقی ہے۔ اصل میں اَناج کو عطر میں بَسایا گیا تھا۔ پھر لاش کے ساتھ مقبرے میں رکھ دیا گیا تھا تاکہ مردے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے خوراک کا کام دے۔ اس اناج میں آج تک عطر کی خوشبو موجود ہے۔ خود عطر کی حالت کیا ہو گی؟

6- مصری عجائب گھر میں ستونوں کے چار سر موجود ہیں۔ یہ سر حرمجی کے مقبرے سے نکلے ہیں۔ ان میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حرمجی نے اپنے سرکاری القاب ان سروں پر کندہ کرا دیئے ہیں جس سے ہمیں معلوم ہو سکا کہ مصر میں سرکاری القاب کس قسم کے ہوتے تھے حرمجی نے اپنے یہ القاب لکھے ہیں۔

''اشرف الشرفاء سردار، کبیر الکبراء، امیر الامراء، عظیم العظماء، سپہ سالار اعظم، فرعونی فوجوں کے تمام سرداروں کا سردار، فرعون کا وائسرائے، شمالی اور جنوبی دونوں مصروں میں!''
حرمجی کے لیے یہ القاب، موزوں بھی تھے کیونکہ وہ رام سیس اول کا براہ راست خلیفہ ہوا ہے لیکن فرعون بننے سے پہلے وہ بہت سے عہدوں پر بھی مامور رہا تھا۔ ممفس کے اس بادشاہ نے اپنے لیے شاندار مقبرہ بنایا تھا اور سمجھتا تھا کہ اس مقبرے میں اس کی لاش اور لاش کے ساتھ کی سب چیزیں ہمیشہ محفوظ رہیں گی مگر ہوا یہ کہ اس کے مقبرے کی چیزیں دنیا بھر کے عجائب گھروں میں پھیل گئیں اور خود مقبرے میں کچھ باقی نہ رہا۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

مصر کے پرانے فرعون

فرعونوں کے ناموں کے ساتھ ان کے یونانی تلفظ بریکٹوں میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

خاندانوں سے پہلے کے بادشاہ۔

پہلے خاندان سے پہلے مصر میں دو بادشاہیاں تھیں، ایک جنوبی مصر میں، دوسری شمالی مصر میں۔ اس زمانے کے صرف چند بادشاہوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

(1) و (جنوب کا)۔ (2) ٹیو (شمال کا)۔ (3) تھیس (شمال کا)۔ (4) ہیکسوس (شمال کا)۔ (5) یوازنا (شمال کا)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا خاندان

تقریباً 3400۔ 3200 ق م جنوب والوں نے شمال فتح کر کے مصر کو ایک بادشاہی بنا دیا اور اس طرح ممفس کا شہر آباد ہوا۔

(1) اپ (2) نارمر (3) آغامین یا میناس (4) زیرانوتی جمیت (5) زا (زبٹ، اتا) (6) وین سمتی (7) ان زیب مرپیا (8) سمر جنت ہوئی (شمسو) (9) کاسین۔

دوسرا خاندان

تقریباً 3200 سے 2980 ق م۔ شاید یہ خاندان شمالی مصر کا تھا۔

(1) ہوتپ سنجوئی (2) زنب کا کابو (3) نیٹیتر (4) پرنمات (5) پرریب سین (6) سنیڈی (7) نیفر کا۔ را (8) نیفر کا۔ سوکاری (9) ہوزیفا۔

تیسرا خاندان

تقریباً 2980 سے 2900 ق م جنوب سے نئے فاتح آئے ممفس پایۂ تخت بنا۔

(1) خاسے خیموئی (بے بی) (2) زیسر (زوسر) (3) سنخت (4) زیسر ٹیٹی (5) سنزس (6) نیفر کا ہیولی (7) سنیفرو

چوتھا خاندان

بڑے اہراموں کے بنانے والے "پرانی بادشاہی اپنی طاقت اور فن میں عروج پر"۔

(1) شاریو (؟) تقریباً 2900 تا 1898 ق م (2) خوخو (چیوپس) 2998 تا 2867 ق م (3) رازیڈف تقریباً 2875 تا 2867 ق م (4) خفرار چیفرن تقریباً 2867 تا 2811 ق م۔ (5) منفرا (بکرمنس) تقریباً 2811 تا 2788 ق م (6) شپ سیکاف (اور شاید دوسرے)۔ تقریباً 2788 تا 2755 ق م (7) (تھمپھس؟) شاید 2755 تا 2750 ق م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں خاندان

اس زمانے میں دیوتارا کی پرستش کو بہت عروج ہوا:

(1) یوسرکاف تقریباً 2750 تا 2743 ق م (2) ساہو۔را تقریباً 2743 تا 2731 ق م (3) نیفر یریکا۔ را تقریباً 2731 تا 2730 ق م (4) شپسکارا تقریباً 2730 تا 2723 ق م (5) خلیفر۔ را تقریباً 2723 تا 2722 ق م (6) نی یوسر۔ رازیوسز ان مدا تقریباً 2728 تا 2691 ق م (7) منکاہو۔ ہیرو تقریباً 2691 تا 2681 ق م (8) ڈیڈکا۔ رااسیسی تقریباً 2683 تا 2655 ق م (9) یونیس تقریباً 2655 تا 2625 ق م

چھٹا خاندان

حکومت کی مرکزی قوت میں کمی آ گئی۔

(1) ٹیٹی تقریباً 2625 ق م (2) یوسرکا۔ را اَٹی تقریباً 2595 ق م۔ (3) پے پی اول 2565 تا 2582 ق م (4) مرن ما اول تقریباً 2542 تا 2538 ق م۔ (5) پے پی دوم تقریباً 2538 تا 2444 ق م (6) میران را دوم تقریباً 2444 تا 2443 ق م (7) نزکارا تقریباً 2443 ق م (8) منکارا تقریباً 2431 ق م۔

7 ویں 8 ویں 9 ویں 10 ویں خاندان

تقریباً 2431 تا 2160 ق م۔ مصر میں پہلی مرتبہ انارکی پھیل گئی۔ ایشیائی قبیلوں کا حملہ:

گیارھواں خاندان

اب تھیبس پایہ تخت ہے، اِنٹف اول نے فرعون کا لقب اختیار کیا۔ امن ہوتپ سوم نے پورا مصر فتح کر لیا۔

(1) انٹف اول تقریباً 2160 ق م (2) انٹف دوم تقریباً ...... (3) امن ہوتپ اول تقریباً ...... (4) امن ہوتپ دوم تقریباً 2078 تا 3074 ق م (5) امن ہوتپ سوم 2078 تا 2030 ق م (6) امن ہوتپ چہارم 2030 تا 2000 ق م۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارھواں خاندان

اس خاندان میں ولی عہد، فرعون کے ساتھ مل کر حکومت کرتے تھے۔

(1) امنمہیت اول تقریباً 2000 تا 1970 ق م۔ (2) سینوسرت (بوسرت سن) تقریباً 1970 تا 1935 ق م۔ (3) امنمہیت دوم تقریباً 1938 تا 1903 ق م۔ (4) سینوسرت سوم تقریباً 1903 تا 1888 ق م۔ (5) سینوسرت سوم تقریباً 1878 تا 1849 ق م۔ (6) امنمہیت سوم تقریباً 1849 تا 1801 ق م۔ (7) امنمہیت چہارم 1801 تا 1762 ق م۔ (8) سبکنیفر یو۔را تقریباً 1792 تا 1788 ق م۔

13 واں 14 واں 15 واں 16 واں خاندان

تقریباً 1788 تا 1850 ق م۔ اب پھر طوائف الملوکی پھیل گئی تھی۔ آخر کار اجنبی فاتح ہیکسوس نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔

سترھواں خاندان

ہیکسوس حکومت کے آخری زمانے میں تھیبس میں ایک حاکم خاندان کچھ خودمختار تھا۔ اسی خاندان کے ''بادشاہ'' سیکنر سوم نے ملک کی خودمختاری کا جھنڈا اٹھایا تھا اور ہیکسوس سے لڑا تھا۔

(1) سیکنرا اول تقریباً 1035 تا 1615 ق م (2) سیکنرا دوم تقریباً 1615 تا 1605 ق م (3) سیکنرا سوم تقریباً 1605 تا 1591 ق م (4) یُوازجیز راکا موس تقریباً 1591 تا 1581 ق م (5) نیحتن را تقریباً 1581 تا 1580 ق م۔

اٹھارواں خاندان

فرعون آہمس نے ہیکسوس کو مصر سے نکال دیا تھا اور مصری شہنشاہی قائم کر لی تھی۔ تھیبس راج دھانی بنا اور دیوتا امن کی پوجا کو عروج ہوا۔

(1) اہمس (ہموس) تقریباً 1580 تا 1557 ق م (2) امن ہوپت اول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(امنوپھس) تقریباً 1557 تا 1541 ق م (3) تھوتھمس اول تقریباً 1479 تا 1447 ق م (4) تھوتھمس دوم اور ملکہ ھست سی پشت تقریباً 1501 تا 1479 ق م (5) تھوتھمس سوم تقریباً 1479 تا 1447 ق م (6) امنھوتپ ہرم تقریباً 1447 تا 1420 ق م (7) تھوتھمس چہارم 1420 تا 1411 ق م (8) امنھوتپ سوم تقریباً 1411 تا 1375 ق م (9) اخناتون (امن ہوتپ چہارم) تقریباً 1375 تا 1358 ق م (10) سمنخکارا 1358 ق م (11) توتن خامن تقریباً 1358 تا 1353 ق م (12) آئی تقریباً 1353 تا 1350 ق م۔

انیسواں خاندان

اخناتون کے ''اتحاد'' سے ملک میں جو کمزوری و ابتری پیدا ہوئی تھی، دور ہو گئی۔ بنی اسرائیل اسی زمانے میں مصر سے نکلے۔

(1) ہورم ہبب (ہرمہاب) تقریباً 1350 تا 1321 ق م (2) رامسس اول تقریباً 1321 تا 1320 ق م (3) سیتی اول (سیتھوس) تقریباً 1320 تا 1300 ق م (4) رام سس دوم تقریباً 1300 تا 1335 ق م (5) میرن پھتاح (فتاح) تقریباً 1225 تا 1215 ق م (6) امن میس تقریباً 1215 ق م (7) سا۔ پتاح 1215 تا 1209 ق م (8) سیتی دوم تقریباً 1209 تا 1205 ق م

بیسواں خاندان

کچھ مدت کے لیے پھر ابتری پھیل گئی تھی اور ایک شامی سردار نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ سیتخت ے جو رامسس دوم کی نسل سے تھا نے پھر سے مصر کو آزاد کرایا۔ شام کا علاقہ، مصر کے ہاتھ سے نکل گیا۔

(1) ستخت تقریباً 1200 تا 1198 ق م (2) رامسس سوم تقریباً 1198 تا 1167 ق م (3) رامسس چہارم 1167 تا 1161 ق م (4) رامسس پنجم تقریباً 1161

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا 1157 ق م (5) رامسس ششم تقریباً 1157 تا 1154 ق م (6) رامسس ہفتم تقریباً 1154 تا 1152 ق م (7) رامسس ہشتم تقریباً 1152 تا 1150 ق م (8) رامسس نہم تقریباً 1150 تا 1130 ق م (9) رامسس دہم تقریباً 1130 تا 1124 ق م (10) رامسس یازدہم تقریباً 1124 تا 1094 ق م۔

اکیسواں خاندان

1094 تا 947 ق م

بیسویں خاندان کے آخری کئی فرعون، امن دیوتا کے کاہنوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے رہے۔ آخری فرعون کے مرنے پر کاہن "ہری ہر" یا ہر ہیرو نے فرعونی لقب اختیار کر لیا تھا اور مذہبی پیشواؤں کی بادشاہی قائم کر دی تھی مگر یہ بادشاہی کمزور رہی اور مصر برابر بد سے بدتر حالت میں ہوتا چلا گیا۔ لیبیا اور حبش کے سرداروں نے بھی یلغاریں کیں اور باری باری راج کرتے رہے، یہاں تک کہ 663 ق م میں پہلے اشوریوں نے مصر فتح کر لیا۔ پھر 525 ق م میں نصرانیوں نے قبضہ کیا۔ پھر 305 ق م میں سکندر مقدونی کے ایرانیوں کو مصر سے نکال دیا اور بطلیموسی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی۔ بعد کے تاریخی واقعات زیادہ مشہور ہیں اور آسانی سے تاریخی کتابوں میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

خلاصہ اور قیاسہ

تحقیقات جتنی ممکن تھی ان دس بابوں میں ختم ہو گئی ہیں۔ اب میں مختصر طور سے کتاب کا خلاصہ اور اپنا قیاسہ درج کرتا ہوں۔ خلاصہ لفظ اردو میں بولا جاتا ہے مگر قیاسہ نہیں بولا جاتا۔ البتہ قیاس بولا جاتا ہے میں نے لفظ قیاس سے قیاسہ بنایا ہے کیونکہ میں مضامین کتاب کے خلاصے پر اپنے قیاسات بھی لکھنے چاہتا ہوں اور وہ قیاسات چونکہ مجھ جیسے کم علم اور ناچیز آدمی کے ہیں اس لیے میں ان کو قیاسات کا بڑا نام نہیں دیتا بلکہ قیاسہ چھوٹا سا لفظ استعمال کرتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں دس باب ہیں اور ان سب ابواب میں جو تحقیقات عربی کتابوں سے ترجمہ کر کے درج کی گئی ہے اس میں بظاہر کوئی غلطی نہیں ہے۔ البتہ بعض جگہ ناموں کے تلفظ میں ممکن ہے کوئی غلطی ہوئی ہو۔ کتابوں میں نقل در نقل ہونے سے عموماً تلفظ غلط ہو جایا کرتے ہیں اور یا حسابی غلطیاں ہو سکتی ہیں کیونکہ میں نے جہاں تک انگریزی انسائیکلو پیڈیا اور مصر کی انگریزی تاریخوں اور عربی تاریخوں کو پڑھوا کر سنا اور سنین اور تاریخوں کو ملانے کی کوشش کی تو مجھے زیادہ اختلاف نظر آیا اور ٹھیک سن اور زمانے مختلف خاندانوں کی حکومتوں کے مقرر کرنے دشوار ہو گئے۔ آخر مجبور ہو کر مصری عالم احمد کمال پاشا کی کتاب پر بھروسہ کر لیا کیونکہ وہ مصر کے تھے اروا اپنے گھر کی بات کو گھر والا ہی خوب جان سکتا ہے۔

اس کتاب کے ہر باب میں ظاہر ہو جائے گا بشرطیکہ انصاف سے غور کیا جائے کہ ساری دنیا کی تہذیبوں اور رواجوں اور مذہبوں اور حکومت کے قانونوں اور قاعدوں کو مصر سے لیا گیا ہے اور یہ قیاسہ بھی ہو سکتا ہے کہ مذہب اور رسم و رواج اور حکومت کے معاملات میں ساری دنیا کے آدمیوں کے خیالات اور جذبات تھوڑے سے فرق کے ساتھ عموماً ایک ہی جیسے ہوا کرتے ہیں۔

توریت کی یہودیت اور انجیل کی عیسائیت اور قرآن کی اسلامیت اور ژندوستا کی مجوسیت آپس میں بہت مشابہہ ہیں اور بت پرستی سے بیزار ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ انسانی خصلت ان سب میں بھی کارفرما نظر آتی ہے اور سب مذاہب میں کسی نہ کسی صورت میں بت پرستی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ مثلاً یہودیوں نے دولت کو بت بنا رکھا ہے۔ عیسائی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بت پوجتے ہیں۔ مجوسی آگ کو پوجتے ہیں۔ مسلمان کعبے کی اتنی عزت کرتے ہیں جو انسانی ہاتھوں کے بنائے ہوئے ایک مکان کی نہ ہونی چاہیے۔

اس کتاب کے ہر باب سے تاریخ کی ایک بڑی مشکل کا حل ہو جائے گا کہ ہندو کون ہیں، کب سے ہیں اور ان کے ویدوں اور منوسمرتی کی تاریخ کب سے شروع ہوتی ہے۔ اب تک یہ کہا جاتا تھا کہ ہندوؤں نے تاریخ نہیں لکھی محض قصے لکھے ہیں۔ جیسے مہا بھارت،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رامائن وغیرہ جن سے تحقیقی اور یقینی باتیں معلوم نہیں ہوسکتیں مگر تاریخ فرعون پر غور کرنے سے سب کچھ روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ ہندوؤں کا یہ کہنا کہ ان کی تہذیب اور ان کا کلچر اور ان کا مذہب دنیا کی ہر قوم سے پرانا ہے، درست نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مصریوں کا مذہب اور تمدن ساری دنیا کی تہذیب وتمدن و مذاہب کی جڑ ہے۔ خصوصاً یورپ کی سیاسی عمارتوں کی بنیاد بھی اور اوپر کی تعمیر بھی تمام و کمال مصر کی سیاست پر ہے اور ہندوؤں کا مذہب اور رسم اور رواج بھی سب کے سب مصریوں سے ماخوذ ہیں اور مجوسیوں اور یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں اور بدھوں کے عقائد مذہبی بھی مصری عقائد کے ردعمل سے بھی نمودار ہوئے ہیں یعنی مصریوں کے مذہب کی خرابیوں سے بیزار ہو کر لوگوں نے اصلاح کا ارادہ کیا اور نئے مذاہب پیدا ہو گئے۔

اگر میں مسلمان نہ ہوتا تب بھی مجھے ماننا پڑتا کہ قرآن ہی ایک ایسی مذہبی کتاب ہے جس میں انسانی مداخلت نہیں پائی جاتی بلکہ انسانی حالات و جذبات و عادات کو ساری دنیا کی قوموں کے جذبات و عادات مدنظر رکھ کر تعلیم دی گئی ہے تاہم ماننا پڑتا ہے کہ قرآن میں جتنا زیادہ ذکر فرعون اور مصری قوم کا ہے اتنا کسی قوم کا نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن بھی میرے اس قیاسے کا ساتھی ہے کہ مصری قوم ہی ساری دنیا کی تہذیبوں کی دادی اماں ہے کیونکہ قرآن میں حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ جیسے پرانے پیغمبروں کا حال تو ہے مگر ان کے زمانے کے کسی بادشاہ کا نام نہیں ہے بلکہ دنیا کی کسی قوم کے بادشاہ کا سوائے داؤد اور سلیمان اور طالوت و جالوت کے جو یہودی تھے اور کسی کا نام نہیں ہے۔ مگر فرعون مصر کا نام اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں کو حیرت ہوتی ہے مگر آج میرے اس قیاسے سے یہ بات حل ہو جائے گی کہ چونکہ قرآن بھی مصر اور اس کی تاریخ وتہذیب کو ساری قوموں کو جڑ مانتا ہے، اس لیے اس نے صرف فرعون کا ذکر کافی سمجھا اور داؤد وسلیمان وغیرہ یہودی بادشاہوں کا ذکر بھی اس لیے کیا کہ یہ سب بھی مصریوں سے آزاد ہونے کے بعد بادشاہ ہوئے تھے اور ان کی حکمت وحکومت کی بنیاد مصری حکمت وحکومت سے سبق لے کر رکھی گئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بدھست اور ہندو مذاہب تو سب کے سب سراسر مصری مذہب کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں اور یقیناً ان کی قدامت اس سے بعد کی ہے۔

میں نے یہ کتاب ہندوستانی کلچر بیان کرنے کے لیے لکھی ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان کیا ہے۔ اس سے ہندو قوم کی بڑائی کو کم کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مصریوں کی بڑائی قائم ہونے سے ہندوؤں کی بڑائی خودبخود بڑھ جاتی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ جس طرح مصریوں کے جسم ممی کے ذریعے اور مصر کا کلچر بتوں اور تصویروں اور کتبوں کے ذریعے زندہ ہے، اسی طرح ہندوستان اور چین و جاپان کے ہندوؤں اور بدھوں کے ذریعے مصریوں کی تاریخ اور تہذیب بھی زندہ ہے اور ہم مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور مجوسی یقیناً قدامت کے اعتبار سے مصریوں اور ان کے قائم مقام بدھوں اور ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہم ان کا مصلح اور ہادی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

موجودہ مصر کی کیا حالت ہے؟

میں 1911ء میں مصر گیا تھا اور اسی وقت سے اس کتاب کی تیاری کا کام شروع کر دیا تھا، لیکن اب جب کہ تاریخ فرعون کا دوسرا ایڈیشن ستمبر 1950 میں شائع کیا جاتا ہے، اس وقت مصر کی کیا حالت ہے اور آئندہ کی نسبت کیا اندیشے ہیں ان کو اس تاریخ کے آخر میں لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس وقت مصر میں محمد فاروق نام کے بادشاہ کی حکومت ہے اور دوسرے مسلمان ملکوں کی طرح مصر کی اسلامی حکومت بھی اسلامی حکومتِ پاکستان کی بڑی دوست ہے اور مصر کی دوستی سے سعودی عرب لیگ قائم ہوئی ہے جس میں نجد و حجاز کے بادشاہ ابن سعود اور عراق اور شرق اردن اور شام کی عرب حکومتیں بھی شریک ہیں اور فلسطین میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے اور مصر سے یہودیوں کی لڑائی ہو چکی ہے اور پھر لڑائی کی تیاری ہے اور پروفیسر کیرو نے 1925ء میں نجوم اور جفر کے حساب سے پیشین گوئی کی تھی کہ آخر کار مصر پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی۔

آج کل امریکہ اور یورپ کی متحدہ حکومتیں کوریا میں کمیونسٹ کوریا والوں سے جنگ کر رہی ہیں اور کمیونسٹ کی پشت پر روس ہے اور پورا ملک چین بھی کمیونسٹ ہو چکا ہے۔

مصر کی موجودہ حکومت انگریزی تسلط سے ایک حد تک آزاد ہو چکی ہے اور پرانے مصریوں کی یادگاریں پوری طرح محفوظ ہیں اور مصری حکومت امریکہ کے اتحاد میں کوریا کے خلاف شریک نہیں ہوئی ہے۔

شاہ ایران کی شادی شاہ مصر کی بہن سے ہوئی تھی اور شاہ مصر کی شادی ایران میں ہوئی تھی مگر اب یہ دونوں رشتے ٹوٹ چکے ہیں۔ مصر کی جامع از ہر چل رہی ہے اور مصریوں میں یورپ کا تمدن بہت بڑھ گیا ہے۔ البتہ مصر کا پڑوسی سوڈان اب تک انگریزوں کے پنجے سے پوری طرح آزاد نہیں ہوا۔

ہندوستان اور پاکستان کا کشمیر کے لیے آپس میں کئی سال سے جھگڑا ہو رہا ہے اور مصر نے ان دونوں کا فیصلہ کرانے کی کوشش کی تھی مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

چونکہ اس کتاب میں ایسے مضامین بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے برہمن مصر کے فرعون مہنت ہری ہر کی اولاد ہیں، اس واسطے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نسلی اعتبار سے اس وقت بھارت (ہندوستان) میں مصری نسل کی حکومت ہے کیونکہ پنڈت جواہر لال نہرو کشمیری برہمن بھارت (ہندوستان) کے وزیراعظم ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

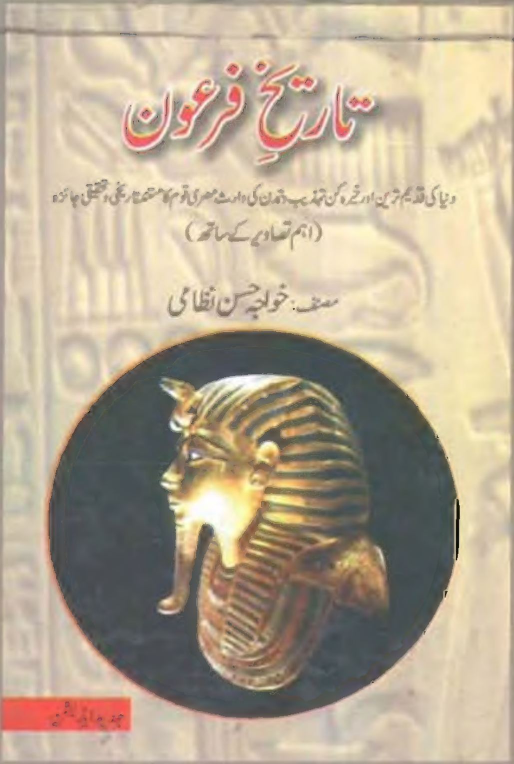

U PUBLISHERS

یو پبلشرز

33- حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

042-37212714, 37241778, 0333-4394686